اداریہ

افریقہ کے بخت جاگ اٹھے

کبھی افریقہ کو تاریک براعظم کہا جاتا تھا۔ علم اور تمدن کی روشنی سے بے بہرہ اس علاقہ کو سامراجی طاقتیں لوٹنے اور اس کے جسد بیمار سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑنے کے لئے کوشاں تھیں مگر خدا کی تقدیر آسمان پر کچھ اور فیصلے کر رہی تھی۔ افریقہ کے متعلق انذاری خبریں ہی اس کے بخت جگانے کا موجب بن گئیں اور حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ظاہر ہونے والے عالمی نور نے خطۂ افریقہ کا رخ کیا۔

آپ کے پروانے یہ روشنی لے کر افریقہ پہنچے۔ پاک دلوں کو پیغام حق پہنچایا اور ایک معمولی کونپل کا آغاز ہوا۔ حضرت مصلح موعود کے دور خلافت میں 21-1920ء میں افریقن اقوام اس چشمہ سے باقاعدہ سیراب ہونے لگیں۔

پھر باغبانوں نے خود اس سرزمین کا جائزہ لیا اور 1970ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بنفس نفیس دورہ فرما کر افریقہ میں خلفاء کے دوروں کا آغاز کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع 1988ء میں وہاں تشریف لے گئے اور پھر 16 سال بعد 2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس اقلیم کو برکت بخشی۔

آج براعظم افریقہ کے 53 آزاد ممالک ہیں اور اللہ کے فضل سے ان سب میں جماعت احمدیہ مضبوطی سے قائم ہے۔ سیاسی خلفشار اور بدنظمی کے باوجود جماعت ہر خطہ اور ہر سطح پر ترقی کی طرف رواں دواں ہے۔ علم اور صحت کے میدان میں خصوصاً جماعت کی خدمات کا سرکاری طور پر بھرپور اعتراف کیا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے امسال افریقہ کے صرف چار ممالک غانا، بورکینا فاسو، بینن اور نائیجیریا کا دورہ فرمایا۔ دو ممالک میں جماعتیں بہت پرانی نہیں ہیں مگر جماعت کے اخلاص اور محبت میں کوئی زمانی و مکانی تفریق حائل نہیں تھی۔ للّٰہی پیار کے یہ مناظر اپنوں اور غیروں سب کے لئے نہایت ایمان افروز اور حیران کن تھے۔ آنکھیں وہ نظارے ایم ٹی اے پر دیکھتی رہیں اور شکر کے آنسو بہاتی رہیں۔ کان ان جذبات کی لہروں کو محسوس کرتے رہے اور دل ان پاکیزہ نظاروں سے شادکام ہوتے رہے۔

حضور انور نے چند منتخب جماعتوں اور اداروں کا دورہ فرمایا۔ اور ان کو مزید استحکام کے لئے تازہ ہدایات سے نوازا۔ نئے منصوبوں اور نئی سکیموں کا اجراء ہوا۔ اس طرح حضور کا یہ دورہ تاریخ احمدیت میں ایک اہم سنگ میل بن چکا ہے۔ اس دورہ کی یادوں کو ہمیشہ تازہ رکھنے کے لئے ہم نے امسال الفضل کے سالانہ نمبر کا موضوع یہی دورہ افریقہ بنایا ہے۔ افریقہ کے متعلق عمومی معلومات جماعتی تاریخ اور حضور کے دورہ کی تمام رپورٹس کو یکجائی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ آنے والی نسلیں بھی اپنے ایمانوں کو تازہ کرتی رہیں۔

افریقہ میں جماعت کی قربانیاں کسی دوسرے علاقے سے کم نہیں۔ مربیان سلسلہ اور بزرگان کے خون کی لالی نے احمدیت کے چہرے کو روشنی بخشی ہے۔ ان کی قبروں نے وہاں چند گز جگہ احمدیت کے لئے فتح کی جو لامتناہی فتوحات کی دہلیز بن گئی۔ یہ پُر درد پرانی داستانیں اور سربفلک لہراتے ہوئے تازہ پرچم ہمیں خدائی وعدوں پر زندہ یقین اور ایمان عطا کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کل عالم کو جلد سے جلد نور توحید سے بھر دے۔

افریقن ممالک سے متعلق معلومات کے لئے انسائیکلوپیڈیاز سے مدد لی گئی ہے۔ اور حضور انور کے دورہ کی رپورٹس مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے تیار کی ہیں جس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔

الفضل سالانہ نمبر 2004ء

جلد نمبر 54-89
شمارہ نمبر 292

دورہ افریقہ نمبر

یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ افریقہ کی تفاصیل اور برکات

سفر کی ترغیب، مقاصد و برکات سے متعلق اللہ تعالیٰ کے مبارک کلمات	2
سفر کے آداب اور سفر میں رسول کریمؐ کی دعاؤں کے نمونے	3
سفر کی اقسام اور صحابہ رسولؐ کے سفر۔ حضرت مسیح موعود کے ارشادات	4
براعظم افریقہ کے ممالک کا تعارف	7
براعظم افریقہ ایک نظر میں	8
براعظم افریقہ کا نقشہ	9
افریقہ میں دعوت الی اللہ کے بارے میں حضرت مصلح موعود کا خطاب	5
افریقہ کے ابتدائی اور معروف مربیان کا تعارف	17
اہل افریقہ کا عظیم کردار۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا خطاب	93
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ دورہ افریقہ کے متعلق	11
گھانا کا تعارف	19
گھانا میں احمدیت	23
گھانا میں جماعت احمدیہ کے بعض ادارے	95
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ گھانا	25
بورکینا فاسو کا تعارف	43
بورکینا فاسو میں احمدیت	45
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ بورکینا فاسو	49
بینن کا تعارف	63
بینن میں احمدیت	65
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ بینن	69
نائیجیریا کا تعارف	81
نائیجیریا میں احمدیت	85
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ نائیجیریا	87
منظومات	46،15

پبلشر آغا سیف اللہ' پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 60 روپے

سفر کی ترغیب مقاصد اور برکات کے متعلق اللہ جل شانہ کے مبارک کلمات

سفر کی ترغیب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اور اللہ نے زمین کو تمہارے لئے بچھایا ہوا بنایا تا کہ تم اس کی کشادہ راہوں پر چلو پھرو۔ (سورۃ نوح 20`21)

وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہاری خاطر اس میں کئی راستے جاری کئے۔ (طٰہٰ: 54)

جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہاری خاطر اس میں رستے بنائے تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ (سورۃ الزخرف۔ 11)

خشکی کا سفر

وہی ہے جس نے زمین کو تمہارے ماتحت کر دیا پس اس کے راستوں پر چلو اور اس (یعنی اللہ) کے رزق میں سے کھاؤ اور اسی کی طرف اٹھایا جانا ہے۔ (سورۃ الملک: 16)

سمندری سفر

وہی ہے جو تمہیں خشکی پر بھی چلاتا ہے اور تری میں بھی۔ (یونس: 23)

تمہارے لئے سمندری شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے۔ یہ تمہارے اور مسافروں کے فائدہ کیلئے ہے۔ (سورۃ المائدہ: 97)

سفر کی دعا

اور وہ جس نے ہر قسم کے جوڑے بنائے اور تمہارے لئے قسم قسم کی کشتیاں اور چوپائے بنائے۔ جن پر تم سواری کرتے ہو۔

تا کہ تم ان کی پیٹھوں پر جم کر بیٹھ سکو۔ پھر جب تم ان پر اچھی طرح قرار پکڑ لو تو اپنے رب کی نعمت کا تذکرہ کرو اور کہو پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم اسے زیرِنگیں کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ (سورۃ الزخرف۔13 تا15)

سفر حج

اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے وہ تیرے پاس پاپیادہ آئیں گے اور ہر ایسی سواری پر بھی جو لمبے سفر کی تکان سے دبلی ہو گئی ہو۔ وہ (سواریاں اور چیزیں) ہر گہرے اور دور کے رستے سے آئیں گی۔ (سورۃ الحج۔28)

اللہ کی طرف ہجرت

اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں (دشمن کو) نامراد کرنے کے بہت سے مواقع اور فراخی پائے گا۔ اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلتا ہے پھر (اس حالت میں) اسے موت آجاتی ہے تو اس کا اجر اللہ پر فرض ہو گیا ہے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (سورۃ النساء۔101)

رسول اللہؐ کی ہجرت مدینہ

اگر تم اس (رسول) کی مدد نہ بھی کرو تو اللہ (پہلے بھی) اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا (وطن سے) نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے۔ اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل کی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور اس نے ان لوگوں کی بات نیچی کر دکھائی جنہوں نے کفر کیا تھا۔ اور بات اللہ ہی کی غالب ہوتی ہے اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔ (التوبہ:40)

خدمت دین کا سفر

نکل کھڑے ہو ہلکے بھی اور بھاری بھی۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ (سورۃ التوبہ -41)

داعیان الی اللہ کا سفر

(یہ قرآن ایسے) صحیفوں میں ہے، (جو) عزت والے، بلند شان اور پاک ہیں۔

وہ (صحیفے لکھنے والوں اور دور دور) سفر کرنے والوں کے ہاتھوں میں (ہیں) (ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں) جو معزز ہیں اور اعلیٰ درجہ کے نیکوکار ہیں۔ (سورۃ عبس 14 تا 17)

علم دین سیکھنے کے لئے مرکز آمد

مومنوں کے لئے ممکن نہیں کہ وہ تمام کے تمام اکٹھے نکل کھڑے ہوں۔ پس ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان کے ہر فرقہ میں سے ایک گروہ نکل کھڑا ہوتا۔ کہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو خبردار کریں جب وہ ان کی طرف واپس لوٹیں تا کہ شاید وہ (ہلاکت سے) بچ جائیں۔ (سورۃ التوبہ۔ 122)

للّٰہی سفر کی برکات

انہیں اللہ کی راہ میں کوئی پیاس اور کوئی مشقت اور کوئی بھوک کی مصیبت نہیں پہنچتی اور نہ ہی وہ ایسے رستوں پر چلتے ہیں جن پر (ان کا) چلنا کفار کو غصہ دلاتا ہے اور نہ ہی وہ دشمن سے (دوران قتال) کچھ حاصل کرتے ہیں مگر ضرور اس کے بدلے ان کے حق میں ایک نیک عمل لکھ دیا جاتا ہے۔ اللہ احسان کرنے والوں کا اجر ہرگز ضائع نہیں کرتا۔

اسی طرح وہ نہ کوئی چھوٹا خرچ کرتے ہیں اور نہ کوئی بڑا اور نہ ہی کسی وادی کی مسافت طے کرتے ہیں مگر (یہ فعل) ان کے حق میں لکھ دیا جاتا ہے۔ تا کہ جو بہترین اعمال وہ کیا کرتے تھے اللہ انہیں ان کے مطابق جزا دے۔ (سورۃ التوبہ 120`121)

مکذبین کا انجام دیکھنے کا سفر

یقیناً تم سے پہلے کئی سنتیں گزر چکی ہیں۔ پس زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا تھا۔ (سورۃ آل عمران: 138)

اور کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی تا کہ وہ غور کر سکتے کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے تھے۔ وہ قوت میں ان سے زیادہ شدید تھے اور انہوں نے زمین کو پھاڑا اور اسے اس سے زیادہ آباد کیا تھا۔ جیسا انہوں نے اسے آباد کیا ہے اور ان کے پاس بھی ان کے رسول کھلے کھلے نشان لے کر آئے تھے۔ پس اللہ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ (سورۃ الروم۔10)

چھان بین کر لیا کرو

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کر رہے ہو تو اچھی طرح چھان بین کر لیا کرو اور جو تم پر سلام بھیجے اس سے یہ نہ کہا کرو کہ تو مومن نہیں ہے۔ تم دنیاوی زندگی کے اموال چاہتے ہو تو اللہ کے پاس غنیمت کے کثیر سامان ہیں۔ اس سے پہلے تم اسی طرح ہوا کرتے تھے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا۔ پس خوب چھان بین کر لیا کرو۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو بہت باخبر ہے۔ (النساء:95)

سفر میں نماز

اور جب تم زمین میں (جہاد کرتے ہوئے) سفر پر نکلو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز قصر کر لیا کرو، اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے تمہیں آزمائش میں ڈالیں گے۔ یقیناً کافر تمہارے کھلے کھلے دشمن ہیں۔ (النساء:102)

سفر میں روزہ

گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ (البقرہ:184)

جدید ذرائع سفر کی پیشگوئی

اور مویشیوں کو بھی اس نے پیدا کیا...... اور وہ تمہارے بوجھ اٹھائے ہوئے ایسی بستی کی طرف چلتے ہیں جسے تم جانوں کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ یقیناً تمہارا رب بہت ہی مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اور گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے) تا کہ تم ان پر سواری کرو اور (وہ) بطور زینت (بھی) ہوں۔ نیز وہ (تمہارے لئے) وہ بھی پیدا کرے گا جسے تم نہیں جانتے۔ (سورۃ النحل 6 تا 9)

اور ان کے لئے یہ بھی ایک نشان ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو ایک بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔

اور ہم ان کے لئے ویسی ہی اور (سواریاں) بنائیں گے جن پر وہ سوار ہوا کرینگے۔ (سورۃ یٰسین 42`43)

اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی۔

اور جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے۔

اور جب سمندر پھاڑے جائیں گے۔

اور جب نفوس ملا دیئے جائیں گے۔ (سورۃ التکویر 5 تا 8)

سفر کے آداب اور سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے نمونے

سیاحت اور خدمت دین

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسول اللہؐ مجھے سیر وسیاحت کی اجازت دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میری امت کی سیر وسیاحت اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد ہے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الجھاد باب فی النھی عن السیاحۃ حدیث نمبر 2127)

سفر کے لئے نصیحت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میں سفر پر جانا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جب بھی بلندی پر چڑھو تو تکبیر کہو۔ جب وہ آدمی روانہ ہوا تو آپؐ نے دعا کی۔ اے اللہ! اس کی دوری کو لپیٹ دے (یعنی اس کا سفر جلد طے ہو) اور اس کا سفر آسان کردے۔

(ترمذی کتاب الدعوات مایقول اذا ودع انساناً حدیث نمبر 3367)

امیر سفر

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تین آدمی سفر پر جائیں تو اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا امیر مقرر کرلیں۔

(ابو داؤد کتاب الجھاد باب فی القوم یسافرون حدیث نمبر: 2241)

گھر سے نکلنے کی دعا

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ جو شخص گھر سے نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھے بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے تو شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے تیرے لئے یہ (دعا) کافی ہے۔ تجھے ہدایت دی گئی اور تو بچایا گیا۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول اذا خرج من بیتہ حدیث نمبر: 3348)

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلتے ہوئے یہ دعا کرتے تھے۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں گھر سے باہر نکلتا ہوں۔ میں نے اللہ پر توکل کیا۔ اے اللہ! ہم تیری پناہ میں آتے ہیں۔ اس بات سے کہ ہم کوئی لغزش کھائیں یا گمراہ ہوں یا کسی پر ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم جہالت یا نافرمانی کی کوئی بات کریں یا ہمارے خلاف کوئی جہالت کی جائے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر 3349)

الوداع کرنے کی دعا

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ الوداع کہتے ہوئے یہ دعا کرتے۔ میں تجھے تیرے دین، امانت اور اعمال کے انجام کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول اذا ودع انساناً حدیث نمبر: 3365)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بوقت الوداع رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا بیان کی ہے۔

اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کا زاد راہ عطا کرے۔ اللہ تیرے گناہ تجھے بخشے اور جہاں بھی تو ہو تیرے لئے خیر آسان کردے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول اذا ودع انساناً حدیث نمبر 3366)

سفر کے آغاز اور اختتام کی دعا

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سفر کے ارادہ سے جب اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرمان کیا حالانکہ ہم میں اسے قابو میں رکھنے کی طاقت نہیں تھی۔ ہم اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔

اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کے طلبگار ہیں اور ایسے عمل کی توفیق چاہتے ہیں جس سے تو راضی ہو جائے۔ اے اللہ! تو اپنی خیر خواہی کے ساتھ ہمارا رفیق سفر ہو جا اور ہمیں اپنے عہد و پیمان کے ساتھ واپس لوٹانا۔ اے اللہ! زمین کو ہمارے لئے سمیٹ دے۔ اے اللہ ہم پر یہ سفر آسان کردے اور زمین کی دوری کو ہم سے لپیٹ دے۔ اے اللہ! سفر میں بھی تو ہی ساتھی ہے اور گھر میں بھی تو ہی جانشین ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقت، کسی اندوہناک منظر، اور گھر بار کے لحاظ سے بری واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

پھر جب آپؐ سفر سے واپس آتے تو یہی دعا مانگتے اور اس میں یہ زیادتی فرماتے۔ ہم واپس آئے ہیں تو بہ کرتے ہوئے، عبادت گزار اور اپنے رب کی تعریف میں رطب اللسان بن کر۔

(مسلم کتاب الحج باب ما یقول اذا رکب الی سفر الحج حدیث نمبر 2392)

پڑاؤ ڈالنے کی دعا

حضرت خولہ بنت حکیمؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جو شخص کسی مکان میں رہائش اختیار کرتے یا کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت یہ دعا مانگے۔ "میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اور اس شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے، پناہ چاہتا ہوں۔ تو اس شخص کو یہاں کی رہائش ترک کرنے یا اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

(مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من سوء القضاء حدیث نمبر: 4880)

سفر میں رات کی دعا

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو سفر میں رات آجاتی تو یہ دعا کرتے۔

اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ میں تیرے شر سے اور تیرے اندر موجود شر اور تمام مخلوق اور جانوروں کے شر سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں میں شیر اور خوفناک اژدھا نیز ہر قسم کے سانپ اور بچھو سے اور اس شہر کے رہنے والوں اور ہر والد اور اس کی اولاد سے بھی اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

(سنن ابو داؤد کتاب الجھاد باب ما یقول اذا نزل المنزل حدیث نمبر: 2236)

سفر میں عبادت

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا کی طرف جاتے تھے۔ کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر۔ اور جب آپ مسجد میں داخل ہوتے تو دو رکعات نفل ادا کئے بغیر باہر نہ نکلتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب مسجد قبا حدیث نمبر 1117)

سفر میں خلق عظیم کا ظہور

ایک سفر کے دوران کھانا تیار کرنے کا وقت آیا تو مختلف صحابہؓ نے کام بانٹ لئے۔ آنحضرت ﷺ نے جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کرنے کا کام اپنے ذمہ لے لیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ کام بھی ہم کرلیں گے تو آپؐ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم یہ کام بھی کر سکتے ہو۔ مگر میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں خود کو تم سے ممتاز کروں اور الگ رکھوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں سے ممتاز بنتا ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد4 ص 265 دار المعرفہ۔ بیروت)

آنحضرت ﷺ ایک دفعہ اپنے صحابی حضرت سعدؓ کی عیادت کے بعد واپس جانے لگے تو انہوں نے سواری کیلئے اپنا گدھا پیش کیا اور اپنے بیٹے قیسؓ کو ساتھ جانے کے لئے کہا۔ حضورؐ نے قیسؓ سے فرمایا آگے بیٹھو۔ انہوں نے ادب کی وجہ سے انکار کیا تو آپؐ نے فرمایا سواری کا مالک آگے بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے مگر قیسؓ کے اصرار پر آپ نے آگے بیٹھنا قبول کرلیا۔

(شرح المواھب اللدنیہ زرقانی جلد4 ص264 دار المعرفہ بیروت 1993ء)

حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ ایک سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھے حضورؐ نے اتر کر انہیں فرمایا کہ اب تم سوار ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں سوار ہوں اور آپ پیدل چلیں۔ مگر حضورؐ کے حکم دہرانے پر اطاعت کے خیال سے سوار ہو گئے اور حضور نے سواری کی باگ پکڑ کر اسے چلانا شروع کردیا۔

(کتاب الولاۃ کندی بحوالہ سیر الصحابہ جلد3 ص216 ادارہ اسلامیات لاہور)

سفر سے واپسی

حضرت کعب بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور وہاں دو رکعت نفل نماز پڑھتے۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالک حدیث نمبر: 4066)

گھر میں داخل ہونے کی دعا

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی گھر میں داخل ہو تو یہ دعا کرے۔

اے اللہ! میں تجھ سے گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کی بھلائی اور خیر طلب کرتا ہوں۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہم گھر میں داخل ہوئے اور اللہ کے نام کے ساتھ ہم گھر سے نکلے اور اللہ پر جو ہمارا رب ہے ہم نے توکل کیا۔

(سنن ابو داؤد کتاب الادب باب مایقول الرجل اذا دخل بیتہ حدیث نمبر: 4432)

☆......☆......☆

سفر کی مختلف اغراض

علم دین کے لئے سفر کرنے کے بارے میں

سفر کی اقسام اور صحابہ رسولؐ کے سفر۔ حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں

صرف اجازت ہی نہیں ۔ بلکہ قرآن اور شارع علیہ السلام نے اس کو فرض ٹھہرا دیا ہے جس کا عمداً تارک مرتکب کبیرہ اور عمداً انکار پر اصرار بعض صورتوں میں کفر۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ نہایت تاکید سے فرمایا گیا ہے کہ طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم و مسلمة اور فرمایا گیا ہے کہ اطلبوا العلم ولو کان فی الصین یعنی علم طلب کرنا ہر ایک مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور علم کو طلب کرو اگرچہ چین میں جانا پڑے۔ (۔)

یہ بات ظاہر ہے کہ (۔) مختلف اغراض کے لئے سفر کرنے پڑتے ہیں کبھی سفر طلب علم ہی کیلئے ہوتا ہے اور کبھی سفر ایک رشتہ دار یا بھائی یا بہن یا بیوی کی ملاقات کے لئے یا مثلاً عورتوں کا سفر اپنے والدین کے ملنے کیلئے یا والدین کا اپنی لڑکیوں کی ملاقات کیلئے اور کبھی مرد اپنی شادی کے لئے اور کبھی تلاش معاش کے لئے اور کبھی پیغام رسانی کے طور پر اور کبھی زیارت صالحین کے لئے سفر کرتے ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی کے ملنے کے لئے سفر کیا تھا اور کبھی سفر جہاد کے لئے بھی ہوتا ہے خواہ وہ جہاد تلوار سے ہو اور خواہ بطور مباحثہ کے اور کبھی سفر بہ نیت مباہلہ ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے اور کبھی سفر اپنے مرشد کے ملنے کے لئے جیسا کہ ہمیشہ اولیاء کبار جن میں سے حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرت معین الدین چشتی اور حضرت مجدد الف ثانی بھی ہیں اکثر اس غرض سے بھی سفر کرتے رہے جن کے سفر نامے اکثر ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اب تک پائے جاتے ہیں۔ اور کبھی سفر فتویٰ پوچھنے کے لئے بھی ہوتا ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے اس کا جواز بلکہ بعض صورتوں میں وجوب ثابت ہوتا ہے اور امام بخاری کے سفر طلب علم حدیث کے لئے مشہور ہیں (۔) اور کبھی سفر عجائبات دنیا کے دیکھنے کے لئے بھی ہوتا ہے جس کی طرف آیت کریمہ قل سیروا فی الارض اشارت فرما رہی ہے اور کبھی سفر صادقین کی صحبت میں رہنے کی غرض سے (۔) اور کبھی سفر عیادت کے لئے بلکہ اتباع جنائز کے لئے بھی ہوتا ہے اور کبھی بیمار یا بیمار دار علاج کرانے کی غرض سے سفر کرتا ہے اور کبھی کسی مقدمہ عدالت یا تجارت وغیرہ کے لئے بھی سفر کیا جاتا ہے اور یہ تمام قسم سفر کی قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی رو سے جائز ہیں بلکہ زیارت صالحین اور ملاقات اخوان اور طلب علم کے سفر کی نسبت احادیث صحیحہ میں بہت کچھ حث و ترغیب پائی جاتی ہے اگر اس وقت وہ تمام حدیثیں لکھی جائیں تو ایک کتاب بنتی ہے۔

صحیح بخاری کا صفحہ 16 کھول کر دیکھو کہ سفر طلب علم کیلئے کس قدر بشارت دی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ من سلک طریقاً یطلب به علماً سهل الله له طریق الجنة یعنی جو شخص طلب علم کیلئے سفر کرے اور کسی راہ پر چلے تو خدا تعالیٰ بہشت کی راہ اس پر آسان کر دیتا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 606)

زیارت صالحین کیلئے سفر

زیارت صالحین کے لئے سفر کرنا قدیم سے سنت سلف صالح چلی آئی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بداعمالی کی وجہ سے سخت مواخذہ میں ہوگا تو اللہ جل شانہ اس سے پوچھے گا کہ فلاں صالح آدمی کی ملاقات کے لئے کبھی تو گیا تھا تو وہ کہے گا بالا رادہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفعہ ایک راہ میں اس کی ملاقات ہوگئی تھی تب خدا تعالیٰ کہے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو جا میں نے اسی ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا۔ (۔)

بخاری اور مسلم کو دیکھو کہ اہل بادیہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں مسائل کے دریافت کرنے کے لئے اپنی فرصت کے وقتوں میں آیا کرتے تھے اور بعض خاص خاص مہینوں میں ان کے گروہ فرصت پا کر حاضر خدمت رسول ﷺ ہوا کرتے تھے اور صحیح بخاری میں ابی جمرہ سے روایت ہے (۔) یعنی ایک گروہ قبیلہ عبدالقیس کے پیغام لانے والوں کا جو اپنی قوم کی طرف سے آئے تھے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ہم لوگ دور سے سفر کر کے آتے ہیں اور بجز حرام مہینوں کے ہم حاضر خدمت نہیں ہو سکتے اور ان کے قول کو آنحضرت ﷺ نے رد نہیں کیا اور قبول کیا پس اس حدیث سے بھی یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ جو لوگ طلب علم یا دینی ملاقات کیلئے کسی اپنے مقتدا کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیں وہ اپنی گنجائش فرصت کے لحاظ سے ایک تاریخ مقرر کر سکتے ہیں۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں کسی دینی تعلیم کی مجلس پر تاریخ مقرر کرنے کے لئے ایک خاص باب منعقد کیا ہے جس کا یہ عنوان ہے۔ یعنی علم کے طالبوں کے افادہ کیلئے خاص دنوں کو مقرر کرنا بعض صحابہ کی سنت ہے۔ اس ثبوت کے لئے امام موصوف اپنی صحیح میں ابی وایل سے یہ روایت کرتے ہیں کان عبداللہ یذکر الناس فی کل خمیس۔ یعنی عبداللہ نے اپنے وعظ کیلئے جمعرات کا دن مقرر کر رکھا تھا۔ اور جمعرات میں ہی اس کے وعظ پر لوگ حاضر ہوتے تھے۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 ص 608)

ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں اور ہم جو کسی دوست کو یہاں رہنے کے واسطے کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ محض اس کی حالت پر رحم کر کے ہمدردی اور خیر خواہی سے کہتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایمان درست نہیں ہوتا جب تک انسان صاحب ایمان کی صحبت میں نہ رہے اور یہ اس لئے کہ چونکہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ایک ہی وقت میں ہر قسم کی طبیعت کے موافق حال تقریر ناصح کے منہ سے نہیں نکلا کرتی۔ کوئی وقت ایسا آ جاتا ہے کہ اس کی سمجھ اور فہم کے مطابق اس کے مذاق پر گفتگو ہو جاتی ہے جس سے اس کو فائدہ پہنچ جاتا ہے اور اگر آدمی بار بار نہ آئے اور زیادہ دنوں تک نہ رہے تو ممکن ہے کہ ایک وقت ایسی تقریر ہو جو اس کے مذاق کے موافق نہیں ہے اور اس سے اس کی بد دلی پیدا ہو اور وہ حسن ظن کی راہ سے دور جا پڑے اور ہلاک ہو جاوے۔

(تفسیر سورۃ توبہ از حضرت مسیح موعودؑ ص 268-269)

خدمت دین کیلئے صحابہؓ کے سفر

دیکھو کہ اس مرد کی کیسی بلند شان ہے جس نے تھوڑے سے عرصہ میں ہزاروں انسانوں کی اصلاح کی اور فساد سے صلاحیت کی طرف ان کو منتقل کیا یہاں تک کہ ان کا کفر پاش پاش ہو گیا اور صدق اور راستی کے تمام اجزاء بہیئت اجتماعی ان کے وجود میں جمع ہو گئے۔ اور ان کے دلوں میں پرہیزگاری کے نور چمک اٹھے۔ اور ان کے پیشانی کے نقشوں میں محبت مولیٰ کے بھید ایک چمکیلی صورت میں نمودار ہو گئے۔ اور ان کی ہمتیں دینی خدمات کیلئے بلند ہو گئیں اور وہ دعوت اسلام کے لئے ممالک شرقیہ اور غربیہ تک پہنچے اور ملت محمدیہ کی اشاعت کیلئے بلاد جنوبیہ اور شمالیہ کی طرف انہوں نے سفر کیا اور ان کی عقلیں علوم الٰہیہ میں منور ہوئیں اور ان کے قوائے فکریہ اسرار ربانیہ کے سمجھنے کے لئے باریک ہو گئیں۔

...... اور انہوں نے اپنی کوششوں اور تگ و دو میں کوئی دقیقہ اسلام کے لئے اٹھا نہ رکھا۔ یہاں تک کہ دین کو فارس اور چین اور روم اور شام تک پہنچا دیا اور جہاں جہاں کفر نے اپنا بازو پھیلا رکھا تھا اور شرک نے اپنی تلوار کھینچ رکھی تھی وہیں پہنچے۔ انہوں نے موت کے سامنے سے منہ نہ پھیرا۔ اور ایک بالشت بھی پیچھے نہ ہٹے اگرچہ کاردوں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے وہ لوگ جنگ کے وقتوں میں اپنی قدم گاہوں پر استوار اور قائم رہتے تھے اور خدا کیلئے موت کی طرف دوڑتے تھے۔ وہ ایک قوم ہے جنہوں نے کبھی جنگ کے میدانوں سے تخلف نہ کیا اور زمین کی انتہائی آبادی تک زمین پر قدم مارتے ہوئے پہنچے۔

(نجم الہدیٰ۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 41)

سیاحوں کا امام

ایک اسلامی فاضل امام عالم علامہ یعنے عارف باللہ ابی بکر محمد بن محمد ابن الولید الفہری الطرطوشی المالکی جو اپنی عظمت اور فضیلت میں شہرۂ آفاق ہیں اپنی کتاب سراج الملوک میں جو مطبع خیریہ مصر میں 1306 میں چھپی ہے یہ عبارت حضرت مسیح کے حق میں لکھتے ہیں جو صفحہ 6 میں درج ہے۔ (۔) عیسیٰ روح اللہ وکلمة اللہ جو زاہدوں کا سردار اور سیاحوں کا امام تھا۔ دیکھو اس جگہ اس فاضل نے حضرت عیسیٰ کو نہ صرف سیاح بلکہ سیاحوں کا امام لکھا ہے۔ ایسا ہی لسان العرب کے صفحہ 431 میں لکھا ہے۔ (۔) یعنی عیسیٰ کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کہ وہ زمین میں سیر کرتا رہتا تھا اور کہیں اور کسی جگہ اس کو قرار نہ تھا۔ یہی مضمون تاج العروس شرح قاموس میں بھی ہے۔

(مسیح ہندوستان میں۔ روحانی خزائن جلد 15 ص 71)

اہل لغت مسیح کے لفظ کی ایک وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ لفظ مسح سے نکلا ہے اور مسح سیاحت کو کہتے ہیں۔

(راز حقیقت۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 155)

قرآن کریم میں مسیح موعود کی بعثت کی خبر دیتے ہوئے جو علامات اس زمانہ کی بتائی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم علامت قرآن کریم نے یہ بیان کی ہے کہ واذا الوحوش حشرت۔ اس وقت وحشی قومیں

حضرت مصلح موعود کا خطاب فرمودہ 13 جنوری 1947ء بمقام قادیان

غیر متمدن اقوام میں بیداری کی لہر قرآن کریم کی ایک زبردست پیشگوئی ہے

افریقہ میں دعوت الی اللہ کی تحریک ایک حدیث نبویؐ سے ہوئی۔ مربیان کی تعداد بڑھانے اور جماعت کے نوجوانوں کو وقف زندگی کی تحریک

غیر تعلیم یافتہ اور غیر مہذب قومیں، وہ قومیں جن کا متمدن دنیا کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں تھا۔ ان میں بھی خدا تعالیٰ بیداری کے سامان پیدا کر دے گا۔ دنیا میں ہمیشہ ہی ایسے زمانے چلے آئے جبکہ مختلف وحشی اقوام میں بیداری پیدا ہوئی۔ مثلاً وہ قوم جس میں خود میرا تعلق ہے۔ اس کے افراد بھی ایک زمانہ میں بالکل وحشی اور بربریت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر پھر ایک دوران پر ایسا آیا جب ان میں بیداری پیدا ہوئی اور وہ ایک طرف جاپان کی حدوں تک اور دوسری طرف آسٹریا کی حدوں تک ملکوں کو فتح کرتے ہوئے چلے گئے۔ پھر رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں عربوں میں بھی جو ایک وحشی قوم تھی بیداری پیدا ہوئی اور عرب ساری دنیا میں پھیل گئے۔ رسول کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب بھی وحشی کہلاتے تھے۔ وحشی کے معنے ہیں وہ لوگ جو شہروں میں نہیں رہتے۔ عرب اقوام بھی اس لئے وحشی کہلاتی تھیں کہ تمدن کی زندگی کے سامانوں سے وہ دور بھاگتی تھیں۔ چنانچہ بائیبل میں رسول کریم ﷺ کے متعلق جو پیشگوئی آتی ہے۔ اس میں ......آپ کی قوم کا نام وحشی ہی رکھا گیا ہے۔ غرض ایسے حالات تو ہمیشہ پیدا ہوتے رہے ہیں کہ کوئی ادنیٰ قوم بیدار ہوگئی مگر قرآن کریم کہتا ہے واذا الوحوش حشرت۔ ایک زمانہ میں تمام غیر متمدن اقوام میں بیداری کے سامان پیدا کئے جائیں گے۔ یہ ایسی ہی خبر ہے جیسے رسول کریم ﷺ نے ایک دوسری خبر دی کہ مہدی کی علامات میں سے ایک یہ بھی علامت ہے کہ اس کے زمانہ میں سورج اور چاند کو معین تاریخوں میں گرہن لگے گا۔ اور آپ نے فرمایا جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ سورج اور چاند دونوں کو ایک معین مہینہ اور معین تاریخوں میں گرہن ہوا۔ اسی طرح یہ بھی ایک ایسی علامت ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی نبی یا غیر نبی کے زمانہ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ تمام کی تمام وحشی اقوام میں بیداری پیدا ہوگئی ہو۔ تاریخ میں بے شک اس قسم کی مثالیں تو ملتی ہیں کہ مختلف زمانوں میں مختلف اقوام میں بیداری پیدا ہوئی۔ کسی وقت سامی اقوام میں بیداری پیدا ہوئی، کسی وقت بربر قوم میں بیداری پیدا ہوئی۔ اور وہ لوگ دنیا میں ترقی کر گئے۔ یہ مثالیں تو ملیں گی مگر ہر زمانہ میں ہزاروں ہزار قومیں ایسی بھی ملیں گی جن میں بیداری پیدا نہیں ہوئی اور وہ جہالت اور تاریکی میں ہی اپنی زندگی کے ایام بسر کر گئیں اور بیداری کا دور جو دوسری قوموں پر آیا تھا۔ اس میں سے انہوں نے کچھ بھی حصہ نہ لیا۔ لیکن مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق یہ خبر دی گئی تھی۔ واذا الوحوش حشرت۔ اس زمانہ میں تمام وحشی اقوام میں بیداری پیدا ہو جائے گی۔

پس یہ علامت صرف موجودہ زمانہ کے ساتھ ہی تعلق رکھتی ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں ادنیٰ اقوام بھی بیدار نظر آتی ہیں۔ چنانچہ چوہڑے سانسی اور آدی باسی وہ اقوام ہیں جن میں ہمیشہ سے جمود پایا جاتا تھا اور جب سے دنیا کو ہندوستان کی تاریخ کا علم ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان میں کبھی بیداری پیدا نہیں ہوئی۔ ساڑھے تین ہزار سال کی تاریخ دنیا کے سامنے ہے مگر اتنے لمبے عرصہ میں ان میں کبھی بیداری پیدا نہیں ہوئی۔ لیکن اب دیکھ لو۔ ان میں کیسی بیداری نظر آرہی ہے۔ کجا تو یہ حالت تھی کہ انہیں اپنے حقوق کا کچھ علم ہی نہیں تھا اور کجا یہ حالت ہے کہ ان کے اندر اس قسم کی زندگی پیدا ہوگئی ہے کہ لوگوں نے ان کا سودا شروع کر دیا ہے۔ ہندو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بھائی ہیں، مسلمان کہتے ہیں یہ ہمارے بھائی ہیں، عیسائی کہتے ہیں یہ ہمارے بھائی ہیں۔ غرض وہ قومیں جن کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں کرتا تھا۔ آج ساری قومیں ان کی طرف توجہ کر رہی اور انہیں اپنا بھائی قرار دے رہی ہیں۔ لطیفہ مشہور ہے کہ کسی شہر میں میونسپل کمیٹی کے الیکشن کے موقعہ پر ایک معزز زمیندار کو اس کے دوستوں نے مشورہ دیا کہ آپ بھی الیکشن کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ پہلے تو اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں کھڑا نہیں ہوتا۔ مگر آخر دوستوں کے اصرار پر کھڑا ہوگیا۔ اور چونکہ وہ رئیس تھا، سمجھتا تھا کہ مجھے کامیابی میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی۔ جب وہ الیکشن کے لئے کھڑا ہوا تو مخالفوں نے اس کے مقابلہ میں ایک اور امیدوار کھڑا کر دیا۔ اور آخر اسے اپنے مخالف کی طاقت بڑھتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس زمیندار کے دوست اس کے پاس آئے اور کہا کہ یہ تو بڑی ذلت کی بات ہے کہ آپ رہ جائیں اور مخالف کامیاب ہو جائے۔ اس نے کہا میں تو پہلے ہی کھڑا نہیں ہونا چاہتا تھا، تمہارے زور دینے پر کھڑا ہوگیا۔ انہوں نے کہا جو ہے کچھ ہو اب تو عزت کی بات ہے ہمیں اپنا سارا زور صرف کر دینا چاہئے کہ مخالف کامیاب نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے خوب کوشش کی اور ووٹ حاصل کئے مگر پھر بھی 15,10 ووٹوں کی کمی محسوس ہوئی۔ آخر انہیں معلوم ہوا کہ 18 ووٹ چوہڑوں کے رہتے ہیں اگر وہ ہمیں مل جائیں تو ہماری کامیابی یقینی ہو جاتی ہے۔ اتفاق کی بات ہے اس زمیندار کے ہاں جو چوڑھا کام کرتا تھا وہی چوڑھوں کا نمبردار تھا۔ جب اس کے دوستوں نے کہا کہ یہ چوڑھوں کے اٹھارہ ووٹ کسی طرح حاصل کرلیں، تو زمیندار کہنے لگا۔ یہ تو کوئی مشکل بات ہی نہیں۔ میں ابھی نمبردار کو بلاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے بلانے کے لئے آدمی بھجوایا اس نے کہہ بھیجا کہ چوہدری صاحب میری طبیعت خراب ہے میں اس وقت آنہیں سکتا حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ دوسری پارٹی اس سے سودا کر رہی تھی۔ آخر پھر اس کے دوست آئے اور کہا کہ جس طرح بھی ہو یہ ووٹ حاصل کریں۔ ورنہ ہماری کوئی عزت نہیں رہے گی۔ اس نے پھر پیغام بھیجا اور مجھے ایک ضروری کام ہے جلدی آؤ اور مجھ سے مل جاؤ مگر چوڑھوں کے نمبردار نے پھر اپنے گھر سے ہی کہلا بھیجا کہ میری طبیعت اچھی نہیں میں نہیں آسکتا۔ جب اسی طرح کئی بار ہوا تو دوستوں نے کہا اب بلانے کا وقت نہیں۔ آپ خود اس کے پاس پہنچیں۔ چنانچہ چوہدری صاحب اپنے دوستوں کو ساتھ لے کر پنڈورے پہنچے، دیکھا تو وہ اندر چارپائی پر لیٹا ہوا تھا اور اس نے لحاف اوڑھا ہوا تھا۔ چوہدری صاحب گئے اور منتیں کرنے لگے کہ اس وقت میں بڑی مشکل میں گرفتار ہوں تم پنڈورے کے سارے ووٹ مجھے دلواؤ۔ وہ کہنے لگا چوہدری صاحب دیکھئے میں تو بیمار پڑا ہوں۔ میں یہ کام کس طرح کرسکتا ہوں۔ پیچھے سے اس کے دوست اسے چٹکیاں کاٹیں کہ جس قدر خوشامد کرسکتے ہیں کریں ورنہ ناک کٹ جائے گی اور دوسری پارٹی جیت جائے گی۔ اس پر چوہدری صاحب پھر منتیں کرنے لگے کہ دیکھو اس وقت میری عزت صرف تمہارے ہاتھ میں ہے میں جو کچھ کہتا ہوں اسے مان لو۔ اس نے کہا چوہدری صاحب آپ بزرگ آدمی ہیں اور آپ کی عزت میرے دل میں بہت ہے مگر دیکھئے مجھے تپ چڑھا ہوا ہے۔ میں آپ کی کیا مدد کرسکتا ہوں۔ وہ پھر اس کی خوشامدیں منتیں کرنے لگے۔ دوست بھی اسے بار بار اشارہ کریں کہ جو کچھ لجاجت ہو سکتی ہے کرلو ورنہ کام خراب ہو جائے گا۔ اس بیچارے نے پھر خوشامدیں شروع کر دیں۔ آخر نمبردار کہنے لگا۔ رات کو میں اپنے ساتھیوں کو بلاؤں گا اور آپ کی بات پر غور کروں گا اس وقت تو میں کچھ نہیں کرسکتا۔ اس کے دوست کہنے لگے یہ رات کا مشورہ محض بہانہ ہے دوسری پارٹی سے ان کا سودا ہو رہا ہے اس لئے جو کچھ طے کرنا ہے ابھی طے کرلو چنانچہ تنگ آکر چوہدری صاحب نے اس چوہڑے کے پیر دبانے شروع کر دیئے اور بار بار کہیں چوہدری صاحب یہ کام آپ نے ہی کرنا ہے۔ پانچ سات منٹ اپنے پاؤں دبوا کر وہ چوڑھا کہنے لگا اچھا پھر آپ کی خاطر میں یہ بات مان لیتا ہوں۔ ووٹ آپ کو ہی دیئے جائیں گے۔

تو دیکھو واذا الوحوش حشرت کی پیشگوئی کس شان اور عظمت کے ساتھ پوری ہوئی ہے کہ وہ اقوام جن کا سڑکوں پر چلنا بھی دشوار تھا آج ان کے افراد حکومت کے کاموں میں شریک ہو رہے ہیں یہی معنے اس آیت کے تھے کہ واذا الوحوش حشرت ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں تمام کی تمام وحشی اور ادنیٰ اقوام بیدار ہو جائیں گی اور ان میں بھی زندگی کے آثار نظر آنے لگ جائیں گے۔ یہ تو ہندوستان کا حال ہے۔ بیرونی ممالک میں سے افریقہ کے باشندے ایسے ہیں جو تہذیب و تمدن سے کوسوں دور تھے۔ اور جن میں ہزاروں سال سے کوئی بیداری نہیں پائی جاتی تھی۔ تہذیب کا لہریں مارتا ہوا دریا جب افریقہ کی سنگلاخ زمین تک پہنچتا تو یوں معلوم ہوتا کہ وہ دریا اس کی ریت میں غائب ہوگیا ہے۔ چنانچہ 1872ء تک مسلمان پہلو بہ پہلو رہتے ہوئے اس میں داخل نہ ہوسکے اور انہوں نے یہاں کی جہالت اور تاریکی کو دور کرنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ بے شک عیسائیت نے اس طرف رخ کیا مگر عیسائیوں نے اس لئے رخ نہیں کیا کہ وہ ان اقوام میں اپنے حقوق کے حصول کے متعلق بیداری پیدا کریں بلکہ اس لئے کہ وہ اقوام عیسائیوں کے پیچھے چلتی چلی جائیں۔

یہی وجہ ہے کہ عیسائیت کے ماتحت سو سال میں بھی افریقن لوگوں میں بیداری پیدا نہیں ہوئی۔ یہ حالات اسی طرح چلتے چلے آرہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے واذا الوحوش حشرت کی پیشگوئی پورا کرنے کے لئے ہمارے دل میں تحریک پیدا کی کہ ہم اپنے (مربی) افریقہ میں بھجوائیں۔ چنانچہ نائیجیریا، گولڈ کوسٹ اور سیرالیون میں ہم اپنے مشن قائم کر چکے ہیں۔ اور اب لائبیریا اور کچھ فرنچ علاقے ایسے ہیں جن میں (مربی) بھجوائے جائیں گے۔ اس طرح مغربی افریقہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی بیداری پیدا ہو رہی ہے کہ جس کی مثال پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا چرچ آف انگلینڈ نے ایک کمیشن اس غرض کے لئے مقرر کیا تھا کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ کیا وجہ ہے افریقہ میں عیسائیت کی ترقی رک گئی ہے۔ اس کمیشن نے جو رپورٹ پیش کی اس میں چالیس جگہ یہ ذکر کیا گیا ہے کہ عیسائیت کی ترقی کا رکنا محض اس وجہ سے ہے کہ افریقہ میں احمدیہ مشن کثرت سے پھیل گئے ہیں اور ان

کا مقابلہ عیسائیت سے نہیں ہوسکتا۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے واذاالوحوش حشرت کی پیشگوئی کو پورا کرنے کا ہمیں بھی ایک ذریعہ بنالیا اور ایسے زمانہ میں بنایا جبکہ ہماری تعداد صرف چند لاکھ ہے۔ ہمارے مقابلہ میں ......مسلمانوں کی تعداد چالیس کروڑ ہے۔ چالیس کروڑ بدھ ہیں، تیس کروڑ ہندو ہیں اور یہ لوگ اگر چاہتے تو اس طرف توجہ کرسکتے تھے مگر نہ چالیس کروڑ مسلمانوں کو اس امر کی توفیق ملی کہ وہ افریقہ کی اقوام کو تہذیب و شائستگی سے آشنا کریں نہ چالیس کروڑ بدھوں کو اس امر کی توفیق ملی نہ تیس کروڑ ہندوؤں کو اس امر کی توفیق ملی کہ وہ ان ادنیٰ اقوام کو اٹھانے کی کوشش کریں۔ توفیق ملی تو ہماری جماعت کو چنانچہ ہماری جماعت کی طرف سے افریقہ میں متعدد مدارس کھل چکے ہیں اور افریقن لوگوں میں بیداری کے آثار نظر آرہے ہیں۔ بہر حال واذاالوحوش حشرت کی پیشگوئی ایک ایسی پیشگوئی ہے جس کے ظہور کی مثال اس سے پہلے اور کسی زمانہ میں نہیں ملتی اور پھر ایک زائد بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائی کہ ہم اس پیشگوئی کو پورا کرنے والے بنیں۔ اس طرح وہ تمام (مربی) جو افریقہ میں کام کررہے ہیں درحقیقت اس پیشگوئی میں شریک ہیں اور ان کے لئے یہ ایک بہت بڑی فضیلت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس عمارت کی ایک اینٹ بننے کی توفیق عطا فرمائی جو افریقہ میں اس پیشگوئی کی صداقت کے سلسلہ میں تعمیر ہورہی ہے۔ ابھی ان علاقوں میں ہمیں اپنی (-) کو وسیع کرنے کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ سیرالیون، نائیجیریا اور گولڈکوسٹ کی مجموعی آبادی تین کروڑ کے قریب ہے۔ اگر تین ہزار افراد پر ہم ایک (-) رکھیں حالانکہ تین ہزار پر ایک (-) قطعاً کافی نہیں ہوسکتا۔ تب بھی دس ہزار (-) کی ہمیں ضرورت ہوگی۔ ابھی تک وہاں ہمارے صرف 16,15 (-) ہیں۔ سترہ کے قریب مقامی (-) ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے (-) کی تعداد سوڈیڑھ سو تک پہنچادیں تا کہ ایک ایک دو دو (-) مختلف علاقوں میں کام کرتے رہیں اور (-) کا کام خدا تعالیٰ کے فضل سے وسیع سے وسیع تر ہوجائے۔

اس موقعہ پر میں ایک بار پھر جماعت کے نوجوانوں کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ اس عظیم الشان کام میں حصہ لینے کے لئے جس کا قرآن کریم کی پیشگوئی میں ذکر آتا ہے اور ان برکات اور فیوض سے حصہ لینے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے لئے مقدر کئے ہوئے ہیں اپنی زندگیاں وقف کریں تا کہ افریقہ کی مختلف اقوام میں بھی بیداری پیدا ہو اور قرآن کریم کی وہ پیشگوئی جو واذاالوحوش حشرت کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے بڑی شان اور عظمت کے ساتھ پوری ہو۔ **مجھے افریقہ میں (-) کی ابتدائی تحریک درحقیقت اس وجہ سے ہوئی کہ میں نے ایک دفعہ حدیث میں پڑھا کہ حبشہ سے ایک شخص اٹھے گا۔ جو عرب پر حملہ کرے گا اور مکہ مکرمہ کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ جب میں نے یہ حدیث پڑھی اسی وقت میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ اس علاقہ کو (-) بنانے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ یہ انذاری خبر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹل جائے اور مکہ مکرمہ پر حملہ کا کوئی خطرہ باقی نہ رہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہمیں بعض دفعہ منذر رؤیا آتا ہے تو ہم فوراً صدقہ کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی کی موت کی خبر ہمیں ہوتی ہے تو وہ صدقہ کے ذریعہ ٹل جاتی ہے اور صدقہ کے ذریعہ موت کی خبریں ٹل سکتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر افریقہ کے لوگوں کو (-) بنالیا جائے تو وہ خطرہ جس کا احادیث میں ذکر آتا ہے نہ ٹل سکے۔ چنانچہ میرے دل میں بڑے زور سے تحریک پیدا ہوئی کہ افریقہ کے لوگوں کو (-) بنانا چاہئے۔ اسی بناء پر افریقہ میں احمدیہ مشن قائم کئے گئے ہیں۔** بے شک خدا تعالیٰ نے بعد میں اور بھی سامان ایسے پیدا کردیئے جن سے افریقہ میں (-) کا کام زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا گیا۔ مگر اصل بنیاد افریقہ کی (-) کی یہی حدیث تھی کہ افریقہ سے ایک شخص اٹھے گا جو عرب پر حملہ کرے گا اور خانہ کعبہ کو گرانے کی کوشش کرے گا (نعوذ باللہ) میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کے فضلوں کی امید میں چاہا کہ پیشتر اس کے کہ وہ شخص پیدا ہو۔ جس کا احادیث میں ذکر آتا ہے۔ ہم افریقہ کو (-) بنالیں اور اس طرح یہ پیشگوئی آپ ہی ٹل جائے اور بجائے اس کے کہ افریقہ کا کوئی شخص مکہ مکرمہ کو گرانے کا موجب بنے وہ لوگ اس کی عظمت کو قائم کرنے اور اس کی شہرت کو بڑھانے کا موجب بن جائیں۔ بہر حال ایک بڑا کام ہے جو ہمارے سامنے ہے۔ سارے افریقہ کی آبادی تیس کروڑ کے قریب ہے۔ اس تیس کروڑ آبادی میں سے 25 کروڑ کے قریب حبشی ہیں۔ کچھ عربوں اور حبشیوں کی مخلوط نسلیں ہیں اور کچھ خالص حبشی ہیں۔ جو مغربی ساحل سے مشرقی ساحل تک پھیلے ہوئے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ کوئی ان کے پاس آئے اور انہیں ہدایت کا رستہ بتائے۔ عیسائی بے شک ان میں تبلیغ کرتے ہیں۔ مگر عیسائیوں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ ان کو غلام بنائیں اور ہماری غرض یہ ہے کہ وہ ترقی کریں اور اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو فائدہ پہنچائیں۔ وہاں اگر عربی مدارس قائم کئے جائیں اور لوگوں کو عربی زبان سکھلائی جائے تو وہ بہت خوش ہوتے اور بڑے شوق کے ساتھ عربی سیکھنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔ عربی زبان کے وہ ایسے عاشق ہیں کہ اگر وہ عربی پڑھ لیں تو سمجھتے ہیں کہ جادو ان کے ہاتھ میں آگیا ہے۔ چنانچہ ہمارے (-) کی طرف سے جو رپورٹیں آتی ہیں ان میں بار بار یہ ذکر آتا ہے کہ جہاں ہم عربی مدارس قائم کرتے ہیں وہاں لڑکے انگریزی سکولوں کو چھوڑ چھوڑ کر ہمارے مدارس میں داخل ہونے لگ جاتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم فلاں مدرسہ کو چھوڑ کر یہاں کیوں آئے ہو تو کہتے ہیں اس لئے کہ عربی پڑھ لیں۔ وہاں عربی نہیں پڑھاتے اس لئے ہم اسے چھوڑ کر آگئے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے کہ اس نے افریقن لوگوں کے قلوب میں عربی زبان سے ایسی موانست پیدا کردی ہے کہ وہ دوسرے سکولوں کو چھوڑ چھوڑ کر ہمارے سکولوں میں داخل ہونے کے لئے دوڑے چلے آتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں۔ کوئی مال نہیں کوئی اور چیز نہیں جو ان کے لئے دلکشی کا باعث ہو۔ ہم انہیں اپنی طرف کس طرح متوجہ کرسکتے تھے۔ بظاہر ہمارے پاس ان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا کوئی سامان نہیں تھا کوئی ایسا ذریعہ نہیں تھا جو ان کے لئے دلکشی کا باعث ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو دلوں کے حالات کو جاننے والا ہے اس نے افریقن لوگوں کے لئے عربی مدارس کے اجراء کو ہی بہت بڑی دلکشی کا باعث بنا دیا اور وہ محض ہمارے عربی سکولوں کی وجہ سے اپنے سکولوں کو چھوڑ چھوڑ کر ہمارے پاس آجاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جس نے عربی پڑھ لی جادو اس کے قبضہ میں آگیا۔ جس کے ذریعہ وہ ہر قسم کی مصیبتیں اپنے آپ سے دور کرسکتا ہے یہ سامان ہے جو اللہ تعالیٰ نے افریقن لوگوں کو ہماری طرف متوجہ کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اب ہمارا کام ہے کہ ہم اس سامان سے فائدہ اٹھائیں اور افریقہ میں علم اور تہذیب اور شائستگی نہایت وسیع طور پر پھیلادیں۔ دنیا میں ہر نیک سے نیک کام کی توجیہہ ہوسکتی ہے **لیکن اگر ہم افریقہ میں تہذیب و تمدن قائم کردیں۔ اگر ہم افریقہ میں علوم و فنون کے چشمے جاری کردیں۔ اگر ہم افریقہ میں ایک نئی روح اور ایک نئی زندگی پیدا کردیں تو دنیا ہمارے اس کام کی سوائے اس کے اور کوئی توجیہہ نہیں کرسکے گی کہ افریقہ میں کام کرنے والی ایک مومن جماعت تھی جس نے اپنے نفسوں کو فدا کرکے ایک نئی دنیا پیدا کردی۔** غرض افریقہ ہمارے لئے (-) کا ایک بہت بڑا میدان ہے اور بھی مختلف ممالک مختلف حیثیتوں سے ہمارے لئے نہایت اہمیت رکھتے ہیں مثلاً عرب ہمارے لئے اہمیت رکھتا ہے اس نقطہ نگاہ سے کہ عرب ہمارا مربی اور ہمارا ہادی ہے ہم نے عرب سے ہدایت پائی۔ ہمیں عرب سے قرآن پہنچا اور اب ہمارا فرض ہے کہ ہم ان لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔ مگر اس نقطہ نگاہ سے کہ دنیا میں ایک بہت بڑا براعظم خالی پڑا تھا اور اس پر تہذیب و تمدن کا دور کبھی نہیں آیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس براعظم میں بھی تہذیب و تمدن کا دور قائم کرے۔ افریقہ میں (-) کوئی معمولی مسئلہ نہیں بلکہ بہت بڑی اہمیت رکھنے والا مسئلہ ہے۔ اگر ہماری جماعت اپنی کوششوں میں کامیاب ہوجائے تو کم سے کم اس دلیل کے آگے دشمن بول نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری جماعت کے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو اپنی زندگیاں وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر کام کرنے والوں کو ایسے رنگ میں کام کرنے کی ہمت بخشے کہ وہ اپنا گزارہ بھی آپ ہی پیدا کرسکیں وہ لوگ بیوقوف ہوتے ہیں جو اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ ان کے پاس خرچ کے لئے کس قدر رقم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کا گزارہ اس کے دماغ میں پیدا کیا ہے اگر وہ اس خزانہ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو کامیاب ہوجاتا ہے اور اگر وہ اس خزانہ کی طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاتا تو ناکام رہتا ہے۔ اس کے گھر میں سامان موجود ہوتا ہے مگر وہ اپنی نادانی سے ادھر ادھر بھاگتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے نوجوانوں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ نہ صرف وہ اپنے گزارے چلاسکیں بلکہ دوسرے ممالک کے (-) کی بھی امداد کرسکیں اور ان کے (-) کاموں میں ان کا ہاتھ بٹا سکیں۔

(روزنامہ الفضل 25 مارچ 1960ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ المجادلہ آیت 22 کی تلاوت کی اور فرمایا اس کا ترجمہ ہے کہ اللہ نے لکھ رکھا ہے ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے یقیناً اللہ بہت طاقتور اور کامل غلبہ والا ہے۔

خدا تعالیٰ جب انبیاء کو دنیا میں مبعوث فرماتا ہے تو اس کے ساتھ ہی مخالفین کی طرف سے مخالفت کی آندھیاں بھی بڑی شدت سے چلنا شروع ہوجاتی ہیں۔ لیکن انبیاء کو کیونکہ اپنے پیدا کرنے والے اور بھیجنے والے پر کامل یقین ہوتا ہے اس لئے ان کو یہ خوف نہیں ہوتا کہ خدا ان کو مخالفت کی آندھیوں میں تنہا چھوڑ دے گا۔ ہاں ان کے دلوں میں جو اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت ہوتی ہے اس کی وجہ سے وہ ڈرتے رہتے ہیں لیکن جوں جوں مخالفت کی آندھیاں بڑھتی ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کی ٹھنڈی ہوائیں بھی اسی تیزی سے بلکہ اس سے زیادہ تیزی سے بڑھ کر انبیاء اور ان کے ماننے والوں کی تسلی کا باعث بنتی ہیں۔ اور اس کے نظارے ہمیں تمام انبیاء کی زندگیوں میں نظر آتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جنگ بدر سے لے کر فتح مکہ تک کے نظارے ہمیں نظر آتے ہیں۔ اور خدائی وعدہ کہ میں اور میرا رسول غالب آئیں گے پوری شان سے پورا ہوتا نظر آتا ہے۔ تو یہ سنت اللہ ہے جو آج ختم نہیں ہوگئی آج بھی اسے پورا ہوتے ہم دیکھ رہے ہیں۔ آج ان نظاروں کو دیکھ کر احمدیوں

افریقہ کا براعظم خوش قسمت ترین ہے۔ ان کے دل نور یقین سے پُر ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وہ بارش برسی ہے جو انسانی تصور سے باہر ہے

دورۂ مغربی افریقہ میں ہونے والے خدائی فضلوں اور احسانات کا مختصر بیان

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے چینل 2 کے اجراء کا اعلان

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 16/اپریل 2004ء بمقام بیت الفتوح، مورڈن لندن

کے ایمان ویقین میں اضافہ ہوتا ہمیں نظر آتا ہے۔

آج سے تقریباً 20 سال پہلے جب ایک قانون کے تحت احمدیوں پر پابندیاں لگائی گئی تھیں اور دشمن نے اپنے زعم میں گویا جماعت کی ترقی کے تمام راستے بند کردیئے تھے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان وعدوں کے مطابق جو اس نے حضرت اقدس مسیح موعود سے کئے تھے دشمن کی ہر چال کو ناکام ونامراد کردیا۔ اور معجزانہ رنگ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے لندن آنے کے سامان پیدا فرمادیئے۔ اور دشمن نے اپنے زعم میں ایک ملک میں احمدیت کے پھیلنے کے راستے بند کئے تھے، اللہ تعالیٰ نے پاکستان سمیت پونے دوسو سے زائد ممالک میں احمدیت کا پیغام پہنچانے اور جماعتیں قائم کرنے کے سامان پیدا فرمادیئے اور حضرت اقدس مسیح موعود سے کئے گئے وعدے کو پورا کرکے دکھایا اور دکھا رہا ہے، یورپ میں بھی (۔) کے راستے کھل گئے ، امریکہ میں بھی، ایشیا میں بھی، اور افریقہ میں بھی۔ اور افریقہ کا براعظم وہ خوش قسمت ترین ہے جس کے رہنے والوں نے احمدیت (۔) کو قبول کرنے میں سب سے زیادہ جوش اور جذبے کا مظاہرہ کیا اور کررہے ہیں۔ ان کے دل نور یقین سے پر ہیں اخلاص ووفا کے پیکر ہیں اور اپنے ایمان میں ترقی کر رہے ہیں۔ الحمدللہ

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

”خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنے قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔..........

(نزول المسیح صفحہ 380-381 ۔ روحانی خزائن جلد 18)

پس جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے نبیوں اور رسولوں سے وعدہ ہے کہ وہ ان کو غالب کرتا ہے، حضرت اقدس مسیح موعود بھی خدا کے مامور ہیں اور آپ سے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ آپ کو اور آپ کی جماعت کو انشاء اللہ ضرور غلبہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون کے تحت ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہوتا ہے، انبیاء آتے ہیں اور بیج ڈال کر چلے جاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ مومنین کی جماعت کے ذریعہ اور نظام خلافت کے ذریعے اس کے پھیلاؤ میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ نظارے خلافت رابعہ کے دور میں بھی دکھائے اور اس سے پہلے بھی دکھائے اور غیر معمولی طور پر خلافت رابعہ میں جماعتوں کا قیام اور جوق در جوق لوگوں کے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے نظارے ہمیں نظر آتے ہیں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے فرانکوفون افریقی ممالک میں احمدیت کو وسیع پیمانے پر پھیلنے کی خوشخبری دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد سے وہاں جماعتیں بہت تیزی سے قائم ہوئیں جن کا پہلے سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا۔

بہرحال ان باتوں کے پیش نظر اور ان نئے شامل ہونے والوں سے ملنے کے لئے میں نے بھی بعض افریقن ممالک غانا، بورکینا فاسو، بینن اور نائیجیریا کے دورے کا پروگرام بنایا اور ان میں سے بورکینا فاسو اور بینن فرانکوفون ممالک ہیں، فرانسیسی زبان یہاں بولی جاتی ہے ایم ٹی اے کے ذریعے سے کچھ خبریں لوگوں کو ملتی رہی ہیں اور اس وجہ سے تمام دنیا کے احمدیوں کی طرف سے خوشی اور مبارکباد کے پیغام وصول ہو رہے ہیں، حقیقت میں تو ان مبارکبادوں کے مستحق وہ افریقن احمدی بھائی اور بہنیں ہیں جن کے دل نور یقین سے پُر ہیں، دنیا کے تمام احمدیوں کو دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایمان اور یقین میں بڑھاتا چلا جائے، اکثر لوگوں کی خواہش ہے اور ہوگی بھی کہ وہ ان سفروں کا حال کچھ میری زبانی سنیں۔ تو سفر کے حالات کی تمام تفصیلات تو بیان کرنا مشکل ہے بعض صرف احساسات ہیں اور جذبات ہیں جن کو الفاظ میں ڈھالنا مشکل ہے تاہم سفر کے مختصر حالات میں آج بیان کروں گا۔ سب سے پہلے تو میں تمام دنیا کے احمدیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ دورے پر جانے سے پہلے سفر کے ہر لحاظ سے کامیاب ہونے کے لئے انہیں دعا کی تحریک کی تھی تو احباب جماعت کی مقبول دعاؤں کے نظارے ہمیں اپنے سفر کے دوران ہر قدم پر نظر آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وہ بارش برسی ہے جو انسانی تصور سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود سے وعدوں اور خوشخبریوں کے مطابق یہ کامیابیاں تو ہونی تھیں۔ لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے یہ نظارے اس نے ہماری زندگیوں میں ہمیں دکھائے۔

دورے سے پہلے کئی لوگوں نے مبشر خوابیں بھی دیکھی تھیں بعض کو تو پتہ تھا کہ افریقہ کا دورہ ہے۔ دعا کر رہے تھے اس دوران اچھی خوابیں آئیں لیکن بعضوں کو علم بھی نہیں تھا، تو بہرحال اس سے میری تسلی ہوگئی تھی کہ اللہ تعالیٰ یہ سفر ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے گا، اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے الحمدللہ۔

یہاں سے روانہ ہوکر جب ہم اکرا ایئرپورٹ پر پہنچے ہیں، جہاز وہاں آکر رکا بلکہ جہاز رن وے پر اترا تو اس وقت ہی نظر آگیا تھا کہ لوگوں کا ایک ہجوم ہے اور سفید رومال لہرا رہے ہیں، جب میں جہاز سے اترنے لگا تو جہاز کا پائلٹ بھی بڑا ایکسائیٹڈ میرے پاس آیا، برٹش ائرویز کا جہاز تھا، یہ نہیں پتہ کہ اسے پہلے علم تھا یا اس نے خود اندازہ لگایا اور آکے کہنے لگا تمہارے لوگ تمہارے استقبال کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ اور اتنا غیر معمولی رش تھا اور جوش تھا کہ ہر ایک کو نظر آ رہا تھا۔ مسافر بھی کھڑکیوں سے جھانک جھانک کے دیکھ رہے تھے، اترنے سے پہلے۔ گھانا جماعت نے بھی ماشاء اللہ دوروں، ملاقاتوں، میٹنگوں کے بھرپور پروگرام بنائے ہوئے تھے، اس کے بارے میں ایم ٹی اے میں کچھ خبریں پتہ لگتی رہی ہیں۔ بہرحال مختصراً بعض جگہوں کے بارے میں جہاں میں رہا ہوں یا جن جگہوں کو میں جانتا ہوں وہاں کیا کیا تبدیلیاں دیکھیں، اس بارے میں مختصراً بیان کرتا ہوں۔

وہاں پہنچنے کے اگلے دن ہم نے دوسکولوں، ایک ہسپتال اور جامعہ احمدیہ گھانا کا معائنہ کیا،

اس دن تقریباً دو تین سو کلومیٹر کا سفر ہوا ہوگا۔ جامعہ احمدیہ تو وہاں نیا کھلا ہے یعنی میرے وہاں سے واپس آنے کے بعد نئی جگہ پر۔ پہلے یہ سالٹ پانڈ میں ہوا کرتا تھا چھوٹی سی جگہ پر، اب تو ماشاء اللہ وسیع رقبہ ہے اور اس میں عمارتیں بھی کافی ہیں کلاس روم بلاک ہیں، ہوسٹل ہیں، سٹاف کوارٹر ہیں اور اس کو مزید وسعت بھی دی جا رہی ہے۔ یہاں گھانا کے علاوہ بعض دوسرے افریقن ممالک جہاں جامعہ کی سہولت نہیں ہے کے طلبا آ کے دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دین کا علم سیکھنے اور وقف کی روح کے ساتھ آگے پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

سکولوں میں بھی ماشاء اللہ بڑی وسعت پیدا ہو چکی ہے، جس زمانے میں میں وہاں تھا اس وقت اس بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ کہ اتنی عمارتیں بن جائیں گی اور اتنی وسعت پیدا ہو جائے گی۔ پھر اس دوران ہی دو (۔) کا افتتاح بھی ہوا، سالٹ پانڈ جہاں ہمارے ابتدائی (۔) کام کرتے رہے ہیں اس جگہ کو بھی دیکھنے کے لئے گئے۔ وہاں صرف معائنہ تھا کیونکہ ابتدائی قربانی کرنے والوں کی قربانی کا پھل ہی آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھا رہے ہیں۔ جن میں حکیم فضل الرحمان صاحب، مولانا نذیر احمد علی صاحب، مولانا نذیر احمد مبشر صاحب وغیرہ شامل ہیں۔ سالٹ پانڈ کی وسیع خوبصورت (۔) اور مشن ہاؤس وغیرہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح ان (۔) نے مال کی کمی، کمزوری اور وسائل کی کمی کے باوجود ایسی عالیشان اور خوبصورت عمارتیں کھڑی کر دیں۔

اکرا (Accra) میں جہاں اب ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے، یہیں قیام تھا، یہاں بھی بعض عمارات کا افتتاح ہوا وہاں جب میں 1985ء میں آیا ہوں تو کافی بڑی (۔) اکرا مشن ہاؤس کے ساتھ ہی تھی لیکن اب انہوں نے اس کو مزید وسعت دے کر اور دو منزلہ بنا کر تقریباً اس وقت سے بھی تین گنا زیادہ کر لیا ہے۔ لیکن اس دورے کے دوران امیر صاحب گھانا کو یہ احساس ہو گیا ہوگا کہ یہ (۔) بھی چھوٹی پڑ گئی ہے۔ الٰہی وعدوں کے مطابق جماعت نے تو انشاء اللہ تعالیٰ پھیلنا ہے، جتنی بڑی چاہیں (۔) بنائیں وہ چھوٹی ہوتی چلی جائیں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے قربانی کی روح اور اللہ کے گھروں کی تعمیر کی طرف توجہ اور خواہش رہی تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارشیں سنبھالی نہیں جائیں گی۔ پھر اس دوران میں یعنی اکرا میں جتنے دن رہائش رہی، وہاں قیام رہا، پھر گھانا کے صدر صاحب سے بھی ملاقات ہو گئی پہلے تو رسمی سی باتیں ہوتی رہیں، کیونکہ یہ لوگ فطرتاً بڑے روایتی رجحان رکھنے والے لوگ ہیں عموماً۔ بہرحال اس کے بعد پھر بڑے خوشگوار ماحول میں بے تکلفانہ، غیر رسمی باتیں ہوئیں، اور بار بار صدر صاحب اپنے ملک کی ترقی کے لئے دعا کی درخواست کرتے رہے۔

پھر جلسے کی کارروائی ہے۔ وہ تو آپ لوگوں نے دیکھ ہی لی ہے۔ لیکن جمعہ کے بعد جب میں سلام کہنے کے لئے لجنہ کی طرف گیا ہوں تو وہ نظارہ دیکھنے کے قابل تھا لیکن افسوس کہ کیمروں کی پہنچ سے اس وقت باہر تھا۔ اس لئے آپ اس کو Live دیکھ ہی نہیں سکے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ گھانا ٹیلیویژن نے اپنی ذمہ داری لے لی تھی کہ Live کوریج ہم کریں گے۔ اور ایم ٹی اے نہیں کرے گی۔ اس لئے یہ دقت وہاں تھی، بہرحال میرا خیال ہے کہ کچھ لوگوں نے اس کی فلم بنائی بھی ہوگی، لگتا تھا کہ جوش پھوٹ پھوٹ کر باہر آ رہا ہے اللہ تعالیٰ کی حمد اور اخلاص و وفا کا اظہار اس طرح ہو رہا تھا کہ ان کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے چہروں سے خوشی اس طرح پھوٹی پڑتی تھی کہ ناقابل بیان ہے کماسی کی (۔) کے احاطے میں عورتوں اور مردوں کا اظہار آپ نے دیکھ لیا ہے وہ کچھ دکھایا گیا تھا۔ تو یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ جلسہ پر یہ اظہار زیادہ تھا یا کماسی میں۔ پھر جلسہ کے بعد 100 کے قریب اماموں اور چیفوں سے بھی ملاقات تھی۔ جو احمدیت قبول کر چکے ہیں اور اپنی بہت بڑی فالوانگ (Following) کے ساتھ احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ اور اب حضرت اقدس مسیح موعود کا پیغام............ اپنے اپنے علاقوں میں پھیلا رہے ہیں۔

گھانا کا دوسرا بڑا شہر کماسی (Kumasi) ہے، کماسی کے قریب جماعت نے داعیان الی اللہ کی ٹریننگ اور نومبائعین میں سے چنیدہ لوگوں کی تربیت کے لئے تاکہ وہ احمدیت یعنی حقیقی (۔) کی تعلیم لے کر اپنے علاقوں میں نئے شامل ہونے والوں کو بھی سکھا سکیں دو عمارتیں بنائی ہیں۔ اور ان عمارتوں کا تقریباً سارا خرچ بھی ایک مخلص احمدی نے ادا کیا ہے اس کے ساتھ ہی طاہر ہومیو پیتھک کمپلیکس ہے جس میں کلینک بھی ہے دوائیاں تیار کرنے کی لیبارٹری بھی ہے اور بوتلیں وغیرہ بنانے کی ایک چھوٹی سی فیکٹری بھی ہے۔ ماشاء اللہ یہ ادارہ بھی انسانیت کی بڑی خدمت کر رہا ہے۔ پھر مختلف شہروں میں (۔)، سکول، ہسپتال کے وارڈز وغیرہ کے افتتاح ہوئے۔ مختصراً یہ کہ گھانا میں اس دورہ کے دوران 13 (۔) کا افتتاح ہوا اور دو کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور سات متفرق عمارات کا افتتاح ہوا یا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

ٹمالے ایک جگہ ہے جو نارتھ میں گھانا کا ایک بڑا شہر ہے۔ یہاں ایک بہت بڑی دو منزلہ (۔) کا افتتاح ہوا۔ اس جگہ چند سال پہلے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اتنی بڑی (۔) بن سکتی ہے اور پھر نمازی بھی آ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقے میں بیعتیں بھی کافی ہوئی ہیں الحمدللہ۔ اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ یہاں دو افراد نے بیعت کا اظہار کیا اور جماعت میں شامل ہوئے۔ ہمارے قافلے کے بعض لوگوں کی گاڑیوں کے ڈرائیور تھے انہوں نے دیکھا اور کہا کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم احمدیت قبول کر لیں۔ پھر وہاں (۔) میں نماز مغرب و عشاء کے بعد دستی بیعت ہوئی۔ باقی جو موجود تھے انہوں نے بھی بیعت کی۔

ٹمالے سے بورکینا فاسو کا سفر ہم نے بذریعہ سڑک کیا۔ اور راستے میں دو (۔) کا افتتاح بھی ہوا۔ ایک (۔) تو عین گھانا کے بارڈر سے چند گز کے فاصلے پر ہے اور ایک مخلص احمدی نے وہاں یہ (۔) بنائی ہے۔ اس طرح جو بھی بارڈر کراس کرتا ہے آنے والے یا جانے والے کیونکہ کافی آمد و رفت رہتی ہے اور عمومی طور پر دونوں طرف ان علاقوں میں مسلمان ہیں ان کی نظر ہماری (۔) پہ ضرور پڑتی ہے اس لئے وہ نماز پڑھنے کے لئے ہماری (-) میں آ جاتے ہیں۔ بذریعہ سڑک جانے کا پروگرام بھی اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر سے ہی بنا لگتا ہے۔ کیونکہ پہلے جو گھانا والوں نے پروگرام بنایا تھا اور اس کی اپروول ہو گئی تھی، اس کے مطابق تو دورہ نارتھ تک کا مکمل کرنے کے بعد ہمیں پھر واپس اکرا آنا تھا اور وہاں سے بائی ایئر پھر بورکینا فاسو جانا تھا لیکن روزانہ فلائیٹ نہیں جاتی بلکہ دو دن جاتی ہے ان میں سے ایک جمعہ کا دن تھا۔ تو وکیل التبشیر ماجد صاحب نے مجھے کہا کہ جمعہ جلدی پڑھ کے فوراً ہی ایئر پورٹ جانا ہوگا اس پر مجھے کچھ انقباض ہوا، میں نے کہا اس طرح نہیں جانا بلکہ بعض شہر جو انہوں نے پروگرام میں نہیں رکھے ہوئے تھے اور میرے علم میں تھے میں نے کہا وہ بھی دیکھ کے جائیں گے اور بائی روڈ جائیں گے۔ بہرحال اس کا یہ فائدہ بھی ہوا کہ چند مزید (۔) کا افتتاح بھی ہو گیا لیکن اصل بات اس میں یہ ہے کہ لندن سے سفر شروع کرنے سے چند دن پہلے ماجد صاحب نے بتایا کہ بورکینا فاسو کے (۔) نے انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ایک خواب یاد کرائی ہے۔ جو ماجد صاحب کو بھی یاد آ گئی کہ حضور نے دیکھا تھا کہ وہ کاروں کے ذریعے سے بائی روڈ گھانا سے بورکینا فاسو میں داخل ہوئے ہیں اور کوئی اسماعیل نامی آدمی بھی ان کو وہاں ملتا ہے بارڈر پہ یا کراس کر کے۔ اس پر حضور نے بعض اسماعیل نامی احمدیوں کی تصویریں بھی منگوائی تھیں، بہرحال پتہ نہیں کوئی ملا کہ نہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک الٰہی تقدیر تھی کہ ہم بذریعہ کار بورکینا فاسو داخل ہوں اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ ہمارے قافلے میں ایک اسماعیل نامی ڈرائیور بھی تھا جس نے کچھ وقت ہماری گاڑی بھی چلائی جس میں میں بیٹھا ہوا تھا۔

اس ملک میں ہمارے (۔) بھی ماشاء اللہ قربانیوں کے معیار قائم کر رہے ہیں۔ وہاں جائیں تو پتہ لگتا ہے کہ واقعی لوگ قربانیاں دے رہے ہیں۔ اور پھر بورکینا فاسو میں جب داخل ہوئے بارڈر کراس کرنے کے بعد جو پہلا ٹاؤن آتا ہے، چند کلومیٹر پر ہی۔ وہاں اس علاقے کا جو ہائی کمشنر تھا وہ استقبال کے لئے آیا ہوا تھا۔ جلسہ بھی ماشاء اللہ بڑا کامیاب رہا، صرف 15 سال پہلے یہاں جماعت رجسٹر

ہوئی ہے لیکن جماعت کے افراد کے ایمان و اخلاص میں ماشاءاللہ ایسی ترقی ہو رہی ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے۔ یہاں کیونکہ فرنچ بولنے والے ہیں اس لئے ہر تقریر یا خطبے کا ایک دفعہ فرنچ میں ترجمہ ہوتا تھا پھر اس کا مقامی زبان میں ہوتا تھا۔ پھر جلسہ کے بعد ہم صحارا ڈیزرٹ کے قریب ایک قصبہ ڈوری ان کے لحاظ سے تو وہ شہر ہے بہرحال وہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے وہاں گئے وہاں بھی ایک چھوٹی سی گیدرنگ (Gathering) تھی لوگ آئے ہوئے تھے، غریب لوگ ہیں، زیادہ تر وہابی ہیں ان میں سے احمدی ہوئے ہیں۔ یہاں بھی سکول کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جس کا راستہ کل راستے میں سے 165 کلومیٹر کا کچا راستہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے آرام سے ہوگیا۔ لیکن واپسی پر ہمارے قافلے کی ایک گاڑی کو حادثہ پیش آیا۔ جس میں ہمارے دو مربیان اور دو قافلے کے افراد تھے جو یہاں سے گئے ہوئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، گاڑی سڑک سے اتر کر ایک کھائی میں گر گئی اور الٹ گئی لیکن کسی کو کچھ نہیں ہوا۔ معجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ نے سب کو بچا لیا۔

بورکینا فاسو میں بھی وزیراعظم اور ان کے صدر مملکت سے ملاقات ہوئی بڑے خوشگوار ماحول میں، ان کو بھی زراعت سے دلچسپی زیادہ تھی اس لئے کافی دیر تک بٹھائے رکھا بلکہ میری کوشش تھی کہ اب اٹھا جائے لیکن وہ کافی دیر باتیں کرتے رہے۔ وہاں ایک تو لینڈ لاکڈ (Land Locked) علاقہ ہے، اس ملک کے ساتھ سمندر کوئی نہیں لگتا اور پھر صحارا کے قریب ہے اس لئے بارشیں بھی کم ہوتی ہیں اتنی زیادہ بارشیں نہیں ہوتیں لیکن ایک چیز ان علاقوں میں مجھے اچھی لگی کہ انہوں نے ہر جگہ چھوٹے ڈیم بنا لئے ہیں جہاں بارشوں کا پانی اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ابھی پانچ چھ مہینے بارشوں کا سیزن ختم ہوئے ہو چکے تھے لیکن اچھی مقدار میں وہاں پانی جمع تھا۔ محنتی لوگ ہیں یہ ملک بھی امید ہے کہ ترقی کرے گا۔ انشاءاللہ

بورکینا فاسو میں بھی گھانا کی طرح جو بھی میری Activities رہیں، ان کا روزانہ نیشنل ٹیلیویژن، ریڈیو اور اخبارات میں باقاعدہ ذکر ہوتا رہا۔ بورکینا فاسو میں 3 نئی (-) کا افتتاح ہوا اور ایک سکول اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور پھر جو واگاڈوگوان کا دارالحکومت ہے وہاں احمدیہ ہسپتال کا افتتاح بھی ہوا۔ بڑی وسیع اور خوبصورت انہوں نے ہسپتال کے لئے نئی عمارت بنائی ہے۔ پہلے وہ کرائے کی عمارت میں تھا، اب اپنی عمارت بن گئی ہے۔ نصف کے قریب عمارت ابھی پہلے فیز میں بنی ہے لیکن اس کے باوجود بڑی وسیع عمارت ہے، یہاں بھی افتتاح کی تقریب میں وہاں کے وزیر صحت آئے ہوئے تھے، انہوں نے جماعتی خدمات کو بہت سراہا۔ بورکینا فاسو کا ایک شہر بوبو جلاسو جہاں سے ایک خطبہ بھی نشر ہوا تھا یہاں ہماری جماعت کا ایک ریڈیو سٹیشن بھی ہے۔ جو تقریباً 80,70 کلومیٹر کی رینج میں سنا جاتا ہے، یہاں جمعہ پر بھی کافی حاضری یعنی 5,4 ہزار کے قریب حاضری ہوگئی تھی، احباب و خواتین آ گئے تھے، اس جگہ کی 90% آبادی مسلمانوں کی ہے۔ یہ سب ریڈیو کے پروگرام پسند کرتے ہیں، بلکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ہمارے ریڈیو پر جو نظمیں نشر ہوتی ہیں، وہ بھی بہت مقبول ہیں۔ اور غیر احمدی بھی یہ نظم اکثر پڑھ رہے ہوتے ہیں کہ ”مرا نام پوچھو تو میں احمدی ہوں“

تیسرا ملک بینن تھا جہاں ہم بائی ایئر گئے تھے چیفوں کے نمائندے اور حکومت کے نمائندے وزیر اور تھوڑی دیر بعد ان کے وزیر خارجہ بھی آ گئے انہوں نے کہا کہ میں میٹنگ میں کافی دور گیا ہوا تھا اور ٹریفک میں پھنس گیا (وہ ٹریفک کافی تنگ کرنے والا ہے، وزیروں کو بھی نہیں چھوڑتے) یہاں بھی ان کے کیپیٹل کوتونوو میں بڑی خوبصورت نئی (ـ) بنی ہے اس کا افتتاح ہوا اور گزشتہ جمعہ یہیں پڑھا گیا اور آپ نے سنا بھی۔ کوتونوو کے قریب 35 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک جگہ ہے جہاں ان کا پہلے کیپیٹل ہوا کرتا تھا اب انہوں نے ادھر شفٹ کیا ہے۔ یہاں ایک (ـ) کا سنگ بنیاد رکھا ہے پہلے (ـ) چھوٹی سی ہے اب انشاء اللہ وسیع (ـ) بنے گی۔ پاراکو یہاں کا دوسرا بڑا شہر ہے وہاں جاتے ہوئے راستے میں ایک جگہ الاڈا ہے وہاں کے چیف احمدی ہو چکے ہیں اور یہاں جلسہ پر آ بھی چکے ہیں (آپ ان کو پہچانتے بھی ہوں گے انہوں نے جھالروں والا تاج پہنا ہوتا تھا) انہوں نے وہاں بھی کافی لوگ اکٹھے کئے ہوئے تھے یہ لوگ عیسائی تھے، چیف بھی عیسائی تھے، چیف شروع میں بعض وجوہات کی وجہ سے احمدیت کو چھپاتے رہے لیکن اب وہ کھلم کھلا اظہار کرتے ہیں بلکہ وہاں مجمع میں اپنی تقریر میں بھی انہوں نے کہا کہ اگر اپنی دنیا و آخرت سنوارنی ہے اور نجات چاہتے ہو تو احمدیت کو قبول کر لو۔ یہی حقیقی (ـ) ہے، وہاں کافی اچھی گیدرنگ (Gathering) تھی۔ اب بھی ان کو اس علاقے میں کافی مخالفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ، اللہ تعالیٰ انہیں ثابت قدم بھی رکھے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔ پاراکو جب ہم پہنچے ہیں تو وہاں کے میئر اور گورنر جو دو صوبوں کے گورنر ہیں دونوں مسلمان ہیں، شہر سے باہر شہر کے گیٹ پر استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ باوجود اس کے کہ انہیں بھی وہاں ملاؤں نے کہا بعض مسلمان ملکوں سے بھی کافی مدد کی جاتی ہے اور زیادہ زور یہی ہوتا ہے کہ احمدیوں کے خلاف جو کر سکتے ہو کرو۔ انہوں نے میئر کو بہت کہا کہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں، ان سے نہ ملو۔ تو میئر نے اس کو کہا پھر تو میں ضرور جاؤں گا کہ دیکھوں مجھے پتہ تو لگے کہ کہتے کیا ہیں اور کرتے کیا ہیں۔ جب مجھے اس نے وہاں ایڈریس پیش کیا تو وہاں اس نے برملا یہ اظہار کیا کہ اصل (ـ) والے کام تو جماعت احمدیہ کر رہی ہے وہ پورے ملک کے ہاؤس آف میئرز کے صدر بھی ہیں۔ یہاں ہمارا انشاءاللہ نیا ہسپتال شروع ہونا ہے اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور بڑی اچھی جگہ پر یعنی مین روڈ کے اوپر اس شہر کے ساتھ 16 ایکڑ جگہ ہے جو جماعت نے لی تھی ہسپتال کے لئے، تو میئر نے ایک اور گیدرنگ میں یہ اعلان کیا کہ یہ جگہ تھوڑی ہے، پانچ ایکڑ میں اپنی طرف سے ہسپتال کے لئے اور دیتا ہوں۔ یہاں ایک جگہ سے امام اور چیف تقریباً 400 دوسرے افراد مرد و زن (70 کے قریب عورتیں اور باقی مرد) آئے ہوئے تھے اور بڑا دور کا سفر طے کر کے آئے تھے ان علاقوں میں بعض دفعہ بسیں نہیں چلتیں، ٹرک ہائر کر کے اس پر بیٹھ کر آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے بیعت کرنی ہے، عرصہ سے ہم جماعت کو دیکھ رہے ہیں اور آج کے دن کا ہمیں انتظار تھا۔ میں نے وہاں امیر صاحب اور (-) سے پوچھا کہ آپ کے علم میں تھا کہ انہوں نے بیعت کرنی ہے انہوں نے کہا نہیں ہمیں تو صرف یہ علم تھا کہ آپ سے صرف ملاقات کے لئے آئے ہیں یا صرف دیکھنے آئے ہیں۔ میں نے ان امام اور چیف کو پوچھا (وہ اچھے پڑھے لکھے لگ رہے تھے) کہ تم جلدی تو نہیں کر رہے، تمہیں حضرت اقدس مسیح موعود کے تمام دعاوی پر یقین ہے؟ امام، چیف اور دوسروں لوگوں نے کھل کے کہا کہ ہمیں پوری شرح صدر ہے۔ ہم پوری شرح صدر سے احمدیت قبول کر رہے ہیں بلکہ یہ بھی کہا کہ ہزاروں لوگ اور ایسے ہیں جن کی معین تعداد بعد میں پتہ لگ جائے گی انشاء اللہ جلسے پہ بتاؤں گا جنہوں نے کہا تھا ہماری نمائندگی کر دینا ہم بھی احمدیت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ پھر وہاں انہوں نے دستی بیعت کی تو اس لحاظ سے یہاں بھی دستی بیعت ہوئی اور ایک اچھی تعداد جماعت میں شامل ہوئی۔ پھر یہ کہ انہوں نے بڑے اخلاص اور وفا کا اظہار کیا اور سوائے اللہ کے اور کوئی دلوں میں پیدا نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو پیدا کرتی ہے۔ واپسی پر وہاں سے پھر ایک جگہ ہے جہاں تین چار ہزار کی گیدرنگ تھی۔ رات کو بارش ہوگئی موسم خراب ہو گیا۔ کچھ غیر احمدیوں نے مولویوں نے کافی شور مچایا اور لوگوں کو ڈرایا کہ وہاں نہیں جانا، کچھ ٹرانسپورٹرز کو کہا، ٹرانسپورٹ مہیا نہیں ہو سکی اور ان کو پیسے دیئے کہ احمدیوں کے جلسے پہ نہیں جانا۔ ہم تمہیں خرچ دیتے ہیں اس مخالفت کے باوجود تین چار ہزار کی یہاں حاضری تھی لوگ اکٹھے ہو گئے احمدی تھے۔ یہاں بھی میئر نے کھڑے ہو کر کھلے عام اعلان کیا کہ میں احمدی ہوتا ہوں اور آج بیعت میں شامل ہوتا ہوں مجھے پورا یقین ہے کہ احمدیت سچی ہے۔ اور تقریباً اس کے علاوہ ہزار کے قریب اور لوگوں نے بھی بیعت کی اور اعلان کیا کہ ہم پوری شرح صدر کے ساتھ احمدیت میں داخل ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں اندازے کے مطابق ہزاروں میں دورے کے دوران لوگ

احمدیت میں شامل ہوئے ہمارے ساتھ مستقل یہاں اخباری نمائندے اور ریڈیو ٹیلیویژن کے نمائندے پھرتے رہے ان میں سے بھی ایک مرد نے تو بیعت کر لی اور ایک عورت نے یہ اظہار کیا کہ میں بہت قریب ہو گئی ہوں اور عنقریب بیعت کر لوں گی کیونکہ اگر کوئی میرا مذہب ہے تو وہ احمدیت ہی ہے۔ یہاں بھی جذبات کا اظہار بہت ہے گو تھوڑی سی خاموشی ہے۔ ہر ایک کا اپنا اپنا طریق کار ہوتا ہے طبیعت ہوتی ہے۔ یہاں اس طرح نعرے تو نہیں لیکن بے تحاشا خاموش جذبات کا اظہار تھا۔ آتے ہوئے جس طرح چہروں پہ اداسیاں اور بعض لوگوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس سے نظر آتا تھا کہ کافی جذباتی کیفیت ہے۔

نائیجیریا میں گو صرف دو دن پروگرام تھا بلکہ پہلے پروگرام نہیں تھا اور آخری وقت میں یہ بنا ہے۔ میں نے بینن میں ایک اور بہت اچھی چیز دیکھی ہے۔ وہاں لجنہ نے اپنی ایک خاص ٹیم تیار کی ہے جو ہر موقعے پہ ڈیوٹیاں دیتی ہے۔ بڑی باپردہ، نقاب لے کے اور مستقل ڈیوٹیاں دیتے رہے ہیں۔ ایم ٹی اے پر دکھایا گیا تو دیکھ بھی لیں۔ نائیجیریا کا میں بتا رہا تھا کہ یہاں پروگرام پہلے نہیں تھا لیکن اتفاق سے اور مجبوری سے بن گیا۔ کیونکہ اور کوئی فلائیٹ نہیں تھی اگر تھیں تو مہنگی تھیں۔ وہاں جا کر یہ احساس ہوا کہ اگر یہاں نہ آتے تو غلط ہوتا۔ کیونکہ باوجود اس کے کہ کچھ عرصہ پہلے ان کا جلسہ سالانہ ہو چکا تھا اور لوگ بڑی تعداد میں وہاں شامل ہو چکے تھے۔ یہ خیال نہیں تھا کہ دور دراز سے لوگ آ سکیں گے۔ لیکن صرف دو گھنٹے اکٹھا ہونے کے لئے، مجھے ملنے کے لئے 30 ہزار سے زیادہ وہاں احمدی مرد و عورتیں جمع ہو چکے تھے اور ان کے اخلاص اور وفا کے جو نظارے میں نے دیکھے ہیں وہ ناقابل بیان ہیں۔ بہرحال جو تین دن ہم وہاں رہے، تیسرے دن رات کو واپسی ہو گئی تھی جس میں امیر صاحب نے کافی بھرپور پروگرام بنائے جتنا زیادہ فائدہ اٹھا سکتے تھے اٹھایا اور مصروف رکھا۔ نائیجیریا میں بھی تین (۔) کا افتتاح کیا گیا۔ انہوں نے بڑی بڑی اور خوبصورت (۔) بنائی ہیں اس کے علاوہ مختلف عمارتوں کے افتتاح اور سنگ بنیاد رکھے گئے یہاں کے لوگوں کے اخلاص اور خلافت سے تعلق اور محبت ناقابل بیان ہے۔ واپسی کے وقت دعا میں بعض خواتین اور لوگ اس طرح جذباتی تھے اور اس طرح تڑپ رہے تھے کہ یہ محبت صرف خدا ہی پیدا کر سکتا ہے۔ اور خدا کی خاطر ہی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ایمان یقین میں بڑھاتا چلا جائے بلکہ تمام دنیا کے احمدیوں کو اخلاص و وفا کے اعلیٰ معیار پر قائم رہنے کی توفیق دے۔

ایم ٹی اے پر جو اب تک دکھایا جا چکا ہے یہ اخلاص و وفا کے نظارے دنیا نے دیکھے ہیں اور ابھی بہت سے پروگراموں میں دیکھیں گے۔

.... کہتے ہیں کہ ہم نے افریقہ کے فلاں ملک میں جماعت احمدیہ کے مشن بند کرا دیے اور فلاں میں ہمارے سے وعدے ہو چکے ہیں۔ اور یہ کر دیا اور وہ کر دیا ہے اب ان سے کوئی پوچھے یہ اخلاص و وفا اور نور سے پُر چہرے ایم ٹی اے میں دنیا نے دیکھ لئے اور وہاں جا کر ہم خود دیکھ آئے ہیں۔ یہ کیا ہے سب کچھ؟ کیا یہ مشن بند کروانے کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے جو بھی اپنی بڑھکیں مارنی تھیں مار لیں۔ اور مار رہے ہیں۔ یہ بھی ہمارے ایمان میں زیادتی کا باعث بنتی ہیں۔ یہ تو صرف چار ملکوں کے مختصر حالات ہیں جو میں نے بیان کئے اور ایم ٹی اے پر.......... نے بھی دیکھے ہوں گے۔ اور شاید سن بھی رہے ہوں بعض سنتے بھی ہیں ان کو سننے کا شوق بھی ہوتا ہے۔ .... سوچیں کہ یہ تو صرف چار ملکوں کا قصہ ہے دنیا کے پونے دو سو سے زائد ممالک اخلاص و وفا سے پر احمدیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ان کے نظارے دیکھیں گے تو ان کا کیا حال ہوگا۔ اس عرصے میں ان چار ملکوں میں 21 نئی (۔) کا افتتاح ہوا ہے اور دو تین کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور اس کے علاوہ کافی تعداد میں سکول، ہسپتال اور دوسری عمارتوں کا سنگ بنیاد رکھا یا افتتاح ہوا۔

ایک اور اللہ تعالیٰ کا فضل جو ہے اس کو بھی میں بیان کر دوں کہ یہ بھی اللہ کے خاص فضلوں میں سے ایک خاص فضل ہے، ایم ٹی اے، اس کے ذریعہ سے ہم تمام دنیا کے احمدی ایک پاکیزہ ماحول میں اپنے پروگرام دیکھ اور سن سکتے ہیں۔ 22 اپریل 2004ء سے جمعرات سے انشاء اللہ تعالیٰ ایم ٹی اے انٹرنیشنل ایک جز وقتی، کچھ وقت کے لئے ایک اور چینل شروع کر رہا ہے پھر بیک وقت دو چینل چلیں گے۔ اور یہ ضرورت اس لئے محسوس کی گئی ہے کیونکہ 24 گھنٹے کے دوران اب ایسے اوقات بھی ہیں جو یورپ اور ایشیا کے لئے یکساں اہمیت رکھتے ہیں اور ان کے دوران اب مختلف زبانوں میں پروگرام نشر ہوتے ہیں جو ایشیا اور یورپ کے بعض حصوں میں سمجھے نہیں جا سکتے۔ ان اوقات میں بہت سے ناظرین ایم ٹی اے سے استفادہ کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اب نئے انتظام کے تحت انشاء اللہ GMT کے مطابق شام چار بجے سے لے کر رات سات بجے تک یوکے اور ایشیا (یعنی پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش) اور جنوبی اور شمالی امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ میں اردو اور انگریزی کے پروگرام چلا کریں گے۔ جبکہ اسی دوران میں نئی چینل ایم ٹی اے 2 پر باقی یورپ، مڈل ایسٹ، افریقہ، ماریشس وغیرہ پر فرنچ، جرمن اور عربی زبانوں کے پروگرام چلا کریں گے انشاء اللہ۔ اور باقی عرصے میں دونوں چینل بیک وقت چلیں گے۔ اور اس دوران میں اگر کوئی Live پروگرام آنا ہو تو وہ بہرحال پھر ایک ہی ہو جائے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ

”کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے منصوبوں سے، اور اپنے بے بنیاد جھوٹوں سے اور اپنے افتراؤں سے اور اپنی ہنسی ٹھٹھے سے خدا کے ارادے کو روک دیں گے۔ یا دنیا کو دھوکہ دے کر اس کام کو معرض التواء میں ڈال دیں گے۔ اس کا خدا نے آسمان پر ارادہ کیا ہے اگر کبھی پہلے بھی حق کے مخالفوں کو ان طریقوں سے کامیابی ہوئی ہے تو وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن اگر یہ ثابت شدہ امر ہے کہ خدا کے مخالف اور اس کے ارادہ کے مخالف جو آسمان پر کیا گیا وہ ہمیشہ ذلت اور شکست اٹھاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی ایک دن ناکامی اور نامرادی اور رسوائی در پیش ہے، خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا اور نہ جائے گا۔ وہ فرماتا ہے (۔) خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنے قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ .... میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے ہیں میرے ساتھ تھے اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے 70 ہزار کے قریب بیعت کرنے والوں کا شمار پہنچ گیا ہے۔ (جب حضور نے یہ لکھا اور اب ایک ایک دن میں کئی کئی ہزار بیعتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہیں) جو نہ میری کوشش ہے بلکہ اس ہوا کی تحریک سے ہوا جو آسمان سے چلی ہے میری طرف دوڑے ہیں اب لوگ خود سوچ لیں کہ اس سلسلے کے برباد کرنے کے لئے کس قدر انہوں نے زور لگائے اور کیا کچھ ہزار جان کاہی کے ساتھ ہر ایک قسم کے مکر کئے یہاں تک کہ حکام تک جھوٹی مخبریاں بھی کیں۔ خون کے جھوٹے مقدموں کے گواہ بن کر عدالتوں میں گئے .... مگر ان تمام کوششوں کا نتیجہ بجز نامرادی کے اور کیا ہوا۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ضرور ان کی جان توڑ کوششوں سے یہ تمام سلسلہ تباہ ہو جاتا۔ کیا کوئی نظیر دے سکتا ہے کہ اس قدر کوششیں کسی جھوٹے کی نسبت کی گئیں اور وہ تباہ نہ ہوا بلکہ پہلے سے ہزار چند ترقی کر گیا پس کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کوششیں تو اس غرض سے کی گئیں کہ یہ تخم جو بویا گیا ہے اندر ہی اندر نابود ہو جائے اور صفحہ ہستی پر اس کا نام و نشان نہ رہے مگر وہ تخم بڑھا اور پھولا اور ایک درخت بنا اور اس کی شاخیں دور دور چلی گئیں۔ اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہزارہا پرندے اس پر آرام کر رہے ہیں۔ اور اب تو کروڑ ہا پرندے اس .... کے درخت پہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں پیشگوئی ہے (۔)

یعنی مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ نور خدا کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کریں۔ یہ اس وقت کی پیشگوئی ہے جب کہ کوئی مخالف نہ تھا۔ بلکہ کوئی میرے نام سے بھی واقف نہ تھا پھر بعد اس کے حسب بیان پیشگوئی دنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہوئی اور ہزاروں نے مجھے قبول کیا .... بجز خدا تعالیٰ کے کسی اور کا کام ہے، اگر ہے تو اس کی نظیر پیش کرو، نہیں سوچتے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں میں نامراد نہ رہتے۔ کس نے ان کو نامراد رکھا، اسی خدا نے جو میرے ساتھ ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 241-242۔ روحانی خزائن جلد 22)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود کے اس پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر

آپ سرزمین افریقہ میں شمع احمدیت روشن کرنے والے پہلے مربی سلسلہ تھے۔ 1883ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔ 1901ء میں حضرت مسیح موعود کی بیعت سے مشرف ہوئے اور پھر قادیان میں فروکش ہو کر خدمات دینیہ کا سلسلہ شروع کیا۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے استاد کے علاوہ اور بھی عہدوں پر کام کیا۔ 15/ جولائی 1919ء کو حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب کے ہمراہ انگلستان روانہ ہوئے اور پھر 9/فروری 1921ء کو لندن سے مغربی افریقہ کے لئے تشریف لے گئے۔ 19/فروری کو سرزمین سیرالیون پہنچے یہاں پیغام احمدیت پہنچانے کے بعد 28 فروری کو گولڈ کوسٹ (غانا) کی بندرگاہ پر اترے۔ آپ کی دعوت الی اللہ سے فینٹی قبیلہ کے چیف مہدی نے اپنے قبیلہ کے ہمراہ احمدیت میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔ آپ کے ذریعہ ہزاروں لوگوں کو قبول احمدیت کی سعادت ملی۔ 8/ اپریل 1921ء کو آپ نائیجیریا روانہ ہو گئے۔ مشکل حالات میں قربانی کی توفیق ملی۔

مرکز سلسلہ قادیان میں رہنے کے علاوہ مختلف شہروں میں دعوت الی اللہ کا موقع ملا۔ قیام پاکستان کے بعد گوجرانوالہ آ گئے اور مئی 1948ء میں وفات پائی۔ آپ بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ رفقاء میں مدفون ہیں۔

حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب

براعظم افریقہ جانے والے دوسرے مربی سلسلہ حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب ابن حضرت حافظ نبی بخش صاحب آف فیض اللہ چک نے عین جوانی میں اپنے آپ کو جماعتی خدمت کے لئے پیش کر دیا۔ حضرت مصلح موعود کے حکم پر 23/فروری 1922ء کو گولڈ کوسٹ (غانا) بھجوایا گیا جبکہ ابھی آپ کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ سات سال سے زائد عرصہ کے بعد 1929ء کو واپس آئے۔ پھر شادی کے اڑھائی سال بعد 1933ء میں دوبارہ مغربی افریقہ بھجوایا گیا اور تقریباً 15 سال بعد واپس آئے تو بچے جوان اور اہلیہ بوڑھی ہو چکی تھیں۔ غانا کے بعد آپ نائیجیریا تشریف لے گئے۔ 1947ء میں مرکز واپس آئے۔ افسر لنگر خانہ بھی رہے۔ 1955ء میں وفات پائی

افریقہ

جہانِ نَو کی سمجھ میں ترا مقام آیا
نئے خیال نیا دورِ صبح و شام آیا

نئے چلن سے شناسا ہوئے ہیں بن باسی
بصد ادا کوئی جنگل میں خوش خرام آیا

نظر اٹھاؤ کہ تاریک سر زمیں والو!
تمہاری تیرہ شبی میں مہِ تمام آیا

میں سوچتا ہوں یہ تم آ گئے قریں میرے
کہ درمیان تمہارے مرا امام آیا

وہ اُن میں جن کو حقارت سے دیکھتا تھا جہاں
بصد خلوص بصد شوق و احترام آیا

ہے گرم سوزِ محبت سے آستاں اس کا
کہ اس کے در سے جو آیا وہ شاد کام آیا

نئے شگوفے کھلا آج خاکِ ارضِ بلالؓ
زمین لالہ و گل میں وہ لالہ فام آیا

نہ کر سکا وہ فراموش تیری تشنہ لبی
حضورِ ساقیٔ کوثر سے لے کے جام آیا

بنائے نظمِ کہن، فرقِ اَسود و احمر
برائے اَسود و احمر نیا نظام آیا

عبدالمنان ناہید

محمد محمود طاہر صاحب

سرزمین افریقہ میں شمع احمدیت روشن کرنے والے چند ابتدائی اور معروف مربیان کرام

حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب

حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب 10/فروری 1905ء کو رفیق حضرت مسیح موعود اور قادیان کے پہلے اسٹیشن ماسٹر حضرت بابو فقیر علی صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ بی ایس سی تک تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ عربی اور دینی تعلیم حاصل کی 22/فروری 1929ء کو قادیان سے گولڈکوسٹ (غانا) روانہ ہوئے۔ غانا میں انچارج مشن کے طور پر 1933ء تک خدمات سرانجام دیں۔ دوسری بار 1936ء کو غانا گئے پھر اگلے سال سیرالیون مشن کھولنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اور 1944ء تک سیرالیون رہے۔ 1945ء میں رئیس المربیان مغربی افریقہ کے طور پر ایک بار پھر میدان دعوت الی اللہ میں اترے۔ اور 1950ء میں واپس آئے۔ 1954ء میں سیرالیون تشریف لے گئے۔ اور میدان عمل میں ہی 19/مئی 1955ء کو بو کے مقام پر اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ اور اسی شہر میں مدفون ہوئے۔

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب ابن حضرت شیخ محمد الدین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود 10/اکتوبر 1910ء کو شجاع آباد ملتان میں پیدا ہوئے۔ 1931ء میں مولوی فاضل کیا اور 11/نومبر 1934ء کو قادیان سے نیروبی کے لئے روانہ ہوئے۔ مشرقی افریقہ کے چاروں ممالک کینیا، یوگنڈا، ٹانگانیکا اور زنجبار کی آزادی تک آپ ان کے مشنوں کے انچارج تھے۔ آپ کا ایک کارنامہ سواحیلی زبان میں ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کرنا ہے۔ مشرقی افریقہ میں دو جماعتی اخبارات بھی جاری کئے۔ 1962ء میں مرکز واپس آئے۔ مرکز میں آپ ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن، سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن، سیکرٹری حدیقۃ المبشرین، ممبر مجلس وقف جدید بھی رہے۔ 1962ء تا 1978ء جلسہ سالانہ پر تقاریر کا موقع ملا۔ 1978ء سے 1983ء تک امیر ومشنری انچارج برطانیہ اور پھر امریکہ میں امیر ومشنری انچارج رہے۔ 9/مئی 2001ء کو 91 سال کی عمر میں امریکہ میں وفات پائی اور قطعہ خاص بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر

مولانا نذیر احمد مبشر صاحب 15/اگست 1909ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ 1930ء میں مولوی فاضل پاس کیا۔ 2/فروری 1936ء کو حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کے ہمراہ قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور غانا میں خدمات کا آغاز کیا۔ 1946ء میں قادیان واپس آئے اور واپسی پر رشتہ کے دس سال بعد آپ کی شادی ہوئی۔ 1949ء میں دوسری بار اور 1955ء میں تیسری بار غانا گئے اور مجموعی طور پر 23 سال غانا میں رہے۔ مرکز سلسلہ میں رہ کر ناظم دارالقضاء، وکیل التعلیم، ممبر مجلس تحریک جدید، نائب صدر تحریک جدید کے طور پر خدمات کی توفیق ملی۔ 23/فروری 1997ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ خاص میں مدفون ہوئے۔

محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری

مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری 15/جون 1915ء کو پیدا ہوئے۔ 1938ء میں نائب امام بیت الفضل لندن مقرر ہوئے۔ 1940ء میں مغربی افریقہ سیرالیون روانہ ہوئے۔ اور 1960ء تک سیرالیون اور غانا میں تعینات رہے۔ 1962ء تا 1973ء آپ کو ملائیشیا، سنگاپور اور جزائر فجی میں خدمات کی توفیق ملی۔ دو مجموعہ ہائے کلام ''نغمات صدیق'' اور ''دل کی دنیا'' کے نام سے شائع ہوئے اور ایک کتاب ''روح پرور یادیں'' کے نام سے میدان عمل کے ایمان افروز واقعات پر مشتمل ہے۔ یکم ستمبر 1984ء کو 69 سال کی عمر میں وفات پائی۔

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب 1917ء میں حضرت ماسٹر عطاء محمد صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ والد، دادا اور نانا رفقاء حضرت مسیح موعود تھے۔ 1944ء میں بی اے کرنے کے بعد زندگی وقف کی اور 1945ء میں نائیجیریا بھجوایا گیا جہاں 1964ء تک امیر ومشنری انچارج اور پھر رئیس المربیان مغربی افریقہ بھی رہے۔ 1977ء تا 1979ء امیر ومشنری انچارج سیرالیون رہے۔ نائیجیریا سے ہفت روزہ اخبار Truth نکالا اور سیرالیون سے بھی اخبار نکالا۔ ماہنامہ تحریک جدید، سن رائز اور روزنامہ الفضل کے ایڈیٹر رہے۔ قادرالکلام شاعر بھی تھے۔ 40 کے قریب کتب تصنیف فرمائیں جو اردو اور انگریزی زبان میں ہیں۔ شاعری بھی دونوں زبانوں میں کی۔ اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ اور 60 سے زائد مقدمات بھی بنائے گئے۔ وکیل التعلیم، ممبر مجلس کارپرداز، ممبر مجلس افتاء اور انصاراللہ مرکزیہ کی عاملہ کے ممبر بھی رہے۔ 19/مارچ 1999ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پائی۔

محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب

محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب 12/جنوری 1913ء کو پیدا ہوئے۔ 1938ء میں فلسطین پہنچے۔ بلاد عربیہ میں مسلسل 18 سال خدمات کی توفیق ملی۔ عربی رسالہ البشریٰ کے ایڈیٹر رہے۔ 1961ء میں گیمبیا جانے والے پہلے مشنری کا اعزاز حاصل کیا آپ کے ذریعہ گیمبیا مشن کا قیام ہوا۔ آپ کے قیام کے دوران سر ایف ایم سنگھاٹے احمدی ہوئے جو کہ گیمبیا کو 1965ء میں آزادی ملنے پر قائمقام اور پھر مستقل گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ 1966ء میں انہیں حضرت مسیح موعود کے کپڑوں کا تبرک ملا اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے والی پیشگوئی پوری ہوئی۔

آپ مختلف اوقات میں 1973ء تک گیمبیا میں رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مقام نعیم پر فائز مربیان میں آپ کو شمار کیا۔ مرکز سلسلہ میں مینیجر الفضل، ناظم دارالقضاء، سیکرٹری مجلس نصرت جہاں، ممبر مجلس افتاء، استاد جامعہ احمدیہ اور زعیم اعلیٰ انصاراللہ ربوہ بھی رہے۔ کئی کتب کے مصنف تھے۔ 30/جولائی 1993ء کو وفات پائی۔

محترم قریشی محمد افضل صاحب

آپ 2/اگست 1914ء کو پیدا ہوئے۔ 1934ء میں مولوی فاضل پاس کیا اور قادیان میں افضل برادرز (حال گولبازار ربوہ) کے نام سے اپنے بھائی کے ساتھ دوکان شروع کی۔ 1945ء میں وقف کیا اور نائیجیریا بھجوائے گئے۔ آپ کو مختلف اوقات میں نائیجیریا، غانا، سیرالیون، آئیوری کوسٹ اور ماریشس میں بطور مربی اور مشنری انچارج رہ کر خدمت کی توفیق ملی۔ بیرون ممالک آپ کا عرصہ خدمت 28 سال ہے اور یہ سارا عرصہ فیملی کے بغیر باہر مقیم رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مقام نعیم پر فائز مربیان میں آپ کا بھی تذکرہ فرمایا۔ اور ''بیبا مبشر'' کے نام سے یاد فرمایا۔ آپ 1990ء میں ریٹائر ہوئے۔ 1951ء میں 38 دن تک ارض حجاز میں اسیر رہے۔ ربوہ میں ایک مقدمہ 298-C کا بھی قائم ہوا۔ 21/دسمبر 2002ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پائی۔

محترم شیخ امری عبیدی صاحب

تنزانیہ کے سابق وزیر اور دارالسلام کے پہلے افریقی میئر اور مربی سلسلہ محترم شیخ امری عبیدی صاحب 1924ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی دعوت الی اللہ سے احمدی ہوئے۔ اور 1943ء میں مربی کے طور پر خدمات کا سلسلہ شروع کیا 1954ء سے 1956ء تک ربوہ میں دینی تعلیم پائی اور دوبارہ خدمات شروع کیں۔ تنزانیہ کی تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ 1960ء میں دارالسلام کے میئر، 1962ء میں ٹانگانیکا کے مغربی صوبہ کے ریجنل کمشنر بنائے گئے اور 1963ء میں تنزانیہ کے وزیر انصاف مقرر ہوئے۔ 1964ء میں وفات پائی۔ اقوام متحدہ کے اٹھارویں سالانہ اجلاس میں تنزانیہ کے وفد کے رئیس تھے۔

محترم مولانا محمد منور صاحب

آپ 13/فروری 1922ء کو پیدا ہوئے۔ 1942ء میں زندگی وقف کی۔ 1948ء تا 1983ء مشرقی افریقہ کے ممالک تنزانیہ اور کینیا جبکہ مغربی افریقہ میں نائیجیریا میں خدمت کی توفیق ملی۔ انگریزی، فارسی، سواحیلی اور مشرقی افریقہ کی لوکل زبانوں کے ماہر تھے۔ سواحیلی ترجمہ قرآن میں معاونت کی توفیق ملی۔ تنزانیہ سے نکلنے والے جماعتی اخبار کے سال ہا سال ایڈیٹر رہے۔ تنزانیہ کی آزادی کے بعد تنزانیہ کے پہلے امیر ومشنری انچارج مقرر ہوئے۔ 18/نومبر 1995ء کو وفات پائی۔

محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب

چار براعظموں میں خدمت کی توفیق پانے والے مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب 25/ستمبر 1922ء کو پیدا ہوئے۔ 1946ء میں زندگی وقف کی۔ 1951ء میں غانا بھجوائے گئے مختلف اوقات میں 1970ء تک مغربی افریقہ میں بطور مربی اور امیر ومشنری انچارج خدمات کی توفیق پائی۔ 1977ء تا 1984ء امریکہ اور پھر جرمنی میں امیر وانچارج مربی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ شرق اوسط میں خدمت کا موقعہ ملا۔ مرکز میں رہتے ہوئے۔ سیکرٹری حدیقۃ المبشرین، سیکرٹری مجلس نصرت جہاں، قائم مقام اور وائس پرنسپل جامعہ

سرکاری نام

جمہوریہ گھانا (Republic of Ghana)

پرانا نام

گولڈکوسٹ

وجہ تسمیہ

افریقہ کی قدیم سلطنت غانا اسی ملک میں قائم تھی۔ اسی وجہ سے اسے گھانا کا نام دیا گیا۔

حدود اربعہ

اس کے شمال مغرب اور شمال میں برکینا فاسو، مشرق میں ٹوگو، جنوب میں بحراوقیانوس (خلیج گنی) اور مغرب میں آئیوری کوسٹ واقع ہیں۔

جغرافیائی صورتحال

گھانا بحراوقیانوس کے جنوبی ساحل پر واقع ہے۔ اس کی شمال سے جنوب لمبائی 716 کلومیٹر (445 میل) اور مشرق سے مغرب چوڑائی 499 کلومیٹر (310 میل) ہے۔ گھانا ایک نشیبی ملک ہے۔ مشرقی سرحد کے پاس چند ایک پہاڑیاں واقع ہیں۔ اس کے ریتلے ساحل کے ساتھ کئی دریا اور ندیاں نکلتی ہیں۔ مغرب میں گھنے جنگلات والی چند پہاڑیاں ہیں جن سے کئی دریا نکلتے ہیں۔ مشرق میں دریائے وولٹا سے ایک جھیل وولٹا نکلتی ہے جو کہ دنیا کی سب سے بڑی مصنوعی جھیل ہے۔ اسی جھیل کے ساتھ اکسوسومبو ڈیم واقع ہے۔ دارالحکومت عکرہ خلیج گنی پر واقع ہے۔ ساحل 539 کلومیٹر (335 میل)

رقبہ

238,537 مربع کلومیٹر

آبادی

ایک کروڑ 75 لاکھ 25 ہزار نفوس (1998ء)

دارالحکومت

اکرا Accra (10 لاکھ)

احمدیہ کے طور پر بھی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مقام نعیم پر فائز مربیان میں آپ کا تذکرہ فرمایا۔ 7رجنوری 2001ء کو 79 سال کی عمر میں وفات پائی۔

متفرق مربیان

مکرم مولانا بشارت احمد بشیر صاحب، مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب، مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب، مکرم حکیم محمد ابراہیم صاحب، مکرم حاجی محمد ابراہیم خلیل صاحب، مکرم نورالحق انور صاحب، مکرم مبارک احمد ساقی صاحب، مکرم مولوی صالح محمد صاحب، مکرم بشارت احمد نسیم امروہوی صاحب، مکرم شیخ نصیرالدین احمد صاحب وغیرہ بہت سے نام ہیں جو افریقہ میں ابتدائی سالوں میں گئے۔ حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب 1961ء سے 1964ء تک غانا میں خدمات کی توفیق پاتے رہے۔

گھانا GHANA — مغربی افریقہ کی قدیم سلطنت۔ سونے کی بندرگاہ

بلند ترین مقام
ماؤنٹ آفا جاتو (885 میٹر)

بڑے شہر
کوماسی، سیکونڈی تیکوراڈی، ٹیما، تامالے، کیپ کوسٹ، ترکوا، اینچی، ڈونکوا، سلاگا، اوبواسی۔

سرکاری زبان
انگریزی (ہاؤسا، اکان، موسی، ایوا، گا آنگمی)

مذاہب
مظاہر پرست 35 فیصد، مسلم 30 فیصد، عیسائی 25 فیصد

اہم نسلی گروپ
اکان 44 فیصد، موشی ڈیگومبا 16 فیصد، ایو 13 فیصد، گا 8 فیصد (50 نسلی گروپ)

یوم آزادی
6 مارچ 1957ء

رکنیت اقوام متحدہ
8 مارچ 1957ء

کرنسی یونٹ
سیڈی Cedi =100 پسواس (بینک آف گھانا 1957ء)

انتظامی تقسیم
10 ریجن (علاقے)

موسم
گرم و مرطوب ہوتا ہے لیکن شمالی علاقوں میں درجہ حرارت کم رہتا ہے۔ مئی تا ستمبر بارشوں کے مہینے ہیں۔

اہم زرعی پیداوار
کوکو، کافی، کسادا، مونگ پھلی، پام آئل، چاول، مکئی، تمباکو، کپاس، ربڑ، آلو، ٹماٹر، پھل و سبزیاں

اہم صنعتیں
ایلومینیم، ہلکی مشینری، سیمنٹ، فوڈ پروسیسنگ، ماہی گیری، فولاد، ٹائر، آبی توانائی، تیل کی صفائی۔

اہم معدنیات
سونا، مینگانیز، صنعتی ہیرے، باکسائٹ، خام تیل

مواصلات
قومی فضائی کمپنی ''گھانا ائیرویز'' (2 بڑے ہوائی اڈے) ٹیما اور سیکونڈی تیکوراڈی، دو بڑی بندرگاہیں۔

اسلام کی آمد

غانا کے علاقے میں اسلام کی اشاعت چودہویں صدی عیسوی کے آخر اور پندرہویں صدی کے آغاز میں ہوئی۔ مسلمان تاجروں کے ذریعہ سے اسلام کا پیغام مالی سے نکلتا ہوا ان علاقوں تک پہنچا۔ شمال مشرق کی طرف سے بھی مسلمان اس علاقے پر اثر انداز ہوئے اور اسلام کا پیغام یہاں پہنچا۔ اٹھارہویں صدی میں غانا کی تین بڑی شمالی ریاستیں گونجہ، ڈگمبہ اور ممپروسی کے حکمران مسلمان تھے۔ انیسویں صدی میں عثمان فودیو کی اصلاحی تحریک نے بھی یہاں کے لوگوں کو متاثر کیا۔ مذہبی لحاظ سے یہاں تصوف کے قادری اور تیجانی سلسلے اچھی طرح قدم جمائے ہوئے ہیں۔ قادری سلسلہ کی نسبت تیجانیہ سلسلہ عوام میں زیادہ مقبول ہے۔

سیاسی سفر

گھانا آزادی حاصل کرنے والا براعظم افریقہ کا پہلا ملک ہے۔ زمانہ قدیم میں غانا مغربی افریقہ کی ایک اہم اور بڑی سلطنت تھی جو تیسری صدی سے 13 ویں صدی عیسوی تک برقرار رہی۔ یہ سلطنت شمالی افریقہ سے آنے والے لوگوں نے قائم کی تھی۔ اس قدیم سلطنت کا مرکز موجودہ گھانا کے شمال مغرب میں 800 کلومیٹر (500 میل) کے فاصلے پر تھا۔

12 ویں اور 13 ویں صدی عیسوی میں شمالی علاقے میں ڈوگومبا اور ماپروسی بادشاہتیں پروان چڑھیں، اسی عرصہ میں اکان و آشانتی، فانٹی قبائل ہجرت کر کے یہاں آئے اور اپنی علیحدہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لیں۔

یورپی اقوام میں سب سے پہلے پرتگالی مہم جو 1471ء میں گھانا کے ساحل پر پہنچے۔ 1482ء میں انہوں نے موجودہ ایلمینا Elmina کے علاقے میں تجارتی چوکیاں قائم کیں۔ جلد ہی یہ علاقہ یورپ کی طرف سونا سپلائی کرنے کا اہم مرکز بن گیا۔ اسی بنا پر پرتگالیوں نے اسے گولڈ کوسٹ (سونے کی بندرگاہ) کا نام دیا۔

16 ویں صدی میں یہاں غلاموں کی تجارت شروع ہوئی اور کئی یورپی قوموں نے اس علاقے میں دلچسپی لینا شروع کی۔ پرتگالیوں کے بعد ہالینڈ کے ولندیزی وارد ہوئے۔ سونے کے لئے ان دونوں یورپی قوموں کے درمیان مقابلہ شروع ہوا۔ 1642ء میں ولندیزی تمام پرتگالی قلعوں پر قابض ہو گئے۔ انہوں نے گولڈ کوسٹ میں ولندیزی تسلط بحال کیا۔ ان یورپیوں نے اشانتی قبائل جو کہ شمال اور جنوب میں تجارت پر چھائے ہوئے تھے کی مدد سے سمندری تجارت پر غلبہ حاصل کر لیا۔ 1670ء میں اشانتی سلطنت نے غیر معمولی طاقت حاصل کر لی۔ اشانتی کا صدر مقام کماسی تھا۔ 17 ویں صدی میں بڑے پیمانے پر غلاموں کی تجارت کو فروغ حاصل ہوا۔

ولندیزیوں کے بعد انگریز حملہ آور علاقے میں گھسے اور انہوں نے کورمانٹائن اور کیپ کوسٹ میں تجارتی قلعے تعمیر کئے۔ اس علاقے پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے دونوں طاقتوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ولندیزی کامیاب ہوئے۔ حکومتی سرپرستی میں برطانوی کمپنیوں نے یہاں اپنی قسمت آزمائی جاری رکھی۔ 1750ء میں غلاموں کی تجارت اور بڑھ گئی۔ 18 ویں صدی کے آخر میں انگریز علاقے میں اپنے قدم جمانے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی صدی میں ولندیزیوں کے علاوہ ڈنمارک کے تاجروں نے بھی یہاں تجارتی اڈے قائم کئے۔

1807ء میں برطانیہ نے غلاموں کی تجارت کو ممنوع قرار دے دی اور 1821ء میں ہالینڈ کو یہاں سے نکال باہر کیا۔ 1850ء میں برطانیہ نے ڈنمارک کے تعمیر کردہ قلعے خرید لئے اور 1872ء میں ہالینڈ کی تعمیر کردہ نوآبادیاں بھی برطانیہ نے خرید لیں۔

19 ویں صدی کے آغاز میں آشانتی قبائل نے ساحلی علاقے جہاں فانٹی Fanti آباد تھے قبضہ کر لیا چنانچہ انگریزوں اور آشانتی کے مابین شدید لڑائیاں ہوئیں۔ 1826ء اور 1900ء کے درمیان دونوں کے مابین کئی خطرناک جنگیں ہوئیں۔ 1874ء میں برطانیہ نے ساحلی علاقوں سمیت گھانا کو اپنی کراؤن کالونی کا درجہ دیا۔ 1876ء میں اکرا گولڈ کوسٹ کا دارالحکومت بنا۔

1901ء میں گھانا کراؤن کالونی کی سرحدیں قائم ہوئیں۔ انگریزوں نے آشانتی اور دیگر شمالی علاقوں کو بھی کالونی میں شامل کر لیا اور یہ علاقہ ایک برٹش گورنر کی تحویل میں دے دیا گیا۔ برطانیہ نے یہاں سڑکیں، ریلوے، ہسپتال، سکول اور بندرگاہیں تعمیر کیں۔ 1922ء میں جرمن ٹوگولینڈ کا حصہ بھی گھانا میں شامل کر دیا گیا۔ 1923ء میں اکرا میں ریلوے کا منصوبہ مکمل ہوا۔ 1925ء میں پہلی قانون ساز کونسل کے انتخابات ہوئے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد گھانا میں آزادی کی لہر پیدا ہوئی چنانچہ 29 مارچ 1946ء کو برطانیہ نے گھانا کا پہلا آئین دیا جس کے تحت پارلیمنٹ میں لوگوں کی نمائندگی کے لئے افریقی باشندے منتخب کئے گئے لیکن برطانوی گورنر اور کابینہ کو تمام اختیارات حاصل تھے۔ 1948ء میں اہل گھانا آزادی کے لئے منظم ہو گئے۔ جون 1949ء میں ایک مشنری رہنما ڈاکٹر کوامے نکرومہ نے ''کنونشن پیپلز پارٹی'' (CPP) کی بنیاد رکھی۔

حکومت برطانیہ نے ہنگامی حالت کی آڑ میں آزادی کی تحریک کو دبانا چاہا مگر وہ ناکام رہی۔ جلد ہی (CPP) بڑی عوامی جماعت کے طور پر ابھر کر سامنے آئی۔ چنانچہ 8 فروری 1951ء کے انتخابات میں (CPP) نے فیصلہ کن کامیابی حاصل کی۔ نئی آئینی اسمبلی قائم ہوئی۔ برطانیہ نے مجبور ہو کر گھانا کو داخلی خود مختاری دے دی۔ 21 مارچ 1952ء کو ڈاکٹر کوامے نکرومہ (Kwame Nkruma) نے کسی بھی افریقہ کے ملک کے پہلے وزیر اعظم بننے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ برطانوی گورنر جنرل سر چارلس آرڈن کلارک نے نکرومہ کو حکومت بنانے کی دعوت دی۔

15 جون 1954ء کو ہونے والے عام انتخابات میں (CPP) نے 70 فیصد ووٹ حاصل کئے۔ 13 دسمبر 1956ء کو برٹش ٹوگولینڈ میں اقوام متحدہ کی نگرانی میں رائے شماری کرائی گئی جس کے نتیجے میں ٹوگولینڈ کا زیر انتداب علاقہ بھی گولڈ کوسٹ کالونی میں ضم کر دیا گیا۔ 1956ء کے اسمبلی الیکشن میں بھی (CPP) کامیاب ہوئی۔ جنوری 1957ء میں برٹش پارلیمنٹ نے گھانا کی آزادی کا بل پاس کر لیا۔ 6 مارچ 1957ء کو گولڈ کوسٹ گھانا کے نام سے آزاد خود مختار ملک بن گیا۔ اسی ماہ آزاد گھانا کے پہلے انتخابات ہوئے (CPP) نے 104 میں سے 72 نشستیں حاصل کر لیں۔ اکتوبر 1957ء میں چھ اپوزیشن جماعتوں نے یونائیٹڈ پارٹی کے نام سے اتحاد کر لیا۔ جلد ہی نکرومہ نے افریقن سوشلزم کا خواب دیکھنا شروع کر دیا۔

6 مارچ 1960ء کو عوامی ریفرنڈم کے بعد نیا جمہوری آئین نافذ ہوا۔ وزیر اعظم نکرومہ (پ 18 دسمبر 1909ء) گھانا کے پہلے صدر منتخب ہو گئے۔ یکم جولائی 1960ء کو دولت مشترکہ کے اندر گھانا کو جمہوریہ قرار دے دیا گیا۔ اس کے بعد نکرومہ نے آمرانہ طرز عمل اختیار کرنا شروع کیا۔ اپوزیشن کو عملاً دبا دیا گیا اور یونائیٹڈ پارٹی کے لیڈروں کو بغیر کسی وجہ کے نظر بند کر دیا گیا۔ 1961ء میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی۔

یکم جولائی 1961ء کو گھانا، گنی اور مالی کے ساتھ افریقی ریاستوں کی یونین میں شامل رہا مگر چند ماہ بعد ہی یہ اتحاد ختم ہو گیا۔ 1962ء میں اس وقت دوبارہ

ایمرجنسی نافذ ہوئی جب اگست میں نکرومہ کو قتل کرنے کی کوشش ناکام ہوگئی۔ 1963ء میں حکومت نے عدلیہ کو محدود آزادی دی۔ 1964ء کے شروع میں گھانا کو سرکاری طور پر یک جماعتی سوشلسٹ اشتراکی ریاست قرار دے دیا گیا۔ (CPP) ملک کی واحد قانونی سیاسی جماعت قرار پائی اور نکرومہ کو ملک کا تاحیات صدر منتخب کرلیا گیا۔ اقتدار کے مکمل اختیارات (CPP) اور نکرومہ کے ہاتھ میں آ گئے۔ عوامی ریفرنڈم کے ذریعہ نکرومہ کو اپنی صوابدید پر ملک کی سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ججوں کو برطرف کرنے کا اختیار بھی مل گیا۔

نکرومہ نے رفاہ عامہ کے کاموں پر خصوصی توجہ دی نئے سکول وہسپتال تعمیر کرائے۔ اس کے باوجود کرپشن او رملکی قرضوں میں اضافہ ہوا۔ 10 جون 1965ء کو نکرومہ دوبارہ پانچ سال کے لئے صدر منتخب ہو گئے۔ اسی سال گھانا میں سنگین اقتصادی بحران پیدا ہوا۔ اس کی وجہ کوکو، سونا، مینگانیز، ٹمبر وعمارتی لکڑی اور ہیروں کی برآمد سے حاصل ہونے والی زرمبادلہ کی آمدنی کو حکومت نے بڑے بڑے ترقیاتی منصوبوں پر لگایا۔ گھانا کی اپنی جہازراں کمپنی بھی قائم ہوئی۔ نکرومہ نے سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ممالک کے ساتھ قریبی تعلقات قائم کئے۔ نکرومہ کے دور میں گھانا کو بین الاقوامی سطح پر اعلیٰ مقام حاصل ہوا۔ نکرومہ نے 1963ء میں افریقی اتحاد کی تنظیم میں اہم کردار ادا کیا۔

24 فروری 1966ء کو پولیس اور فوج کے غیر مطمئن اور مغرب نواز گروپوں نے نکرومہ کے خلاف بغاوت کر کے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ نکرومہ اس وقت کمبوڈیا کی جنگ بند کرانے کے مشن پر چین (پیکنگ) کے دورے پر تھے۔ فوج نے ایک ''نیشنل لبریشن کونسل'' (NLC) قائم کر کے آئین معطل کر دیا۔ پارلیمنٹ توڑ دی۔ اور (CPP) کو غیر قانونی قرار دے کر اس پر پابندی عائد کر دی۔ (NLC) نے لیفٹیننٹ جنرل جوزف انکراح کو ملک کا سربراہ مقرر کیا جنہیں نکرومہ نے 1965ء میں جبراً فوج سے ریٹائرڈ کر رکھا تھا۔ پولیس چیف جے ڈبلیو بارے کو فوجی حکومت کا نائب صدر مقرر کیا گیا۔ نئی حکومت نے نکرومہ کے حامیوں کو گرفتار کرلیا اور نکرومہ کی کردار کشی کے لئے زبردست مہم چلائی گئی۔ چینی کمیونسٹوں، مشرقی جرمنی کے اساتذہ اور سوویت یونین کے فنی ماہرین کو ملک سے نکال دیا گیا جنہیں نکرومہ نے گھانا میں مدعو کیا تھا۔ نکرومہ کے خلاف انقلاب امریکی سی آئی اے کی مدد سے کامیاب ہوا۔

بغاوت کے بعد نکرومہ پیکنگ سے گنی پہنچا جہاں صدر احمد سیکوطورو نے سرکاری مہمان کی حیثیت دی اور اسے اعزازی طور پر اپنے ساتھ گنی کا صدر مقرر کیا۔ دوسری طرف جنرل جوزف نے برسر اقتدار آ کر تمام حکومتی اداروں کی از سر نو اوورہالنگ کی اور کنزرویٹو پالیسیاں متعارف کرائی گئیں لیکن یہ پارٹی جمہوریت بحال کرنے میں ناکام رہا۔ 1967ء میں پونڈ کی جگہ نئی کرنسی سیڈی رائج ہوئی۔

جنرل جوزف کی حکومت بھی جلد ہی سنگین بدعنوانیوں میں مبتلا ہوگئی۔ جس کے باعث اپریل 1969ء میں (NLC) نے وزیر خزانہ اور نوجوان بریگیڈئیر جنرل اکواسی امانکوآفرفا (Akwasi Amankja Afrifa) کو سربراہ مقرر کیا۔ اس نے تمام انتظامیہ اور عدلیہ میں تبدیلی کی اور ملک میں جمہوری حکومت کی بحالی کا وعدہ کیا۔ اگست 1969ء میں نئی آئینی اسمبلی منتخب ہوئی جس نے 22 اگست 1969ء کو دوسری گھانا جمہوریہ کا آئین نافذ کیا۔ 29 اگست کو عام انتخابات ہوئے۔ اس میں نکرومہ مخالف یونیورسٹی پروفیسر کوفی اے بوسیا کی پروگریس پارٹی نے 140 میں سے 105 نشستیں حاصل کرلیں۔ 3 ستمبر 1969ء کو پارٹی (PP) لیڈر بوسیا نے وزیر اعظم کا عہدہ سنبھال لیا اور تین رکنی صدارتی کمیشن نامزد کیا گیا۔ چنانچہ ملک میں سویلین حکومت بحال ہو گئی۔ 30 ستمبر کو ''نیشنل لبریشن کونسل'' (NLC) کا خاتمہ ہوگیا۔

31 اگست 1970ء کو سابقہ چیف جسٹس ایڈورڈ اکوفو ایڈو سویلین صدر منتخب ہو گئے۔ نئی حکومت کو غیر ملکی قرضوں کے بوجھ کا سامنا کرنا پڑا۔ ملک میں اشیاء کی قیمتیں بڑھیں۔ ملک 8 کروڑ پاؤنڈ کا مقروض تھا۔ 13 جنوری 1972ء کو جب وزیر اعظم بوسیا لندن میں تھے۔ کرنل اگناتیوس کوٹو آچسمپانگ نے حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ فوج نے ملک کی حکمرانی کے لئے ''نیشنل ریڈمشن کونسل'' (NRC) قائم کردی۔ آئین منسوخ کر کے تمام منتخب ادارے توڑ دیئے گئے۔ عوامی میٹنگوں، سیاسی جماعتوں پر پابندی عائد کر کے اہم سیاسی لیڈروں کو قید کرلیا گیا۔ وزیر اعظم اور صدر کا عہدہ ختم کردیا گیا۔ 27 اپریل 1972ء کو ڈاکٹر کوامے نکرومہ (63) بخارسٹ (رومانیہ) میں کینسر کے باعث انتقال کرگئے۔

آچسیمپانگ حکومت امن وامان کی بحالی اور اقتصادی حالت بہتر بنانے میں مکمل ناکام ہوئی۔ 1975ء میں (NRC) کو نئے نام سپریم ملٹری کونسل (SMC) کے نام سے منظّم کر کے اس میں کچھ سویلین افراد بھی شامل کئے گئے۔ اس کے علاوہ سویلین سیاسی مشاورتی کونسل بھی قائم کی گئی۔ 1978ء میں صدر آچسیمپانگ جو کہ جنرل بن چکا تھا نے متحدہ سویلین حکومت کا فارمولہ پیش کیا جس میں سیاسی جماعتوں کا کوئی وجود نہ ہو بلکہ فوج سویلین کے ساتھ مل کر حکومت کرے۔ اس کے لئے مارچ 1978ء میں قومی ریفرنڈم ہوا۔ اس تجویز کے حق میں 54 فیصد ووٹ ڈالے گئے۔ صدر نے اعلان کیا کہ جولائی 79ء میں عام انتخابات ہوں گے۔ مگر اس سے پہلے ہی 5 جولائی 1978ء کو جنرل فریڈرک اکوفو نے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔

اکوفو نے اقتدار سنبھالتے ہی اعلان کیا کہ انتخابات وقت مقررہ پر ہوں گے۔ اس نے سیاسی

سرگرمیوں اور جماعتوں پر سے پابندی ہٹالی۔ اب گھانا الیکشن کے لئے تیار تھا لیکن الیکشن سے 15 روز پہلے 4 جون 1979ء کو فوج کے ان جرنیلوں کو نوجوان افسروں اور نان کمیشنڈ افسروں نے نکال باہر کیا۔ ان کی قیادت فضائیہ کے نوجوان فلائٹ لیفٹیننٹ جیری رالنگز (22 جون 1947ء) کر رہے تھے۔ اس حکومت نے احتساب کا عمل شروع کیا لیکن انتخابات ملتوی نہ کئے۔ انقلابی عدالت میں سابق فوجی حکمرانوں اکواسی افریفا، آچیمپونگ، فریڈرک اکوفو اور دیگر چھ اعلیٰ افسران پر مقدمہ چلا اور ان پر کرپشن کے الزامات ثابت ہو گئے۔ اس انقلابی عدالت نے ان سب کو موت کی سزا سنائی۔ راتوں رات انہیں پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ انتخابات وقت مقررہ پر ہوئے۔ ان میں ''پیپلز نیشنل پارٹی'' (PNP) کو کامیابی حاصل ہوئی۔ چنانچہ پارٹی لیڈر (Hilla Liman) صدر منتخب ہوئے۔ یہ مخلوط حکومت تھی، یہ حکومت بھی داخلی مشکلات اور اقتصادیات پر قابو پانے میں ناکام ہوگئی۔ اس کی اتحادی جماعت ''یونائیٹڈ نیشنل کنونشن'' (UNC) نے حکومت کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اپوزیشن کی تین دوسری جماعتوں نے آل پیپلز پارٹی (APP) کے نام سے اتحاد کر لیا۔ اقتصادی سیاسی حالت بگڑتی گئی۔ سول حکومت ناکام ہوگئی۔ چنانچہ صدر لیمان نے ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے جیری رالنگز کی طرف رجوع کیا۔ چنانچہ 31 دسمبر 1981ء کو رالنگز نے اپنے چند ساتھیوں کی مدد سے دوبارہ اقتدار پر قبضہ کر لیا۔

کونسل آف منسٹرز کو برطرف کر دیا گیا۔ آئین معطل ہو گیا۔ پارلیمنٹ توڑ کر سیاسی جماعتوں پر پابندی لگا دی گئی۔ حکمرانی کے لئے چار رکنی، عبوری قومی دفاعی کونسل'' (PNDC) قائم کی گئی۔ رالنگز اس کے چیئرمین بنے۔ مارچ 1982ء میں لوکل کونسلوں کی جگہ انقلاب کی دفاعی کونسلوں نے لی۔ 1970ء اور 1980ء کی دہائیوں میں گھانا کو شدید سیاسی و اقتصادی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بے شمار لوگ روزگار کے لئے نائیجیریا چلے گئے لیکن 1983ء میں نائیجیریا نے ایک ملین لوگوں کو واپس گھانا بھیج دیا۔ ان لوگوں کی واپسی سے گھانا میں خوراک، رہائش، پانی اور روزگار کی مشکلات پیدا ہوئیں۔ جنوری 1983ء میں (PNDC) کے ارکان کی تعداد 4 سے بڑھا کر 9 کر دی گئی۔

جیری رالنگز 1988 تک (PNDC) کے چیئرمین کے طور پر ملک کے سربراہ رہے۔ اس کے بعد سربراہ مملکت اور مسلح افواج کے سربراہ بھی کہلانے لگے۔ رالنگز کے اقدامات سے اس کی عوام میں مقبولیت بڑھی۔ اس دوران انقلاب کی متعدد کوششیں ناکام ہوئیں۔ ایک عوامی ریفرنڈم کی منظوری کے بعد 28 اپریل 1992ء کو نیا آئین نافذ کر دیا گیا۔ اس کے تحت گھانا کو کثیر الجماعتی جمہوریہ قرار دیا گیا۔ نومبر میں رالنگز چار سال کے لئے صدر جمہوریہ منتخب ہو گئے۔ اس طرح آئینی و جمہوری حکومت دوبارہ قائم ہو گئی۔

7 دسمبر 1996ء کو عام انتخابات منعقد ہوئے۔ رالنگز کی جماعت ''نیشنل ڈیموکریٹک کنونشن'' (NDC) نے کامیابی حاصل کی۔ رالنگز دوبارہ 4 سال کے لئے صدر منتخب ہوگئے۔ یکم جنوری 1997ء کو گھانا کے باشندے کوفی عنان اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بن گئے۔

28 دسمبر 2000ء کو پارلیمانی و صدارتی انتخابات ہوئے۔ اپوزیشن لیڈر اور نیو پیٹریاٹک پارٹی (NPP) کے جان کوفور نے حکومتی امیدوار اور نائب صدر ایٹا مار کو شکست دی۔ 7 جنوری 2001ء کو جان کوفور (63) نے گھانا کے صدر کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ 1957ء میں آزادی کے بعد گھانا میں یہ پر امن جمہوری انتقال اقتدار کا پہلا موقع تھا۔ اس کے ساتھ ہی رالنگز کا 20 سالہ دور اقتدار ختم ہو گیا۔ آئینی ترمیم کے ذریعے عہدہ صدارت کی مدت 4 سال سے کم کر کے 2 سال کر دی گئی۔

حکومت

گھانا ایک آزاد جمہوریہ ہے جہاں صدارتی طرز حکومت قائم ہے۔ صدر ریاست کا سربراہ مملکت (ہیڈ آف سٹیٹ)۔ حکومت کا سربراہ اور مسلح افواج کا سپریم کمانڈر ہے۔ صدر کے پاس تمام انتظامی و قانونی اختیارات ہیں۔

صدر 2 سال کے لئے عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوتا ہے۔ صدر کی معاونت نائب صدر کرتا ہے۔ نائب صدر اور وزراء کی کونسل کا انتخاب بھی صدر خود کرتا ہے۔

قانون سازی کا اختیار ایک ایوانی پارلیمنٹ (قومی اسمبلی) کو حاصل ہے۔ اس کے 200 ارکان بالغ رائے دہی کی بنیاد پر چار سال کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔

گھانا کے حکمران

1۔ ڈاکٹر کوامے نکرومہ

(Kwame Nkrumah)

6 مارچ 1960ء۔ 24 فروری 1966ء

2۔ لیفٹیننٹ جنرل جوزف اے انکراح

(Joseph Arthur Ankrah)

24 فروری 1966ء۔ اپریل 1969ء

3۔ بریگیڈیئر جنرل اکواسی امانکوا آفریفا

(Akwasi Amankawa Afrifa)

اپریل 1969ء۔ 30 ستمبر 1969ء

4۔ ایڈورڈ اکوفو ایڈو

(Edward Akufo Addo)

31 اگست 1970ء۔ 13 جنوری 1972ء

5۔ جنرل اگناتیوس کوٹو آچیمپانگ

(Ignatius Kuti Acheampong)

13 جنوری 1972ء۔ 5 جولائی 1978ء

6۔ لیفٹیننٹ جنرل فریڈرک ولیم کواسی اکوفو

(William Kwasi Akufo)

5 جولائی 1978ء۔ 4 جون 1979ء

7۔ فلائٹ لیفٹننٹ جیری جان رالنگز

4 جون 1979ء۔ 23 ستمبر 1979ء

8۔ ڈاکٹر ہیلہ لیمان

(Hila Limann)

24 ستمبر 1979ء۔ 31 دسمبر 1981ء

9۔ لیفٹیننٹ جیری جان رالنگز

(Jerry Johan Rawlings)

31 دسمبر 1981ء ۔ 6 جنوری 2001ء

10۔ جان آکیولیم کوفور

(John Akuleam Kufor)

7 جنوری 2001ء تا حال

(بحوالہ انسائیکلوپیڈیا اقوام عالم)

غانا مشن

غانا مغربی افریقہ کے ملکوں میں سے ایک اہم ملک ہے جو آزادی سے پہلے برطانوی نوآبادیات میں سے تھا۔ ستر لاکھ کی آبادی میں اکثریت مشرکین کی ہے۔ دوسرے نمبر پر عیسائی اور تیسرے نمبر پر مسلمان ہیں۔ اگر تاریخ کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ غانا میں اسلام 1872ء میں نائیجیریا کے فوجی سپاہیوں کے ذریعہ آیا۔ یہ سپاہی غانا کے اشانٹی قبیلہ کے خلاف برطانوی فوج میں شامل تھے۔ ان مسلم سپاہیوں میں ایک صاحب معلم ابوبکر بھی تھے جن کی کوششوں سے 1885ء میں ایک میتھوڈسٹ پادری Ban Jaman Sam نے اسلام قبول کیا۔ اس کی تبلیغی کوششوں سے اکرافو گاؤں کا سردار مہدی آپا مسلمان ہو گیا۔ ان دونوں کے مسلمان ہونے سے غانا کے جنوبی علاقے میں فینٹی قبیلہ میں بھی اسلام پھیلنا شروع ہوا۔ 1896ء میں اکرافو میں حکومت کی طرف سے مسلمان بچوں کے لئے ایک سکول بھی کھولا گیا مگر 1905ء میں یہ سکول بند ہو گیا۔

قادیان سے پہلا رابطہ

غانا (جو ان دنوں گولڈ کوسٹ کہلاتا تھا) میں احمدیت کا پیغام 1920ء میں پہنچا۔ اس کی تفصیل بہت ایمان افروز ہے۔

تاریخ کے مطابق قصبہ Ekrawfo (اکرافو) کے ایک مسلمان یوسف نیانکو (Usuf Nyanko) نے 1920ء میں جب وہ اپنے ایک عزیز کے ہاں منکسم (Mankessim) گیا ہوا تھا خواب میں دیکھا کہ وہ سفید فام آدمی (White Man) کی قیادت میں نماز ادا کر رہا ہے۔ اس نے اپنی خواب کا ذکر مسٹر عبدالرحمان پیڈرو صاحب سے کیا۔ یہ نائیجیریا سے تعلق رکھنے والے ایک مسلمان تھے اور وہ سالٹ پانڈ (Salt Pond) میں (جو منکسم سے زیادہ دور نہ

غانا مشن کی ابتدائی تاریخ۔ 1920ء میں احمدیت سے تعارف ہوا

اس ملک میں جماعت کے پہلے مربی حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب 1921ء میں پہنچے

مکرم فہیم احمد خادم صاحب

تھا) رہائش پذیر تھے۔ عبدالرحمان پیڈرو صاحب نے یوسف نیانکو کو بتایا کہ اس نے ایک دینی مشن کے متعلق پڑھا ہے جس کا مرکز ہندوستان میں ہے اس کی ایک شاخ لندن میں ہے۔ یوسف نیانکو نے اپنی خواب کی اطلاع محترم چیف مہدی آپا صاحب کو دی۔ یہ چیف فانٹی علاقہ کے مسلمانوں کے چیف تھے۔ چیف مہدی آپا صاحب نے اکرافو اور منکسم کے اردگرد کے لوگوں کو اطلاع بھجوائی کہ منکسم میں ایک میٹنگ کی جائے جس میں مسٹر یوسف نیانکو کی خواب کے متعلق کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔ گویا ان لوگوں کو کامل یقین تھا کہ خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص اشارہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی خاص رہنمائی کا سامان پیدا فرمایا ہے۔ اس لئے وہ اس خواب کو بہت اہمیت دے رہے تھے۔

جب اس علاقہ کے فانٹی افراد منکسم میں جمع ہوئے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ احمدیت کے مرکز قادیان میں ایک خط لکھا جائے جس میں ان سے کوئی مربی بھجوانے کا مطالبہ کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں لکھا کہ وہ اپنا مربی بھجوائیں جو یہاں آ کر احمدیت کی ایک شاخ کھولے۔ یہ غانا کے لوگوں کا مرکز سے پہلا رابطہ تھا۔

پہلے مربی کی آمد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کو ہدایت فرمائی (جو ان دنوں لندن میں تھے) کہ غانا جائیں۔ چنانچہ آپ 9 فروری 1921ء کو لندن سے بذریعہ بحری جہاز مغربی افریقہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاز غانا پہنچ کر Sekundi کی بندرگاہ پر رکا۔ یہاں جہاز دو دن ٹھہرا۔ آپ نے شہر کے رؤسا کو احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ 28 فروری 1921ء کو آپ کا جہاز سالٹ پانڈ پہنچا۔ ساحل سمندر پر آپ کا استقبال کرنے کے لئے مکرم عبدالرحمٰن پیڈرو صاحب تن تنہا موجود تھے۔ سالٹ پانڈ ان دنوں سنٹرل ریجن کا صدر مقام اور فانٹی قوم کا مرکزی شہر تھا۔ فانٹی قوم میں مسلمانوں کی تعداد 5,4 ہزار کے لگ بھگ تھی۔ جس کی اکثریت سالٹ پانڈ کے قرب و جوار میں رہ رہی تھی۔ ان سب مسلمانوں کے لیڈر چیف مہدی آپا صاحب تھے جن کا قیام اکرافو نامی گاؤں میں تھا جو سالٹ پانڈ سے قریباً 25 میل کے فاصلہ پر تھا۔

مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب نے اپنی پہلی رپورٹ میں لکھا: مسلمانوں کے امیر، چیف مہدی آپا سے ابھی ملاقات نہیں ہوسکی۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر مہدی کو حضرت امام مہدی کا حلقہ بگوش بنا دے۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کی اس خواہش کو بطریق احسن پورا کرنے کا سامان پیدا فرمایا۔ چیف مہدی آپا نے محترم عبدالرحیم نیّر صاحب کو بلا بھیجا اور 11 مارچ 1921ء کو اکرافو میں ایک جلسہ عام کرنے کا پروگرام بنایا۔ حاضر افراد کی تعداد 500 تھی۔ اس مجمع میں کھڑے ہو کر چیف مہدی آپا صاحب نے آپ کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ قریباً 45 سال قبل میں نے اسلام قبول کیا تھا۔ پھر لیگوس کے مسلمانوں کے ذریعہ ہمیں کچھ اسلامی تعلیمات کا علم ہوا۔ مجھے ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتی تھی کہ میرے بعد یہ مسلمان پھر عیسائی نہ ہو جائیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آپ میری زندگی میں آئے۔ اب یہ آپ کے سپرد ہیں۔

یہ جمعہ کا روز تھا حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب نے خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔ 18 مارچ کو اکرافو میں دوسرا جلسۂ عام کیا گیا جس میں حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب نے دو گھنٹے مسلسل تقریر فرمائی اور فانٹی لوگوں کو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ نیز ان موجود احباب کے لئے مندرجہ ذیل اصلاحات تجویز فرمائیں۔

1۔ چہروں پر نشان داغنے کے رواج کو تمام فانٹی لوگ ترک کر دیں۔

2۔ آئندہ سے فانٹی لڑکوں کا ختنہ کیا جائے۔

3۔ عورتیں اپنی چھاتیاں ننگی نہ رکھا کریں۔

4۔ آپس میں السلام علیکم، وعلیکم السلام کہنے کے طریق کو رواج دیں۔

5۔ ایک ہزار پاؤنڈ جمع کر کے سالٹ پانڈ میں مشن بنائیں اور مرکزی مشن کی امداد کے لئے ماہوار چندہ کی ادائیگی کا نظام قائم کریں۔

حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کے ان مطالبات اور احمدیت قبول کرنے کی دعوت کے جواب میں محترم چیف مہدی آپا نے کہا کہ ہم مشورہ کر کے آپ کو جواب دیں گے۔ اگلی صبح Elders کی مجلس نے یہ فیصلہ سنایا کہ ہم سب لوگ اپنی جماعتوں سمیت احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ ان تمام اصلاحات کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور حسب ارشاد چندہ جمع کرنے کی فکر کرتے ہیں۔

ان لوگوں کی تعداد کا اندازہ 4 ہزار تھا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں 4 ہزار افراد کی قبول احمدیت کی خوشخبری ارسال کر دی گئی۔ یہ دن حضور کے لئے بے حد خوشی کا دن تھا۔ حضور انور نے بذریعہ 'اخبار الفضل' یہ خوشخبری جماعت کے احباب تک پہنچائی۔ یہ ایسی عظیم الشان کامیابی تھی کہ ہر احمدی خوشی سے پھولے نہ سماتا تھا۔ یہ خوشخبری جب اشتہار کے ذریعہ غیر از جماعت تک پہنچی تو انہوں نے بھی اس پر مسرت کا اظہار کیا۔ چنانچہ اس موقع پر ایک غیر از جماعت معروف شخصیت 'خواجہ حسن نظامی' نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں لکھا:۔

"مجھ کو اشتہار کی عبارت پڑھ کر کمال درجہ مسرت ہوئی اور بے اختیار زبان سے الحمدللہ نکلا۔ افریقہ میں عیسائیت کے مقابلہ میں مرزائیت کی فتح یقیناً ہر......کو اچھی معلوم ہوتی ہے بشرطیکہ وہ حاصل مقصد کو سمجھتا ہو۔ میں آپ کے اس عقیدہ کا اب تک دل سے مخالف ہوں مگر امریکہ، یورپ، افریقہ میں آپ کے آدمیوں کے ذریعہ جو کچھ کام ہو رہا ہے اس کا اعتراف کرنا اور اس کے نتائج سے مسرور ہونا لازمی سمجھتا ہوں۔ اللہ جل شانہ اپنے دین کا اس سے زیادہ بول بالا کرے۔"

(بحوالہ الفضل 21 مئی 1921ء)

ابتداء میں حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کو غانا کے علاوہ مغربی افریقہ کے دیگر ممالک نائیجیریا، سیرالیون وغیرہ کی جماعتوں کی دیکھ بھال کرنا پڑی۔

دسمبر 1921 میں آپ نائیجیریا چلے گئے۔

غانا آنے والے دیگر مربیان

مارچ 1922ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب غانا پہنچے۔ آپ نے جماعت کی نہایت اعلیٰ رنگ میں تنظیم فرمائی۔ غانا کے مختلف قبائل میں احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ حضرت حکیم صاحب نے انتہائی محنت اور جانفشانی سے آٹھ سال تک یہاں دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا۔ اپریل 1929ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت مولوی نذیر احمد صاحب علی کو یہاں بھجوایا۔ آپ نے حکیم صاحب سے غانا مشن کا چارج لیا اور نہایت ہی محنت سے شمالی غانا تک پیغام حق پہنچایا۔ 1933ء میں پھر حضرت حکیم صاحب نے غانا مشن کا چارج لیا اور مولوی نذیر احمد صاحب علی واپس وطن تشریف لے آئے۔ 1934ء میں حضرت حکیم صاحب کو نائیجیریا میں متعین کر دیا گیا اور 1936ء میں مولانا نذیر احمد صاحب علی یہاں دوبارہ تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ مولانا نذیر احمد صاحب مبشر بھی تشریف لائے۔ 1937ء میں مکرم مولانا نذیر احمد صاحب علی سیرالیون تشریف لے گئے اور مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے غانا مشن کا چارج سنبھالا۔ جن ایام میں آپ نے چارج لیا ملک کی اقتصادی حالت بہت خراب تھی۔ 1939ء میں دوسری عالمگیر جنگ کی وجہ سے حالات اور بھی خراب ہو گئے اس سے جماعتی چندوں پر اثر پڑا مگر مولوی صاحب نے دعوت الی اللہ کے کام کو ہر صورت میں جاری رکھا۔ انہی ایام میں غانا کی مخلص ترین جماعت Wa کے خلاف بعض معاندین نے جھوٹی شکایات کر کے حکام کو اکسایا جس کے نتیجہ میں حکام نے گورنر سے سفارش کی کہ جماعت احمدیہ Wa کے جملہ افراد کو یہاں سے نکال کر کسی اور جگہ منتقل کر دیا جائے۔ ظاہر ہے یہ بہت ہی خطرناک فیصلہ تھا۔ اس سے جماعت کے احباب اپنی جائیدادوں سے محروم ہو سکتے تھے۔ اس وقت مولانا مبشر صاحب نے حکام سے مل کر انہیں اصل صورت حال سے آگاہ کیا اور اس طرح خدا کے فضل سے یہ مشکل ٹل گئی۔ مولانا مبشر صاحب 1937ء سے 1945ء تک اکیلے ہی مع چند افریقن لوکل معلمین کے ساتھ دعوت حق کے فرائض میں منہمک رہے۔ آپ کی بے نظیر خدمات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا۔

"وہ قومیں جن کی تعداد ہم سے کہیں زیادہ ہے انہیں یہ سعادت (یعنی واذا الوحوش حشرت کی پیشگوئی کو پورا کرنے کی۔ ناقل) حاصل نہیں ہوئی اور مولوی نذیر احمد صاحب مبشر کو اس عمارت کی ایک بنیادی اینٹ بننے کی سعادت حاصل ہوئی جس کو ہم نے وہاں قائم کرنا ہے۔"

(الفضل 15 جنوری 1947ء)

آجکل خدمات کرنے والے

مربیان سلسلہ غانا

مارچ 2004ء میں حضور کے دورہ کے دوران غانا میں موجود مربیان کی فہرست یہ ہے۔

1۔ مولوی عبدالوہاب بن آدم صاحب
(امیر و مشنری انچارج غانا)

2۔ محمد یوسف یاسن صاحب
(نائب امیر اول)

3۔ محمد بن صالح صاحب
(نائب امیر دوم)

4۔ حافظ احمد جبرائیل سعید صاحب
(نائب امیر سوم)

5۔ مکرم عنایت اللہ زاہد صاحب

6۔ مکرم عبدالحمید طاہر صاحب

7۔مکرم ناصر احمد کاہلوں صاحب
8۔مکرم منصور احمد زاہد صاحب
9۔مکرم فہیم احمد خادم صاحب
10۔مکرم علیم محمود صاحب
11۔مکرم حمید اللہ ظفر صاحب
12۔مکرم فضل احمد مجوکہ صاحب
13۔مکرم عمر فاروق یحییٰ صاحب
14۔مکرم محمد ادریس تہیرو صاحب
15۔مکرم عزیز الرحمان خالد صاحب
16۔مکرم عبدالغفار احمد صاحب
17۔مکرم نوید احمد عادل صاحب
18۔مکرم طالب یعقوب صاحب
19۔مکرم مسرور احمد ظفر صاحب
20۔مکرم راغب ضیاء الحق صاحب

اللہ تعالیٰ ان سب خدام دین کو زیادہ سے زیادہ احسن رنگ میں خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے۔آمین

13 مارچ 2004ء

لندن سے روانگی

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح 9 بجکر 40 منٹ پر بیت الفضل لندن سے ہیتھرو ائرپورٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ بیت الفضل میں احباب جماعت صبح سے ہی حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے جمع ہونے شروع ہوگئے۔

حضور انور نے روانگی سے قبل دعا کروائی۔

ساڑھے دس بجے حضور انور ہیتھرو ائرپورٹ پہنچے جہاں امیر صاحب یوکے اور دوسرے جماعتی عہدیداران نے جو حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے ساتھ آئے تھے حضور انور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔امیگریشن کا پراسیس (Process) مکمل ہونے کے بعد پونے گیارہ بجے حضور انور VIP لاؤنج تشریف لے آئے اور نصف گھنٹہ قیام کے بعد سوا گیارہ بجے جہاز پر سوار ہوئے۔ برٹش ائرویز کی فلائٹ BA 81 بارہ بجکر پندرہ منٹ پر اکرا، غانا کے لئے روانہ ہوئی۔

غانا میں ورود اور استقبال

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جہاز غانا کے لوکل ٹائم کے مطابق شام چھ بجکر 35 منٹ پر اکرا کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ (Kotoka) پر اترا۔ غانا کے جملہ ریجنز سے 3000 سے زائد احمدی احباب حضور انور کے استقبال کے لئے ائرپورٹ پر موجود تھے۔استقبال کے لئے آنے والوں کا سلسلہ صبح سے جاری تھا۔بعض احباب ایک دو دن قبل ہی اکرا پہنچے ہوئے تھے۔حضور انور کے جہاز کا اترنا ہی تھا کہ احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور خوب گرمجوشی سے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔جہاز کی کھڑکیوں سے یہ سارا نظارہ نظر آ رہا تھا۔جہاز کی سیڑھیوں پر مکرم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ غانا

(13 تا 25 مارچ 2004ء)

عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر ومشنری انچارج غانا نے حضور پرنور کا استقبال کیا اور حضور انور کے گلے میں ایک روایتی سکارف پہنایا جس پر ``Welcome to Ghana`` کے الفاظ درج تھے۔ اس کے بعد ایک طفل Mohammad Ali Ketu نے حضور انور کی خدمت میں اور ایک ناصرہ عزیزہ امتہ الشکور نے حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔

اس کے بعد حضور انور ان احباب جماعت کی طرف تشریف لے گئے جو اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے ائر پورٹ پر جمع ہوئے تھے۔ حضور انور نے ان کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنا ہاتھ ہلا کر سلام اور والہانہ نعروں کا جواب دیا۔

استقبال کے لئے آنے والوں میں مربیان کرام، ریجنل صدران، ڈاکٹر صاحبان، مرکزی اساتذہ اور مرکزی عاملہ کے ممبران ایک قطار میں کھڑے تھے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان سب کو شرف مصافحہ بخشا۔

صدر مملکت غانا کی نمائندگی میں ان کے پریس سیکرٹری نے حضور انور کا استقبال کیا۔ استقبال کرنے والوں میں ڈپٹی منسٹر آف انرجی، ڈپٹی منسٹر آف مائنز، سابق وزیر داخلہ مکرم الحاج الحسن یعقوب صاحب اور ایک ممبر آف پارلیمنٹ موجود تھے۔ وی وی آئی پی لاؤنج میں پریس کانفرنس بھی ہوئی۔ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر ومشنری انچارج غانا نے حضور انور کا تعارف کروایا اور دورہ کی تفصیلات بتائیں۔ حضور پرنور ایدہ اللہ نے رپورٹرز کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا

I have come here to see my loved ones

یہاں میں اپنے پیاروں سے ملنے آیا ہوں۔ باقی باتیں جلسہ کے خطابات میں ہوں گی۔ حضور انور نے صدر مملکت کے نمائندہ اور دیگر وزراء وممبرز آف پارلیمنٹ کا شکریہ ادا کیا پریس کانفرنس میں 30 رپورٹرز نے شرکت کی۔ ان کا تعلق غانا ٹیلی ویژن، TV3 اور غانا براڈ کاسٹنگ کمپنی (GBC) سے تھا۔ ان میں ریڈیو اور اخبارات کے نمائندے بھی شامل تھے پریس کانفرنس کے بعد حضور انور کا قافلہ پولیس کی گاڑیوں Police motor cycle despatch riders کے Escort میں احمدیہ مشن غانا کے نیشنل ہیڈ کوارٹر کے لئے روانہ ہوا۔ 10 منٹ کے بعد مشن ہاؤس میں آمد ہوئی جہاں لجنہ، انصار، اطفال، خدام کی کثیر تعداد نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرکے اپنے پیارے آقا کا والہانہ استقبال کیا۔ پونے نو بجے رات کو حضور پرنور نے نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔

14 مارچ 2004ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پانچ بجکر پندرہ منٹ پر نماز فجر پڑھائی۔

حضور انور آکرا مشن ہاؤس سے آٹھ بجکر 35 منٹ پر ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول گوموا پوٹسن (Gomoa Potsin) کے لئے روانہ ہوئے۔ پولیس کی گاڑیاں قافلے کو Escort کر رہی تھیں۔ پولیس کے موٹر سائیکل سوار آگے جا کر قافلہ کے لئے راستہ صاف کرتے۔ مختلف اطراف سے آنے والی گاڑیوں کو روک دیا جاتا تا کہ قافلہ بسہولت گزر سکے۔

ٹی آئی سیکنڈری سکول گوموا پوٹسن کا معائنہ

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول گوموا پوٹسن (Gomoa Potsin) کا آغاز ستمبر 1972ء کو ہوا۔ مکرم شریف احمد صاحب اس کے پہلے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ سکول کا آغاز 13 طلباء سے ہوا تھا۔ آج اللہ کے فضل سے سکول کے طلباء کی تعداد 996 ہے۔ 72ء میں چار اساتذہ تھے۔ اب اساتذہ کی تعداد 53 ہے۔

قریباً ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد 9:30 بجے جب سکول پہنچے تو طلباء سڑک کے کنارے ہاتھوں میں رنگا رنگ جھنڈیاں لئے اپنے آقا کے استقبال کے منتظر تھے۔ وہ جھنڈیاں ہلا ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ اور اپنے روایتی انداز میں نعرے لگا رہے تھے۔ یہ قابل دید منظر تھا۔

سکول کے ہیڈ ماسٹر Mr. Mohammad Kwcsi Ackonu نے حضور انور کے گلے میں سکارف پہنایا جس پر ``Potsin Amass`` کے الفاظ درج تھے (غانا میں Amass کا لفظ احمدیہ سیکنڈری سکولوں کے لئے بولا جاتا ہے۔)

سکول کے نیوی کیڈٹ نے سکول بینڈ کے ساتھ جن کی تعداد 60 تھی گارڈ آف آنر پیش کیا اور حضور انور کو سلامی دی۔ اس کے بعد حضور انور نے سٹاف اور بورڈ آف گورنرز کے ممبران کو شرف مصافحہ بخشا۔

حضور انور نے یہاں ایک نمائش بھی ملاحظہ فرمائی جس میں سابق ہیڈ ماسٹر صاحبان اور سکول کی مختلف تقریبات کی تصاویر تھیں۔ یہاں سائنسی تجربات کو پیش کیا گیا تھا۔ Sewing a Textile Department کی طرف سے Tie & Dye کے تحت تیار کئے گئے کپڑوں کے چند نمونے بھی نمائش میں رکھے گئے تھے۔

حضور انور نے سکول کا کمپیوٹر سنٹر بھی ملاحظہ فرمایا۔ اس میں 24 کمپیوٹر رکھے گئے تھے۔ حضور انور نے سنٹر کو مزید 5 کمپیوٹر اور ایئر کنڈیشنز مہیا کرنے کا ارشاد فرمایا۔

بیت الذکر کی تختی کی نقاب کشائی

حضور انور سکول میں اس جگہ پر تشریف لے گئے جہاں پلان کے مطابق بیت الذکر تعمیر کی جائے گی۔ حضور نے بیت الذکر کا نقشہ بھی ملاحظہ فرمایا نیز بیت الذکر کے سنگ بنیاد کے طور پر ''تختی'' کی نقاب کشائی فرمائی۔ حضور انور نے سکول کے لان میں تھورائے (Thurai) کا ایک پودا لگایا۔ اس کے بعد سٹاف ممبران اور طلباء نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ حضور انور نے سکول کی وزیٹرز بک پر ریمارکس میں درج فرمایا:

'' میں سکول کی ترقی سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سٹاف اور طلباء کو ترقی کی اس رفتار کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)''

منگوس قصبہ میں آمد

سکول کے پروگراموں سے فارغ ہو کر 10 بجکر 10 منٹ پر منگوس (Mangoase) نامی قصبہ کے لئے روانگی ہوئی جہاں قریبی جماعتوں کے احمدی احباب کثیر تعداد میں حضور انور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ جب حضور انور Mangoase پہنچے تو ان احباب نے اپنے والہانہ نعروں سے حضور انور کا استقبال کیا اور ہر طرف اھلاً وسھلاً ومرحبا کی آوازیں آ رہی تھیں۔ خوشی ومسرت کے جذبات ان کے چہروں سے ظاہر ہو رہے تھے۔ ہر کوئی خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔

حضور انور نے یہاں حال ہی میں تعمیر ہونے والے مشن ہاؤس پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور اس کے بابرکت ہونے کی دعا کی۔

حضور انور نے اس قصبہ میں تعمیر شدہ وہ وسیع و عریض بیت الذکر بھی دیکھی جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1988ء میں اپنے دورۂ غانا کے دوران فرمایا تھا۔

احمدیہ ہسپتال اگونہ سویڈرو کا معائنہ

یہاں سے 10 بجکر 40 منٹ پر احمدیہ ہسپتال اگونہ سویڈرو (Agona Swedru) کے لئے روانگی ہوئی۔ اس ہسپتال کا آغاز 16 اپریل 1971ء کو ہوا تھا۔ مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب اس کے پہلے انچارج مقرر ہوئے تھے۔

ہسپتال سے باہر سڑکوں کے دونوں طرف کھڑے احمدیوں کی ایک کثیر تعداد نے نعروں کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ ہسپتال کو جھنڈیوں سے خوب سجایا گیا تھا۔ سبھی احباب مرد وزن اور بچے اپنی خاص لے (آواز) میں کلمہ کا ورد کر رہے تھے۔ اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے تھے۔

حضور انور کی ہسپتال میں تشریف آوری پر عزیز فائزہ احمد نے حضور انور کی خدمت میں اور عزیزہ مصباح نوشہ نے حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔

ڈاکٹر محمد نصر اللہ صاحب نے حضور انور کو ہسپتال سٹاف کا تعارف کروایا جملہ سٹاف ممبرز نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

ہسپتال کے صحن میں کینو پیز (Canopies) لگا کر احباب جماعت کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا۔

حضور انور نے ہسپتال کے مختلف شعبہ جات میں آپریشن تھیٹر، لیبارٹری، وارڈز، رجسٹریشن آفس اور Consultation room کا معائنہ فرمایا۔

حضور انور نے آپریشن تھیٹر کے موجودہ میز کو دیکھتے ہوئے فرمایا "جب یہ ہسپتال شروع ہوا تھا تو یہاں لکڑی کی عام ٹیبل ہوتی تھی"۔ اس موقعہ پر امیر صاحب غانا نے عرض کی کہ حضور اس وقت بجلی بھی مہیا نہ تھی۔

حضور انور کچھ دیر کے لئے ہسپتال کی دوسری منزل پر واقع ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ یہاں سے آگے روانگی سے قبل ایک دفعہ پھر حضور انور نے خیر مقدم کے لئے تشریف لانے والے مختلف چیفس اور احباب کے پاس تشریف لے جا کر الوداعی سلام کہا۔

ٹی آئی سیکنڈری سکول اکمفی ایسارچر میں

یہاں سے گیارہ بجکر بیس منٹ پر ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول اکمفی ایسارچر (Ekumfi Essarkyie) کے لئے روانگی ہوئی۔ بارہ بجے سکول پہنچے تو اساتذہ اور دیگر احباب اور اس موقع پر موجود مہمانوں نے اپنے روایتی انداز میں ہاتھ ہلا ہلا کر استقبال کیا۔ نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

اس سکول میں حضور انور غانا میں اپنے قیام کے دوران اکتوبر 1979ء سے مارچ 1983ء تک پرنسپل رہے ہیں۔

سکول کے ائرفورس کیڈٹ نے سکول بینڈ کے ساتھ حضور انور کے اعزاز میں گارڈ آف آنر پیش کیا۔ یہ کیڈٹ 60 طلباء پر مشتمل تھا۔

حضور انور نے سکول میں تھورائے (Thurai) کا پودا بھی لگایا۔ اس کے بعد سکول کے نوتعمیر شدہ کلاس رومز بلاک کا افتتاح فرمایا۔

حضور انور نے سکول کی ایک نمائش بھی ملاحظہ فرمائی جس میں حضور انور کی بعض یادگاری تصاویر بھی آویزاں تھیں۔ اس نمائش میں شعبہ آرٹس ٹیکنیکل، بزنس، ہوم اکنامکس اور شعبہ سائنس کی طرف سے مختلف اشیاء اور چارٹس رکھے گئے تھے۔

ایک طالب علم سے اعلیٰ تعلیم کا وعدہ

حضور انور نے ایک طالب علم سے جو حضور انور کو شعبہ جغرافیہ کے چارٹس دکھا رہا تھا فرمایا: اگر تم فائنل امتحان میں 80% نمبر لے لو تو میرا تم سے وعدہ ہے کہ غانا سے باہر کسی بھی یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم دلواؤں گا۔ اس خوش قسمت طالب علم کا نام Enock yaw asamoah ہے جو سکول کے شعبہ آرٹس میں فائنل ائر کا سٹوڈنٹ ہے۔

حضور انور نے سکول کے ہیڈ ماسٹر Mr. Dimbie Mumuni Issah کو ایگریکلچر Department بھی کھولنے کا ارشاد فرمایا۔

حضور انور نے سکول کے کمپیوٹر سیکشن کا معائنہ فرمایا جو اس چھوٹے سے کمرہ میں ہے جہاں حضور کا بطور پرنسپل دفتر ہوتا تھا۔

کمپیوٹرز کی تعداد بہت کم تھی۔ اس پر حضور انور نے ازراہ شفقت فرمایا:

اپنے کمپیوٹر سیکشن کو وسیع کر کے مجھے اطلاع دیں تو میں اس میں پانچ کمپیوٹرز اور ائرکنڈیشنز لگوا دوں گا۔ حضور انور نے ڈپٹی منسٹر فار انرجی، Mr.K.Tahir Hammond کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ بھی آپ کو پانچ کمپیوٹر دیں گے۔

اس کے بعد حضور انور، ہیڈ ماسٹر کے دفتر تشریف لائے اور وزیٹرز بک میں تحریر فرمایا:

"یہ وہ سکول ہے جہاں میں نے قریباً 4 سال خدمت کی توفیق پائی ہے۔ اس لئے میرا اس کے ساتھ جذباتی تعلق ہے۔ مجھے اس بات کی ازحد خوشی ہے کہ جس سکول کے لئے میں نے خون پسینہ ایک کیا آج حیران کن اختصار کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ترقیات سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ تمام طلباء اور سٹاف ممبران پر اپنا فضل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قوم اور معاشرہ کی ترقی و بہبود کے لئے کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)"

سٹاف اور طلباء نے حضور انور کے ساتھ فوٹو کھنچوائے۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے ہیڈ ماسٹر کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے یہ وہی مکان ہے جہاں حضور انور اپنی فیملی کے ساتھ رہائش پذیر رہے ہیں۔ حضور انور بے حد خوش تھے۔ گھر کے دو تین کمروں میں تشریف لے گئے اور پرانی یادیں تازہ فرماتے رہے۔ حضور نے گھر سے منسلکہ پلیٹ فارم کے متعلق فرمایا۔ ہم یہاں اکثر شام کو بیٹھا کرتے تھے۔

جامعہ احمدیہ غانا کمپلیکس کا معائنہ

سکول کے بعد اگلی منزل جامعہ احمدیہ غانا کا کمپلیکس تھا۔ جہاں حضور انور ایک بجے دوپہر پہنچے۔ جامعہ احمدیہ غانا کا آغاز 21/ اپریل 1966ء کو سالٹ پانڈ میں ہوا تھا۔ اس کے پہلے پرنسپل مکرم مولوی محمد صدیق شاہد صاحب گورداسپوری تھے۔ اب اس جامعہ کو اس نئی عمارت واقع اکرافو میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔

جامعہ میں حضور انور کے استقبال کے لئے قریبی جماعتوں کے لوگ بڑی تعداد میں پہنچے۔ جامعہ احمدیہ کے سارے احاطے کو جھنڈیوں کے ساتھ بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ راستوں پر تین گیٹ بنائے گئے تھے۔ ان گیٹس پر Welcome کے بینرز لگائے گئے تھے۔

حضور انور جب یہاں پہنچے تو طلباء جامعہ احمدیہ اور سٹاف کے بچوں نے رنگ برنگے جھنڈے ہلا ہلا کر حضور انور کا استقبال کیا۔ ان جھنڈوں پر ایک طرف Wel come اور دوسری طرف اھلا وسھلا و مرحبا کے الفاظ درج تھے۔

حضور انور نے جامعہ احمدیہ غانا کی نئی عمارت کا افتتاح بھی فرمایا حضور انور نے یہاں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں اور اس کے بعد کچھ دیر آرام فرمایا۔

حضور انور نے علاقہ کے چیفس کو بھی ملاقات کا شرف بخشا۔ ان سے تعارف ہوا اور کچھ دیر پرانی یادیں تازہ فرماتے رہے۔

جامعہ احمدیہ غانا میں غانا، بورکینا فاسو، گیمبیا، گنی بساؤ، لائبیریا اور آئیوری کوسٹ سے تعلق رکھنے والے 24 طلباء زیر تعلیم ہیں۔

طلباء جامعہ احمدیہ سے خطاب

حضور انور نے ان طلباء سے خطاب فرماتے ہوئے تفقہ فی الدین کی نصیحت فرمائی۔ حضور نے فرمایا خوب توجہ سے پڑھیں اور تقویٰ میں ترقی کریں۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود کے ایک اقتباس کی روشنی میں فرمایا۔

عالم ہی حقیقی تقویٰ حاصل کر سکتا ہے۔ یہاں علم سے مراد دراصل قرآن مجید کا علم ہے نہ کہ سائنس اور دیگر علوم۔ یہ علوم تو غیر متقی بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر قرآن مجید کا علم صرف متقی کو دیا جاتا ہے۔ پس آپ تقویٰ میں ترقی کریں اور اپنے اساتذہ کا احترام کریں۔ فرمایا۔ بعض لوگوں کے ذہن میں آتا ہے کہ معاشی حالات کی وجہ سے شاید گزارہ نہ ہو سکے۔ یاد رکھیں! جو لوگ دین کی خدمت کرنے والے ہیں وہ کبھی بھوکے نہیں رہتے۔ فرمایا: قانع بننا سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ساری ضرورتیں اپنے ذمہ لے لے گا۔ ضرورت پڑنے پر اس کے آگے جھکیں کیونکہ وہی عطا کرنے والا ہے۔

حضور کے ارشاد پر سب طلباء نے اپنا نام اور ملک کا نام بتایا حضور انور ساتھ ساتھ ان طلباء سے دوران تدریس پیش آنے والی مشکلات بھی پوچھتے رہے اور ایڈمنسٹریشن کو ہدایات فرماتے رہے۔

حضور انور نے جملہ طلباء کو شرف مصافحہ بھی بخشا۔ حضور انور نے جامعہ کے احاطہ میں ایک پودہ لگایا۔ حضور انور نے جامعہ احمدیہ کے مختلف شعبہ جات پرنسپل آفس، کلاس رومز، لائبریری ڈارمیٹریز، (کمرے) ڈائننگ ہال، کامن روم، کچن کا معائنہ فرمایا اور ہدایات سے نوازا۔ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل مکرم حمید اللہ ظفر صاحب ہیں۔ اور ان کے ساتھ دو مرکزی مربیان مکرم فضل احمد مجوکہ صاحب اور مکرم فہیم احمد خادم صاحب تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

حضور انور نے جامعہ احمدیہ کی وزیٹرز بک پر تحریر فرمایا۔

"ماشاء اللہ! خوش آئند ترقی! اللہ تعالیٰ ان تمام طلباء کو جو اس عظیم ادارہ سے فارغ التحصیل ہوں۔ اپنی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے (۔) احمدیت کی خدمت کی توفیق دے آمین۔"

حضور انور جامعہ احمدیہ اکرافو سے سوا پانچ بجے روانہ ہو کر غانا کے پہلے احمدی مکرم چیف مہدی آپا صاحب اور مرکزی مربی مکرم مولوی عبدالکریم خالد صاحب کی قبروں پر دعا کے لئے احمدیہ قبرستان اکرافو تشریف لے گئے۔ پھر یہاں سے اکرا کے لئے روانگی ہوئی۔ شام 7 بجے اکرا آمد ہوئی۔ ساڑھے سات بجے حضور انور نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

15 مارچ 2004ء

نیشنل ہیڈ کوارٹر کا معائنہ

پانچ بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور نے نماز فجر پڑھائی۔

آج کے پروگرام میں جماعت احمدیہ غانا کے نیشنل ہیڈ کوارٹر کا معائنہ تھا۔ 10 بجے صبح حضور انور نے اس معائنہ کا آغاز ہیڈ کوارٹرز میں واقع وسیع و عریض دو منزلہ بیت الذکر ناصر سے کیا۔ حضور انور اس دوسری منزل پر بھی تشریف لے گئے جو مستورات کیلئے بنائی گئی ہے۔ اس کے اندرونی و بیرونی حصوں میں قرآنی آیات اور احادیث تحریر کی گئی ہیں۔

صد سالہ جوبلی نمائش میں

بیت الذکر کے بعد حضور انور نے Exhibition Hall کا معائنہ فرمایا یہ ایک وسیع و عریض ہال ہے جس کی تعمیر صد سالہ جوبلی کے موقع پر ہوئی تھی اسی مناسبت سے اس میں مستقلاً ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا ہے۔

نمائش میں آویزاں تصویروں میں قادیان اور ربوہ کے مقدس مقامات شہداء احمدیت، جن اہم شخصیات کو قرآن مجید کا تحفہ دیا گیا۔ شامل ہیں، نمائش میں کتب حضرت مسیح موعود، قرآن مجید کے تراجم اور خلفاء احمدیت کی کتب بھی قرینے سے رکھی گئی ہیں۔

نمائش میں اس گندم کے چند سٹے بھی بطور یادگار رکھے گئے ہیں جسے حضور انور نے اپنے قیام غانا کے دوران خود ٹمالے (Tamale) کے نواح میں کاشت فرمایا تھا۔

حضور نے نمائش کے آخر پر وزیٹرز بک پر تحریر فرمایا:

(ترجمہ) کہ بہت عمدگی سے سجائی گئی ہے لیکن پھر بھی بہتری کی گنجائش ہے۔ بعض نئی کتب اور شہداء احمدیت کی تصاویر میں اضافہ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا فضل فرمائے جنہوں نے اس نمائش کے لئے کام کیا ہے۔ (نمائش کا ہال) فن تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے۔

حضور انور نے ہیڈ کوارٹرز میں واقع دو منزلہ عمارت کا افتتاح بھی فرمایا۔ اس عمارت میں مہمان

خانہ، کانفرنس ہال، ذیلی تنظیموں کے دفاتر، غسل خانے اور وضو کرنے کے لئے جگہیں تعمیر کی گئی ہیں۔

معائنہ کے دوران حضور مجلس خدام الاحمدیہ غانا کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ مکرم وہاب عیسیٰ وصدر مجلس خدام الاحمدیہ اور چند اراکین عاملہ نے حضور انور کا استقبال کیا۔

تنظیموں کے دفاتر اور پریس کا معائنہ

حضور انور نے مجلس، انصار اللہ غانا کے دفتر کا بھی معائنہ فرمایا، یہاں صدر مجلس انصار اللہ غانا نے اپنے چند ممبران عاملہ کے ہمراہ حضور انور کا استقبال کیا۔

یہاں سے فارغ ہو کر حضور انور، لجنہ اماء اللہ غانا کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ حضور کی آمد پر لجنہ اماء اللہ کی ممبرات نے اسمعو اصوت السماء............ کے الفاظ مترنم آواز میں پڑھے اور بہ آواز بلند لا الہ الا اللہ کا ورد کیا۔

حضور انور نے لجنہ کی وزیٹرز بک پر تحریر فرمایا:

(ترجمہ) (میں لجنہ کی کارکردگی سے) بے حد متاثر ہوں۔ امید ہے کہ لجنہ مستقبل میں بھی اس رفتار سے ترقی کی راہ پر گامزن رہے گی انشاء اللہ۔ اس کے بعد حضور انور نے جماعت احمدیہ غانا کے نیشنل ہیڈکوارٹر کا معائنہ فرمایا اور ان کے مختلف دفاتر میں تشریف لے گئے۔

حضور انور احمدیہ پریس میں بھی تشریف لے گئے جہاں مکرم منصور احمد زاہد مینیجر پریس نے حضور کو پریس کا تعارف کروایا۔

حضور انور پریس کے دفتر، ڈارک روم اور پرنٹنگ روم میں بھی تشریف لے گئے اور پرنٹنگ کے مختلف مراحل میں استعمال ہونے والی مشینیں دیکھیں۔ حضور انور ساتھ ساتھ ان مشینوں کا فنکشن بھی دریافت فرماتے رہے۔

حضور انور نے پریس کے تحت شائع ہونے والے پمفلٹس، بروشرز، سٹکرز، رسید بکس، کھاتہ جات اور لٹریچر وغیرہ کے چند نمونے بھی مشاہدہ فرمائے۔

گیارہ بج کر تیس منٹ پر نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ حضور انور نے عہدیداران سے تعارف حاصل کیا۔ مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔ آخر پر عاملہ نے حضور انور کے ساتھ ایک گروپ فوٹو بنوایا۔

بارہ بج کر پینتیس منٹ پر نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ ممبران سے تعارف کے بعد حضور انور نے مختلف شعبوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات فرمائیں۔ آخر پر حضور انور کے ساتھ عاملہ کا ایک گروپ فوٹو ہوا۔

اس کے بعد نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ غانا کے ساتھ میٹنگ ہوئی اور حضور انور نے ان کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور راہنمائی فرمائی۔

دوپہر دو بجے کے بعد حضور انور نے صدر مملکت غانا عزت مآب His Excellency John Ajyekum Kufuor سے ان کے صدارتی محل میں ملاقات کی۔

احمدیہ مشن ٹیما کے لئے روانگی

چار بج کر پنتالیس منٹ پر حضور انور ٹیما (Tema) کے لئے روانہ ہوئے۔ ٹیما، گریٹر اکرا ریجن کا ریجنل ہیڈکوارٹر ہے۔ پولیس کی گاڑیاں حضور انور کی گاڑی کو Escort کر رہی تھیں۔ پانچ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور احمدیہ مشن ٹیما پہنچے تو احمدیوں کی ایک کثیر تعداد نے پرجوش نعروں سے حضور انور کا استقبال کیا۔

مشن سے باہر سڑکوں کے دونوں طرف کھڑے احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول کے بچوں نے جھنڈیاں ہلا ہلا کر حضور انور کا خیر مقدم کیا۔

یہاں جماعت کی ایک بڑی تعداد حضور کے دیدار کے لئے موجود تھی۔

عزیز منیب الرحمان نے حضور انور کی خدمت میں اور ایک عزیزہ نے حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔

مشن ہاؤس کے احاطہ میں Canopies لگا کر لوگوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور نے سب سے پہلے قطار میں کھڑے احباب جماعت سے مصافحہ فرمایا۔ پھر Canopies کے سامنے جا کر حضور نے خوشی ومسرت سے سرشار احمدیوں کو شرف دیدار بخشا اور ہاتھ ہلا کر ان کے والہانہ نعروں کا جواب دیا۔ ہر طرف سے نعرہ ہائے تکبیر کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔

حضور انور نے جماعت احمدیہ غانا کے 'احمدیہ پرنٹنگ پریس، کی نئی عمارت کے سنگ بنیاد کے طور پر تختی کی نقاب کشائی کی اور دعا کروائی۔

نئی عمارت کی تعمیر کے بعد پریس اکرا سے Tema منتقل ہو جائے گا۔

حضور انور نے مشن ہاؤس ٹیما کے احاطہ میں واقع احمدیہ بیت الذکر کا بھی معائنہ فرمایا۔ یہ وہ بیت ہے جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 9 فروری 1988ء کو اپنے دورہ غانا کے دوران فرمایا تھا۔

حضور انور کچھ دیر کے لئے مشن ہاؤس میں بھی تشریف لے گئے مشن ہاؤس کے احاطہ میں احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول کی عمارت واقع ہے۔ اس کے ساتھ ہی احمدیہ پرائمری سکول کی عمارت زیر تعمیر ہے۔ حضور انور نے ان عمارات کا معائنہ فرمایا۔ حضور نے سکول کے سٹاف کو بھی شرف ملاقات بخشا۔

پانچ بج کر تیس منٹ پر حضور انور اکرا مشن کے لئے واپس روانہ ہوئے۔ چھ بجے حضور انور اکرا مشن میں واپس تشریف لائے۔

نیشنل مجلس عاملہ غانا کے ساتھ میٹنگ

چھ بج کر چالیس منٹ پر جماعت احمدیہ غانا کی نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی جو پونے نو بجے تک جاری رہی۔ حضور انور نے ریجنل مبلغین، ریجنل صدارت اور مختلف شعبہ جات کے سیکرٹریان سے تعارف حاصل کیا۔ حضور انور نے فرداً فرداً ممبران عاملہ سے ان کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔ میٹنگ کے اختتام پر ممبران عاملہ نے مختلف گروپس میں حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

9 بجے حضور انور نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

صدر مملکت سے ملاقات

مورخہ 15 مارچ 2004ء کو حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اکرا Accra میں ''Castle Osu'' ایوان صدر تشریف لے گئے جہاں حضور نے صدر مملکت آف غانا جناب ''John Agyekuwm Kufuor'' سے ملاقات کی۔

سب سے پہلے چیف آف پروٹوکول نے صدر مملکت آف غانا کی طرف سے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور وفد کے دیگر ممبران کو خوش آمدید کہا۔

پھر امیر ومشنری انچارج غانا مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ غانا کے بارہ میں ذکر کیا۔ امیر صاحب نے صدر مملکت کو یاد دلایا کہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے انتخاب کے موقعہ پر مبارک باد کا پیغام بھجوایا تھا اور غانا کا دورہ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا اور حضور کو دعوت دی تھی۔

امیر صاحب نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے انتخاب کے بعد بہت سے ممالک چاہتے تھے کہ حضور ان کے ملک کا دورہ فرمائیں۔ لیکن حضور نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ پہلے غانا کا دورہ کریں گے۔ امیر صاحب نے فرمایا کہ یہ ہماری اور ہمارے ملک کی خوش قسمتی ہے کہ حضور ہمارے ملک کا دورہ فرما رہے ہیں۔

نیز امیر صاحب نے ذکر کیا کہ یہ صدر مملکت جب صدارت کے منصب پر فائز ہوئے تو ہمارے غانا کے جلسہ سالانہ میں ''بستان احمد'' جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ اور جماعت احمدیہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

حضور انور کی صدر مملکت سے بات چیت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر مملکت کو بتایا کہ اگرچہ میں Courtesy Call کے لئے آیا ہوں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ میں اپنے ہی ملک میں آیا ہوں۔ حضور انور نے بتایا کہ غانا نے مجھے بہت Inspire کیا ہے۔ حضور انور نے صدر مملکت کا شکریہ ادا کیا کہ حکومت جماعت احمدیہ کے ساتھ تعاون کرتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ بھی غانا کی ترقی اور بہبود کے لئے تعاون کرتی رہے گی۔ حضور انور نے یہ بھی بتایا کہ وہ جماعت احمدیہ کی غانا کے لئے Contribution سے مطمئن ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں غانا سے 1985ء میں واپس گیا تھا لیکن اب جو میں نے تھوڑا بہت دیکھا ہے اس سے صاف نظر آتا ہے کہ غانا میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ خصوصاً شاہراہوں ''Roads'' میں غیر معمولی ترقی نظر آتی ہے۔ اس عرصہ میں غانا نے بہت ترقی کی ہے۔ میں نے پہلے غانا میں بہت سفر کئے تھے لیکن اب ترقی کے بعد بعض Roads کو نہیں پہچان سکتا۔ حضور انور نے غانا کی حکومت اور غانا کی عوام کی ترقی اور خوشحالی کے لئے دعا کی۔

صدر مملکت آف غانا جناب ''John Agyekum Kufuor'' جان ایجی کم کوفوار نے حضور کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ آپ اپنے ہی ملک میں تشریف لائے ہیں۔

صدر مملکت کے ریمارکس

صدر مملکت نے کہا کہ حضور کے منصب خلافت پر فائز ہونے اور روحانیت کے اس سفر میں غانا کی بھی عزت افزائی ہوئی ہے۔ صدر مملکت نے کہا کہ آپ کی تقرری 1977ء میں غانا میں ہوئی۔ اور وسیع پیمانے پر آپ نے غانا کا سفر کیا۔ اب ہم آپ کو غانین شمار کرتے ہیں اور ہم جماعت کے اچھے کارناموں اور فعالیت پر فخر کرتے ہیں۔

ہمارا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت اچھا تعلق تھا۔ ان کی وفات پر ہمیں بہت صدمہ ہوا۔ لیکن آپ کے خلافت کے منصب پر فائز ہونے اور روحانی سفر میں ترقی پر ہمیں بہت خوشی ہوئی اور روحانیت کے اس سفر کا کچھ حصہ غانا سے بھی حاصل کیا کیونکہ آپ کافی عرصہ غانا میں رہے ہیں۔

صدر مملکت نے بتایا کہ ''جماعت احمدیہ غانا'' ملک کی ترقی کے لئے غیر معمولی خدمات بجا لا رہی ہے۔ خصوصی طور پر آپ کی جماعت ہمارے ملک میں تعلیم، صحت اور زراعت جیسے شعبوں میں بہت مدد کر رہی ہے۔ آپ کے تعلیمی اداروں میں بہت نظم وضبط ہے۔

ہم آپ کی جماعت کے ممبران کی خوبیوں سے آشنا ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

صدر مملکت نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ غانا کی مزید ترقی کے لئے کام کریں۔

ہم آپ کے لئے ہمیشہ دعا گو ہیں اور آپ بھی ہمیشہ ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے 1977ء میں بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے اپنی زندگی کو وقف کیا تھا۔ یہ بہت بڑی بات ہے اور میرا ایمان یہ ہے کہ سیاستدانوں کو بھی اپنے آپ کو بنی نوع انسان کی ترقی اور خوشحالی کے لئے وقف کرنا چاہئے۔ ورنہ اس کے بغیر سیاست میں رہنا بے معنی ہے۔

پھر صدر مملکت نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی کہ آپ ہمارے ملک کے لئے دعا کریں۔ ہمارے ملک میں امن ہو۔ اتحاد و یگانگت سے ہم رہیں۔ آپ کے آنے کا بہت بہت شکریہ۔

آخر میں حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی۔

حضور انور کی طرف سے صدر کے لئے تحفہ

حضور انور نے صدر مملکت غانا کو ایک سلور شیلڈ بطور تحفہ عنایت فرمائی جس میں اوپر بسم اللہ کے الفاظ کندہ تھے۔ درمیان میں منارۃ المسیح کی تصویر تھی اور نیچے درج ذیل الفاظ درج تھے۔

With the compliments of Hazrat Mirza Masroor Ahmad Head of the World Wide Ahmadiyya .... Community

اس کے بعد حضور انور کے ساتھ اور وفد کے ساتھ تصاویر اتاری گئیں۔ بعد ازاں صدر مملکت کی طرف سے حضور انور اور وفد کی خدمت میں مشروبات وغیرہ پیش کئے گئے اس دوران بھی حضور انور اور صدر مملکت آپس میں بات چیت کرتے رہے یہ ملاقات اور گفتگو قریباً تیس منٹ جاری رہی۔

صدر مملکت غانا حضور انور کو باہر سیڑھیوں تک چھوڑنے آئے، غانا کے قومی ٹی وی نے اپنی رات کی نیشنل نیوز میں اس ملاقات کی کوریج دی۔

16 مارچ 2004ء

پانچ بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور نے نماز فجر پڑھائی۔

آٹھ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور اکرا مشن ہاؤس سے کاسوا (Kasoa) کے لئے روانہ ہوئے۔ پولیس کی گاڑیاں، حضور انور کی گاڑی کو Escort کر رہی تھیں۔

قبرستان برائے موصیان کا معائنہ

Kasoa کے قریب ایک قطعۂ زمین مخصوص کر کے موصیان کے لئے قبرستان بنایا گیا ہے۔ یہ قبرستان شہر سے دو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہ دو کلومیٹر کا راستہ کچا تھا اور جگہ جگہ گڑھے تھے۔ سڑک کے دائیں بائیں ڈیوٹیوں پر موجود خدام قافلہ کی راہنمائی کے لئے موجود تھے اور حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔

قبرستان سے باہر اس علاقہ کے احمدیوں کی کثیر تعداد نے والہانہ نعروں سے حضور انور کا استقبال کیا۔ ایک بچی نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔

قبرستان موصیان، تین ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے۔ دراصل یہ جگہ الحاج بی۔ اے بونسو صاحب (Alhaj B.A.Bonsu) کی تھی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے تحریک فرمائی کہ ہر ملک میں موصیان کے لئے الگ قبرستان بنایا جائے تو انہوں نے یہ جگہ جس پر چار دیواری پہلے سے بنی ہوئی تھی اس مقصد کے لئے جماعت کو بطور عطیہ دے دی۔

اس قبرستان میں Brick Tiles سے بہشتی مقبرہ ربوہ کی طرز پر سڑکیں بنائی گئی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: یہاں قطعات بنائے جائیں اور لائنوں میں قبریں بنائی جائیں۔

اس قبرستان کی Development میں الحاج بی۔ اے بونسو صاحب کے علاوہ مکرم وہاب عیسیٰ صاحب اور مکرم عبدالرحمان عینن (Ennin) نے نمایاں حصہ لیا۔ حضور انور نے ان تین احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔

احمدیہ ہسپتال ڈابوآسی میں

تقریباً سوا دو گھنٹے کی طویل مسافت کے بعد حضور انور گیارہ بجکر پچاس منٹ پر ویسٹرن ریجن (Western Region) میں واقع احمدیہ ہسپتال ڈابوآسی (Daboase) پہنچے۔ یہاں ویسٹرن ریجن کے احباب کثیر تعداد میں جمع تھے۔ احمدی احباب نے حضور انور کی آمد پر نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور لا الٰہ الا اللہ کا آواز بلند ورد کیا۔

حضور انور کی آمد کے موقع پر لوکل ناصرات کے ایک گروپ نے خوبصورت آواز سے اردو نظم ''مرحبا اے آنے والے مرحبا'' پڑھی ایک بچی فردہ نزہت نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب نے حضور انور کا استقبال کیا۔ مکرم نوید احمد عادل صاحب مربی سلسلہ ویسٹرن ریجن نے اپنے سرکٹ مربیان کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور نے ان سب کو شرف مصافحہ بخشا۔

اس ہسپتال کا آغاز 1994ء کے شروع میں ڈابوآسی نامی گاؤں میں ایک کرائے کے مکان میں ہوا تھا۔ ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب جو ان دنوں احمدیہ ہسپتال سویڈرو (Swedru) کے انچارج تھے یہاں ہفتہ میں ایک دو بار آتے اور مریضوں کا معائنہ کرتے۔ 1994ء کے آخر پر مرکز کی طرف سے باقاعدہ دو ڈاکٹر صاحبان، ڈاکٹر غلام کبیر صاحب اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر تمنا خان صاحبہ (جن کا تعلق بنگلہ دیش سے ہے) کو بھجوایا گیا۔ انہوں نے بڑی محنت سے سارا کام سنبھالا اور ہسپتال کی موجودہ عمارت اور ڈاکٹر کی رہائش گاہ بنوائی۔ مئی 2001ء میں یہاں ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر شائلہ ابراہیم صاحبہ کا تقرر ہوا۔ دونوں ڈاکٹرز خدا کے فضل سے ہسپتال کو بڑی کامیابی کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں ذاتی خرچ پر یہاں ایک بیت الذکر بھی تعمیر کی ہے۔

یہ ہسپتال پہاڑی پر واقع ہے اور قدرتی حسن کا ایک شاہکار ہے۔ حضور انور کی آمد پر ہسپتال کو جھنڈیوں اور بینرز کی مدد سے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ سڑکوں کے دونوں جانب Kerbs کو سفید اور سیاہ رنگ سے Paint کیا گیا۔ ہسپتال کے دروازوں پر گیٹ کے ایک طرف غانا اور دوسری جانب جماعت احمدیہ کا جھنڈا بنایا گیا۔

حضور انور نے ہسپتال کے شعبہ جات میں سے آپریشن تھیٹر، دفتر، وارڈز اور لیبارٹری کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور نے ہسپتال کی لیبارٹری کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا Well Equipped

حضور انور نے آپریشن تھیٹر دیکھ کر بھی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اس ہسپتال کو حکومت غانا نے ضلعی ہسپتال کا درجہ دے رکھا ہے۔ ہسپتال کے احاطہ میں ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب نے اپنے خرچ پر ایک نئی بیت الذکر تعمیر کرائی ہے۔ حضور نے دعا کے ساتھ اس کا افتتاح فرمایا حضور انور نے تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور اس کے بابرکت ہونے کی دعا بھی دی۔

یہ چار میناروں اور ایک گنبد پر مشتمل خوبصورت بیت ہے جس میں قرآنی آیات اور احادیث کو خوبصورتی سے تحریر کیا گیا ہے۔ اس کے گنبد میں اندر کی جانب بیت الفتوح لندن کی طرز پر الا بذکر اللہ .... کے الفاظ دو مرتبہ تحریر کئے گئے ہیں۔ حضور انور نے بیت کے اندرونی حصے کا بھی معائنہ فرمایا۔

یہ بیت ڈاکٹر محمد یوسف ایڈوسئی (Edusei) کی ایک ٹیم نے جو فن تعمیر کے مختلف ماہرین پر مشتمل ہے دو ماہ کے اندر تعمیر کی ہے۔ اس کا نام ''بیت الصدیق'' ہے۔

اس کے بعد حضور انور ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے کھانا تناول فرمایا اور کچھ دیر آرام فرمایا۔ تین بجے Abora کے لئے روانگی کا پروگرام تھا۔ روانگی سے قبل حضور انور نے استقبال کے لئے آنے والے Daboase Town کی Queen Mother اور Elders سے ملاقات کی۔

حضور انور نے ہسپتال کے سٹاف کو بھی شرف مصافحہ بخشا۔ اس وقت لوکل ناصرات کا ایک گروپ مترنم آواز سے اردو نظم 'مرحبا اے آنے والے مرحبا' پڑھ رہا تھا۔ حضور انور ان کی طرف بھی تشریف لے گئے اور ان بچیوں سے پیار کا اظہار فرمایا۔

بیت الذکر آبورا میں

تین بجکر بیس منٹ پر حضور انور Cape Coast سے ملحقہ قصبہ Abora آبورا کے لئے روانہ ہوئے۔

چار بجکر دس منٹ پر حضور انور یہاں کی دو منزلہ بیت الذکر ''بیت العلیم'' پہنچے تو احمدی مرد و زن، بچے اور بچیوں کی کثیر تعداد نے حضور انور کا فلک شگاف نعروں سے استقبال کیا۔ Abora (آبورا) کے صدر حلقہ MR.Ahmad Abeka نے حضور کے گلے میں Kente کا سکارف پہنایا (Kente غانا کے ایک روایتی کپڑے کا نام ہے)

حضور انور نے یہاں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ یہ وہ بیت ہے جس میں نصب کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایک اینٹ دعا کر کے ربوہ سے بھجوائی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بھی یہاں 1988ء میں اپنے دورۂ غانا کے دوران نماز پڑھائی۔ حضور انور نے روانگی سے قبل ہاتھ ہلا کر ہزاروں کی تعداد میں موجود احباب کے والہانہ نعروں کا جواب دیا۔

سالٹ پانڈ میں آمد

چار بجکر چالیس منٹ پر حضور انور Salt Pond کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ وہ جگہ ہے جو ایک لمبا عرصہ جماعت احمدیہ کا نیشنل ہیڈ کوارٹر رہی۔ سارے ابتدائی مربیان اور امراء کرام نے یہیں قیام فرمایا۔

حضور انور جب گاڑی سے اترے تو دیدار کے لئے قریبی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب نے نعرہ ہائے تکبیر سے حضور کا استقبال کیا۔ مکرم مولوی عبدالغفار احمد صاحب مربی سلسلہ اور ریجنل صدر نے حضور انور کا گرمجوشی سے خیر مقدم کیا۔ یہ مشن ہاؤس دو منزلہ ہے۔ جس کا حضور انور نے معائنہ فرمایا اس دوران باہر کھڑے احباب مسلسل نعرے لگا رہے تھے۔

حضور انور نے سڑک کی جانب کھلنے والی ایک کھڑکی سے ہاتھ ہلا کر نعروں کا جواب دیا۔ حضور انور کا چہرہ مبارک دیکھنا ہی تھا کہ احباب میں جوش و خروش پیدا ہوا اور نعروں کی آوازیں بلند تر ہو گئیں۔ ساتھ ساتھ اھلاً وسھلاً و مرحبا کی صدائیں بھی بلند ہوئیں۔ حضور انور نے دو تین منٹ تک ہاتھ ہلا کر ان نعروں کا جواب دیا۔

احمدیہ ایجوکیشن یونٹ کے دفاتر کا معائنہ

اس کے بعد حضور انور نے احمدیہ ایجوکیشن یونٹ کے دفاتر کا معائنہ فرمایا۔ یہ دفتر مشن ہاؤس سے ملحقہ عمارت میں قائم ہے جہاں پہلے جامعہ احمدیہ غانا ہوا کرتا تھا۔ یونٹ کے جنرل مینجر Mr.Dimbie

Jibrin Mumuni نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور ان دفاتر کی طرف بڑھے تو راستے کے دونوں جانب ترتیب سے کھڑے چھوٹے چھوٹے بچوں نے اھلاً وسھلاً ومرحبا، ایک کورس کی صورت میں پڑھا۔ معائنہ کے دوران بچے یہ الفاظ مسلسل دہراتے رہے۔ یہ نظارہ قابل دید تھا اس کے بعد حضور انور نے سمندر کے کنارے وہ جگہ دیکھی جہاں جماعت احمدیہ غانا کے جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوتا تھا۔ یہ جگہ ناریل کے درختوں سے گھری ہوئی ہے۔ انہی درختوں کے سائے تلے جلسہ سالانہ منعقد کیا جاتا تھا۔ حضور انور احمدیہ بیت الذکر سالٹ پانڈ میں بھی تشریف لے گئے اور بیت کے اندر موجود احباب سے فرمایا ''اس بیت کو لوگوں سے بھریں اس کا سنگ بنیاد حضرت مولانا نذیر احمد مبشر صاحب مرحوم نے 1949ء میں رکھا تھا۔ اور یہ غانا کی پہلی بیت ہے۔ پانچ بجکر بیس منٹ پر حضور انور سالٹ پانڈ سے اکرا کے لئے روانہ ہوئے۔ سات بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور کی نیشنل ہیڈ کوارٹرز اکرا میں واپسی ہوئی۔ ساڑھے سات بجے حضور انور نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

17 مارچ 2004ء

دفتری امور اور ملاقاتیں

پانچ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور نے بیت ناصر اکرا میں نماز فجر پڑھائی۔

آٹھ بج کر تیس منٹ پر حضور انور دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ اس کے بعد دفتری ملاقاتیں ہوئیں۔

ساڑھے نو بجے سے دوپہر ایک بجے تک فیملی ملاقات کا پروگرام تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مربیان کرام، نصرت جہاں کے تحت کام کرنے والے اساتذہ، ڈاکٹر صاحبان اور بعض جماعتی عہدیداران اور ان کی فیملیز کو ملاقات کا شرف بخشا۔ احمدیہ سٹوڈنٹس یونین غانا کے عہدیداران نے بھی حضور انور سے ملاقات کی۔ ملاقات کے لئے آنے والے جملہ احباب نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بھی بنوائیں۔

ابوری بوٹینیکل گارڈنز میں آمد

ڈیڑھ بجے دوپہر حضور انور ''Aburi Botanical Gardens'' (ابوری بوٹینیکل گارڈنز) تشریف لے گئے اور دو بجے وہاں آمد ہوئی۔ یہ جگہ اکرا سے تقریباً 27 کلومیٹر کے فاصلہ پر بلند پہاڑی مقام پر واقع ہے۔ یہ جگہ 160 ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے۔ مین گیٹ سے داخل ہوں تو سڑک کے دونوں طرف Royal Palm کے لمبے لمبے درخت بڑا خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں۔ یہاں قسم ہاقسم کے درخت لگائے گئے ہیں ہر درخت پر اس کا نام درج کیا گیا ہے۔ درختوں کے نیچے سرسبز گھاس کا فرش بچھا ہوا ہے۔ ہر سو پھیلا سبزہ، لہلہاتے اونچے اونچے درخت بڑا دلکش منظر پیش کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ جگہ سیاحوں کے لئے بے حد کشش کا باعث ہے۔ درختوں میں Timber, Palm مصالحہ جات فراہم کرنے والے درخت، ادویہ بنانے میں کام آنے والے درخت ہر سو پھیلے ہوئے ہیں۔ یہاں فضا خوشگوار اور موسم سہانا رہتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 1980ء میں اپنے دورہ غانا کے دوران یہاں تشریف لائے اور مربیان کرام کے ساتھ تفریحی پروگرام میں شرکت فرمائی۔ دو بج کر تیس منٹ پر حضور انور نے یہاں نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں یہاں سرسبز لان میں میز کرسیاں لگائی گئی تھیں، ایک طرف عورتوں کے لئے جب کہ دوسری طرف مردوں کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔

حضور انور نے اس تفریحی پروگرام میں شامل ہونے والے احباب کے ساتھ کھانا تناول فرمایا جن میں غانا کے مربیان کرام، نصرت جہاں کے تحت کام کرنے والے مرکزی اساتذہ اور ڈاکٹرز اپنی فیملیز کے ساتھ موجود تھے۔ سیرالیون سے تشریف لانے والے 15 اور لائبیریا سے آنے والے 2 مربیان اور ایک مرکزی استاد بھی موجود تھے۔

کھانے سے فارغ ہو کر حضور انور نے واقفات نو بچیوں سے نظم سنی، عزیزہ روبینہ فہیم، فرزانہ فہیم، نطیفہ فہیم اور عزیزہ ثمرہ احمد مجوکہ نے حضور انور کو مترنم آواز میں ترانہ ''اے مسیحا نفس! اے مہ دلبراں! کورس کی صورت میں سنایا۔ ان کے علاوہ عزیز یحییٰ، عزیزہ فردہ نزہت، مشرفہ محمد بن صالح، خالد عبدالباسط اور ڈاکٹر محمد ظفر اللہ نے بھی نظمیں سنائیں، سیرالیون سے آنے والے مربی سلسلہ مکرم خوشی محمد شاکر نے افریقہ کے بارہ میں اپنی پنجابی میں لکھی ہوئی دلچسپ نظم سنائی۔

نائب صدر مملکت سے ملاقات

تین بج کر پچپن منٹ پر حضور انور کی گاڑی پولیس کے Escort میں ہیڈ کوارٹر اکرا کے لئے واپس روانہ ہوئی۔ حضور انور چار بج کر 40 منٹ پر واپس اکرا پہنچے مملکت غانا کے نائب صدر His Excellency Alhaj Aliu Mahama پانچ بج کر بیس منٹ پر حضور انور سے ملاقات کے لئے مشن ہاؤس تشریف لائے۔ یہ ملاقات بڑے خوشگوار ماحول میں قریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ محترم نائب صدر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں عرض کی ''مجھے اس بات کی ازحد خوشی ہے کہ آپ غانا تشریف لائے اور دوسرے ممالک پر غانا کو ترجیح دی۔ ہم اس کے لئے بہت شکر گزار ہیں آپ نے تو جوانی کے دن یہیں گزارے ہیں اور ہمارے ملک کی خدمت کی ہے۔ آپ کی جماعت بھی تعلیم، صحت اور زراعت کے میدان میں خاص خدمات بجالا رہی ہے۔ آپ تو خود زراعت کے ماہر ہیں جنہوں نے یہاں گندم اگانے کا نہ بھولنے والا کامیاب تجربہ کیا تھا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ملک میں گندم اگانے کی طرف توجہ دیں۔ مختلف ممالک اس میدان میں آپ کی مدد کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ اس سے زرمبادلہ میں بھی بچت ہوگی۔

حضور انور نے مزید فرمایا میں نے ملک میں کافی ترقی دیکھی ہے ہر طرف سڑکیں تعمیر ہو رہی ہیں۔

حضور انور نے نارتھ North اور سلاگا Salaga جانے کا ذکر فرمایا تو نائب صدر صاحب کو بے حد خوشی ہوئی کیونکہ وہ خود North کے رہنے والے ہیں۔

بجلی کی صورتحال کے ذکر پر نائب صدر نے بتایا کہ اب تو کافی جگہ بجلی پہنچ چکی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: جب ہم سلاگا (Salaga) میں تھے تو Tilley Lamp (دیا) استعمال کیا کرتے تھے۔ نائب صدر صاحب نے عرض کی، اس سال ہمارے ملک میں انتخابات ہونگے۔ آپ جیسی روحانی شخصیت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ دعا کریں کہ ہمارے ملک میں امن اور اتحاد کی فضا پھیلے اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

حضور انور نے انہیں الیس اللہ کی انگوٹھی مرحمت فرمائی اور ساتھ فرمایا اس سے انسان کو تسلی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔ یہ فقرہ اس امر کی یاددہانی بھی کراتا ہے کہ انسان اللہ کی عبادت کرے اور اس کی مخلوق کی خدمت بھی کرے۔

حضور انور نے نائب صدر کو ایک سلور شیلڈ بھی مرحمت فرمائی چھ بج کر بیس منٹ پر ملاقات ختم ہوئی۔

حضور انور نائب صدر صاحب کو الوداع کرنے کے لئے نیچے سیڑھیوں تک تشریف لائے۔

شام چھ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور نے سرکٹ مربیان سے الگ الگ گروپس کی صورت میں ریجن وائز ملاقاتیں کیں۔ ملاقات کا یہ سلسلہ 9 بجے رات تک جاری رہا۔ جس میں 110 سرکٹ مربیان اور داعیان الی اللہ نے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ نو بج کر دس منٹ پر حضور انور نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

18 مارچ 2004ء

حضور انور نماز فجر کی ادائیگی کے لئے اکرا مشن سے پانچ بجے بستان احمد (جلسہ گاہ) کے لئے روانہ ہوئے اور پانچ بج کر تیس منٹ پر بستان احمد میں نماز فجر پڑھائی، اس کے بعد اکرا واپس تشریف لے آئے۔

جماعت احمدیہ غانا کی جلسہ گاہ

''بستان احمد'' اکرا میں اگبوبا (Agbogba) اور اولڈ اشوماں (Old Ashongman) کے درمیان 25 ایکڑ پر مشتمل جماعت احمدیہ غانا کی جلسہ گاہ ہے۔ آغاز میں یہ جگہ بے آباد تھی مگر خدا کے فضل سے آہستہ آہستہ اس میں ڈویلپمنٹ ہوئی۔ سایہ دار درخت لگائے گئے۔ سڑکیں بنیں، بجلی اور پانی کی فراہمی ہوئی اور بہت سی عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ 1993ء میں یہاں جلسہ سالانہ منعقد ہونا شروع ہوا اور آج تک یہ جگہ جلسہ گاہ کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔

جلسہ کا پہلا دن

مورخہ 18 مارچ جلسہ کا پہلا روز تھا۔ نماز تہجد مکرم مسرور احمد مظفر صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی، اس میں کثیر تعداد میں مردوزن نے شرکت کی۔ اس کے بعد مکرم حمید اللہ ظفر صاحب مربی سلسلہ نے ''ہمارا جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں'' کے عنوان پر درس دیا۔

نماز فجر کے بعد مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر ومشنری انچارج غانا نے احباب جماعت کو جلسہ کی اہمیت بتائی کہ یہ جلسہ ہمارے لئے بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ ہم بے حد خوش قسمت ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہم میں موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ہم پر بڑی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ ہم نے نظم وضبط قائم کرنا ہے اور بھرپور طریق سے اپنے جلسہ کو کامیاب کرنا ہے۔

جلسہ سالانہ غانا کا تعارف

یہ جلسہ جماعت احمدیہ غانا کا 75 واں جلسہ سالانہ ہے۔ جلسہ کا Theme ہے:

"Unity in Diversity: The Path of National Stability and development"

اس جلسہ سالانہ میں احباب جماعت غانا کے علاوہ سیرالیون، لائبیریا، نائیجیریا، گنی کوناکری، آئیوری کوسٹ، امریکہ اور برطانیہ سے آنے والے احباب اور وفود نے شرکت کی۔

جلسہ کے انتظامات

یہ جلسہ اپنی ذات میں منفرد اہمیت کا حامل ہے۔ بستان احمد کی چار دیواری میں داخل ہوتے ہیں تو دائیں طرف لجنہ اماء اللہ کی جلسہ گاہ ہے۔ جہاں کینو پیز (Canopies) لگا کر کرسیاں سجائی گئی تھیں جبکہ بائیں طرف مردانہ جلسہ گاہ بنائی گئی ہے۔ اس کے سامنے خوبصورتی کے ساتھ دو سٹیج سجائے گئے تھے، ایک سٹیج پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ۔ صدر مملکت غانا اور بعض وزراء مملکت تشریف

فرماتھے جبکہ دوسرے سٹیج پر ملکی وغیر ملکی اہم شخصیات اور چیف صاحبان موجود تھے۔

سٹیج کے ساتھ ایک اور کینوپی (Canopy) لگا کر مربیان کرام اور بزرگان سلسلہ کے لئے کرسیاں لگائی گئی تھیں۔

جلسہ گاہ میں داخل ہوں تو ایک خوبصورت گیٹ نظر آتا ہے جس کا ایک ستون غانا کے پرچم کے رنگوں پر مشتمل ہے۔ جب کہ دوسرا ستون سفید اور کالے رنگوں (خدام الاحمدیہ کے رنگ) پر مشتمل ہے۔ گیٹ کے اوپر ایک جانب Stands for peace (-) کے الفاظ اور دوسری جانب Love for all Hatred for none کے الفاظ تحریر ہیں۔

سٹیج کی بیک گراؤنڈ میں ایک منارۃ المسیح بنا کر پرندوں کو اڑتے دکھایا گیا ہے اور ساتھ ہی لکھا ہے۔ Peace and Unity through Khilafat

جلسہ گاہ کو بینرز سے خوب سجایا گیا ہے۔ بینرز پر مختلف آیات، احادیث نبویہ اور الہامات حضرت مسیح موعود درج تھے۔

بستان احمد کی چاردیواری پر نظر ڈالیں تو ہر طرف سفید اور کالے رنگ کے یونیفارم میں ملبوس خدام ڈیوٹی پر کھڑے نظر آتے تھے۔ 60 خدام اپنے مخصوص یونیفارم میں حضور انور کے اعزاز میں گارڈ آف آنر پیش کرنے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ غانا کے ٹی وی، ریڈیو، پریس کے نمائندے بے چینی سے حضور انور کا انتظار کر رہے تھے۔ MTA کی ٹیم چاک و چوبند تھی۔ MTA کے ذریعہ جلسہ گاہ میں حضور کی آمد اور افتتاحی تقریب کی Live ٹرانسمیشن ساری دنیا میں دکھائی جا رہی تھی۔

حضور انور کی جلسہ گاہ میں آمد

10 بج کر 30 منٹ پر حضور انور پولیس کی گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے سکواڈ میں جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور صدر مملکت کی نمائندگی میں Tourism & Modernisation of Capital City کے وزیر Hon. Jake Obetsebi Lamptey نے حضور انور کا استقبال کیا۔ ان کے ساتھ Upper west Region کے وزیر Hon. Mogtar اور Mines کے وزیر Hon. Sahanoon Haroon Majid بھی موجود تھے۔ خدام کے ایک دستہ نے حضور پر نور کے اعزاز میں گارڈ آف آنر پیش کیا اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

تقریب پرچم کشائی

دس بج کر چالیس منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ پہلے Tourism & Modernisation of Capital city کے وزیر Hon. Jake Obetsebi Lamptey نے غانا کا جھنڈا لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے جماعت احمدیہ کا جھنڈا لہرایا۔ اس کے ساتھ ہی نعرہ ہائے تکبیر کی صدائیں بلند ہوئیں، یہ سارے نظارے MTA پر براہ راست دنیا بھر میں نشر کئے جا رہے تھے۔ جھنڈا لہرانے کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

حضور انور کا استقبال

اس کے بعد حضور انور جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تو ساری فضا نعرہ ہائے تکبیر کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ حضور انور پہلے مردوں کی طرف تشریف لے گئے اور ہاتھ ہلا کر ان کے نعروں کا جواب دیا۔ پھر آپ عورتوں کی طرف تشریف لائے جہاں عورتوں نے ہاتھوں میں لئے سفید رومال ہلا ہلا کر پرجوش نعروں سے حضور انور کا خیر مقدم کیا۔ ہر احمدی کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ اسے پیارے محبوب امام کا دیدار ہو رہا تھا۔ غانا کی تاریخ میں یہ وہ تاریخی دن تھا جو پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ آج غانا سے پہلی مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح کا خطاب اور جلسہ کی کارروائی MTA کے ذریعہ ساری دنیا میں براہ راست نشر کی جا رہی تھی۔

جب حضور انور سٹیج پر تشریف فرما ہوئے تو مکرم الحاج الحسن بن صالح صاحب ممبر کونسل آف اسٹیٹ نے حضور کو خوش آمدید کہا۔ محترم امیر صاحب غانا نے ساری جماعت کی طرف سے حضور انور کو غانا کے 75 ویں جلسہ سالانہ میں تشریف لانے پر خوش آمدید اور اھلاً وسھلاً و مرحبا کہا۔

جلسہ کی افتتاحی کارروائی

دس بج کر پچاس منٹ پر تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کی افتتاحی کارروائی کا آغاز ہوا۔ مکرم حافظ احمد جبرائیل صاحب نائب امیر ثالث نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اس کے بعد ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا (Salaga) کے ہیڈ ماسٹر مکرم یعقوب ابوبکر صاحب نے حضرت مسیح موعود کے قصیدہ "یا عین فیض اللّٰہ ......" کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ قصیدہ کے بعد تین احباب نے لوکل زبان میں Songs of Praise پیش کئے۔

جلسہ میں شریک ہونے والی شخصیات

اس تقریب میں مندرجہ ذیل شخصیات نے شرکت کی۔

1- Hon. George Kucherry (Ambassador of the Vertican Head of the Catholic Church in Ghana)

2-Hon. Harunna Essaku National Chairman for NPP (سیاسی پارٹی کا نام ہے) (National Patriotic party)

3- Hon. Dan Botive (Gen. Sec. for NPP)

4- Hon. La Mantee (Chief of La tradition area Accra)

5- Ambassador of Iran

6- Dr. Majeed Sadaat (Irani Cultural Ambassador)

7- Hon. Idriss Mahama Former Minister of Defence

8- Hon. Regional Minister for Upper west

9- Dr. Kenneth Attafua (General Secretary for National Reconciliation Commission)

10- Dr. B. A. R Braimah Snr. Lecturer University of Ghana (legn)

جلسہ سالانہ سے خطاب

تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے احباب جماعت غانا کو میرے پیارے بہنو بھائیو! کے الفاظ سے مخاطب ہوتے ہوئے اپنے خطاب کا آغاز فرمایا: ابتداء میں حضور انور نے حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی روشنی میں جلسہ کے اغراض ومقاصد بیان فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان مقاصد میں ایک مقصد احباب جماعت کی اصلاح اور روحانی حالت میں ترقی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس کا دوسرا مقصد ان ملاقاتوں اور میل ملاپ کے ذریعہ بھائی چارہ اور پیار ومحبت کی فضاء پیدا کرنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ انسانی زندگی کے دو ہی بڑے مقصد ہیں ایک حقوق اللہ کی ادائیگی اور دوسرا حقوق العباد کی بجا آوری۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی روشنی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تشریح فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا: مخلوق خدا کے حقوق اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتے جب تک اللہ کی خاطر اس کی مخلوق کے ساتھ شفقت نہ کی جائے اللہ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وسعت حوصلہ نہ ہو۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود کا ایک اقتباس بھی پیش فرمایا جس میں حضرت مسیح موعود نے ایسے بدقماش لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے منع فرمایا جو فتنہ پرداز ہیں اور بدکردار ہیں۔

حضور انور نے انصاف کے بارہ میں قرآنی آیات پڑھ کر فرمایا کہ دین حق تو دشمنوں تک سے انصاف کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

حضور انور نے غانین قوم کے بارہ میں فرمایا:

میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ غانین لوگ دوسروں سے زیادہ وسعت حوصلہ دکھانے والے اور بڑے باہمت ہیں۔ میں کچھ عرصہ آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے کی گردن کے درپے ہوتے ہیں مگر آپ نے شاید ہی جھگڑوں میں اسلحہ استعمال کیا ہو۔

فرمایا: ہمیشہ یاد رکھو کہ احمدی کا فرض ہے کہ اللہ کو یاد کرے اور اس کی عبادت کرے اور دوسرے لوگوں کے حقوق ادا کرے۔ انسانیت کی خدمت کریں۔ دنیا میں امن پھیلائیں، ذاتی دشمنیاں اور مشکلات اس راستے میں ہرگز نہ حائل ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بندے کا ایک مطمح نظر ہو اور وہ نیکیوں میں مسابقت ہے۔ نیکی اور تقویٰ کیا ہے؟ یہ اللہ کے احکام کی پیروی کرنا ہے۔

حضور انور نے احباب کو محنت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا اگر آپ یہاں سے امریکہ اور یورپ جا کر بارہ بارہ گھنٹے کام کر سکتے ہیں تو اپنے ملک میں اتنی محنت کیوں نہیں کر سکتے۔ اگر آپ تمام لوگ محنت کرنا شروع کر دیں تو اس ملک میں ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ جائے گی۔

حضور انور نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

دنیا کے معاملات میں ہمیں یورپ اور امریکہ سے آگے بڑھنا ہے۔ یورپ اور امریکہ کے لوگ کوئی آفاقی مخلوق تو نہیں کہ وہ ترقی کر گئے۔ انہوں نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے بے حد محنت کی ہے۔

حضور انور نے جذبۂ حب الوطنی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

ہر احمدی کو چاہئے کہ اپنے ملک کی بے لوث خدمت کرے۔ حضور انور نے احباب جماعت کو ترقی کے گر بتاتے ہوئے حضرت مصلح موعود کا ایک حوالہ پڑھ کر سنایا۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا:

"ترقی کرنے والی قوم کے اندر مادۂ صبر کا پایا جانا نہایت ضروری ہے .... جب بھی کوئی چیز اس کے سامنے نظر آئے تو اس کے دل میں یہ شوق پیدا ہو جائے کہ کسی طرح میں اس چیز کو حاصل کر لوں گویا صفت صبر اور صفت اشتیاق شدید، یہ وہ دو خوبیاں جس قوم کے اندر پائی جائیں وہ یقیناً دنیا پر غالب آ جاتی ہے؟

(تفسیر کبیر جلد 7 ص 104,103)

حضور انور نے احباب جماعت کو دنیا میں امن پھیلانے کا ارشاد فرمایا:

فرمایا کہ وہ مغربی اقوام جنہوں نے افریقہ اور ایشیا کو پہلے غلام بنا رکھا تھا وہ کیسے امن پیدا کر سکتی ہیں۔

البتہ تم اس دنیا میں امن پیدا کر سکتے ہو۔

حضور انور نے عورتوں کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

حضرت مسیح موعود نے ہمیں تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اگر خواتین اپنے اندر خدا کا خوف پیدا کر لیں اور تقویٰ کی راہ پر قدم ماریں تو عظیم انقلاب برپا کر سکتی ہیں۔

حضور انور نے عورتوں کو پنج وقتہ نماز پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ بچوں کو بھی نمازوں کی طرف توجہ دلائیں۔ یہ بات بھی یقینی بنائیں کہ آپ کے خاوند نمازوں میں باقاعدہ ہیں۔ بعض خاوند غصہ ہو کر کہتے ہیں کہ تم کون ہوتی ہو مجھے اٹھانے والی؟ لیکن تم ایسا ہی کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر عورت صبح پہلے جاگے تو خاوند کو اٹھائے اور اگر خاوند پہلے بیدار ہو تو بیوی کو جگائے۔ پس خاوندوں کو ناراض ہونے اور عورتوں کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

فرمایا: میں جانتا ہوں کہ آپ عورتیں اپنے کام کاج کی وجہ سے صبح جلدی اٹھتی ہیں۔ مردوں سے پہلے جاگتی ہیں۔ اشیاء خوردنی خرید کر بچوں اور خاوندوں کے لئے کھانا بناتی ہیں۔

حضور انور نے بعض کھانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: مثلاً (Banko) بانکو (Kenkey) کینکے جو کافی دنوں تک رکھے جا سکتے ہیں۔ آپ فوفو (Fufu) بھی بڑی محنت کے ساتھ، اسے نگلنے کے قابل بنانے کے لئے Pound کرتی ہیں۔ جس طرح آپ ان کے کھانے کو Edible بنانے کے لئے اتنی محنت کرتی ہیں۔ اسی طرح انہیں روحانی غذا کی فراہمی کے لئے بھی محنت کرو۔

یہ آپ کی بڑی اہم ذمہ داری ہے۔ اگر آپ اس نہج پر نہ چلیں گی تو آپ کے بچے بھی قوم کا مفید وجود نہیں بن سکتے۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا: قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں نوجوانوں کی اصلاح اس صورت میں ممکن ہے جب ان کی مائیں نیک اعمال بجالائیں۔

آخر پر حضور انور نے عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اے احمدی عورتو! اپنا مقام پہچانیں! اپنے بچوں کو سماجی برائیوں سے بچائیں، انہیں اعلیٰ اخلاق سکھائیں اور نہ صرف آئندہ نسلوں کی بقا کی ضامن بن جائیں بلکہ اپنے ملک کی بھی۔

حضور نے اپنے افتتاحی خطاب کے تسلسل میں فرمایا:

اللہ کرے کہ ہم سب حضرت مسیح موعود کی ان دعاؤں کے وارث بنیں جو آپ نے شاملین جلسہ کے لئے کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ جلسہ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور آپ ایک نئی روح کے ساتھ اپنے گھروں کو لوٹیں۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا:

میں ان مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے اس جلسہ میں شمولیت اختیار کی اور اپنی محبت اور بھائی چارہ کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)

آخر پر حضور انور نے اجتماعی طور پر دعا کرائی۔ حضور انور کا خطاب بڑی دلچسپی سے سنا گیا۔

جب حضور انور غانا کا ذکر فرماتے تو احباب بڑے زور و شور سے نعرے لگاتے۔ ان کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔

تہنیتی اور خیر سگالی کے پیغامات

حضور انور کے افتتاحی خطاب کے بعد تہنیتی اور خیر سگالی کے پیغامات کا پروگرام تھا۔ ملک کی مختلف اہم شخصیات، اداروں اور ایمبیسیوں نے جماعت احمدیہ غانا کے 75 ویں جلسہ سالانہ کے انعقاد کے موقع پر مبارکباد کے پیغام بھجوائے۔ وقت کی کمی کے باعث چند پیغامات ہی پڑھے جا سکے خیر سگالی کے ان پیغامات بھجوانے والوں میں الجیریا کے ایمبیسڈر، Ga Traditional Council کے نمائندہ، کیتھولک بشپ کانفرس کے نمائندہ، یونیورسٹی آف غانا کے وائس چانسلر، Holy Sea کے کارڈینل بشپ، برٹش ہائی کمشنر غیر احمدیوں کے چیف امام کے نمائندہ شامل تھے۔

یونیورسٹی آف غانا (لیگون) کے وائس چانسلر Hon. Prof. Kwadwo Asenso Okyere نے اپنے پیغام میں کہا، جیسا کہ میں اس جلسہ میں مشاہدہ کر رہا ہوں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ تحریک احمدیت امن کی علمبردار ہے، انہوں نے مزید کہا، بہت سے طلباء ہیں جو ٹی آئی احمدیہ سکولوں سے فارغ التحصیل ہیں۔ یہ طلباء یونیورسٹی میں داخل ہوئے اور اعلیٰ تعلیمی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

ایک NGO جسے PPAG (Planned Parenthood of Ghana) کہا جاتا ہے کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر نے کہا:

ہم خاص طور پر حضور انور کے جلسہ میں شمولیت پر از حد خوش ہیں اور انہیں Akwaaba (اکوابا۔ خوش آمدید) کہتے ہیں۔

برٹش ایمبیسی کے قائمقام ہائی کمشنر Hon. Robin Gwynn نے کہا: میرے لئے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کے سربراہ کے ساتھ جلسہ میں شریک ہوں۔

His Eminence Cardinal Peter Appial Turkson

(آپ Ghana Bishops conference) کے چیئر مین ہیں۔ یہ کانفرنس کیتھولک چرچز پر مشتمل ہے نیز آپ Ghana Conference for Religions Peace کے بھی چیئر مین ہیں) نے اپنے پیغام میں کہا:

میں Ghana Bishops conference اور Ghana conference for Religions peace کی طرف سے حضور کو غانا میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں ان کے اپنی سرزمین پر خوشی سے بھرپور اور باثمر قیام کا متمنی ہوں۔ ہم پر جوش طریق سے اور خلوص دل کے ساتھ آپ کو جماعت احمدیہ عالمگیر کے سربراہ بننے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں خدا نے اس منصب کے لئے آپ کا انتخاب کیا ہے آپ خوشی سے اس کے دیئے گئے فرض کو نبھائیں (Serve him well) آپ کی زندگی کا ہر دن آسمان سے برسنے والی نت نئی رحمتوں سے روشن ہو۔

انہوں نے اپنے پیغام کے آخر میں کہا "آپ کی جماعت کا ملکی ترقی میں کردار قابل تعریف ہے بالخصوص صحت اور تعلیم کے شعبہ میں۔ ہمیں امید واثق ہے کہ کیتھولک چرچ اور آپ کی جماعت ہمارے ملک کی روحانی اور مادی ترقی کے لئے مل کر کام کریں گے۔

ان پیغامات کے دوران وہاں موجود بعض اہم شخصیات کا تعارف کروایا گیا۔

صدر مملکت غانا کی آمد

پیغامات کا سلسلہ جاری تھا کہ پولیس کی گاڑیوں کے سائرن کی آوازیں جلسہ گاہ میں گونجنے لگیں۔ صدر مملکت غانا H.E Jhon Agyekum Kufuor جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لا رہے تھے۔ ان کی آمد پر جلسہ گاہ ایک بار پھر کلمہ کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ انہوں نے ہاتھ ہلا کر احباب جماعت کے نعروں کا جواب دیا۔ حضور انور نے انہیں سٹیج پر خوش آمدید کہا۔

عزت مآب صدر مملکت غانا نے حضور انور کی طرف مسکراتے ہوئے کہا: میں آپ کو غانین کے طور پر ہی دیکھتا ہوں۔

انہوں نے کہا کہ میرے سٹیج پر آنے کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ میں حضور انور کو خوش آمدید کہنے کی خوشی میں آپ سب کے ساتھ برابر شریک ہوں۔ کیونکہ یہ تقریباً 8 سال یہاں غانا میں رہے اس کے بعد واپس اپنے ملک تشریف لے گئے۔ اب خدا تعالیٰ نے انہیں جماعت احمدیہ عالمگیر کا سربراہ بنا دیا ہے۔ یہ وہ منفرد اعزاز ہے جس پر غانا کو فخر کرنا چاہئے۔

اس پر احباب جماعت نے دل کھول کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور بے حد خوشی کا اظہار کیا۔

اس کے بعد Tourism & Modernisction Capital city کے وزیر Hon. Jake obetsebi laaptey نے صدر مملکت کی تقریر پڑھ کر سنائی۔ تقریر کا مفہوم درج ذیل ہے۔

صدر محترم نے آغاز میں کہا کہ وہ احمدیہ جماعت کے 75 ویں سالانہ جلسہ میں شرکت کر کے خوشی محسوس کر رہے ہیں اور ساتھ ہی وہ حضور انور کو غانا واپسی پر خوش آمدید کہتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ حکومت غانا اور غانین لوگ، حضور انور اور تمام احمدیوں کو جماعت احمدیہ غانا کے جلسہ سالانہ کی ڈائمنڈ جوبلی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ہماری خوشی میں شریک ہیں۔

جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر کر کے صدر مملکت نے کہا، جماعت احمدیہ روحانی و اخلاقی تربیت کے علاوہ تعلیم اور صحت کے میدان میں بھی قابل قدر خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ اور غانین لوگ اور حکومت غانا اس کی معترف ہے۔

اپنی تقریر کے آخر پر صدر مملکت غانا نے حضور انور اور تمام احمدیوں سے غانا کے کامیاب اور پر امن انتخابات کے لئے دعا کی درخواست کی۔

تقریر کے اختتام پر جلسہ کی فضا ایک بار پھر نعروں سے گونج اٹھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ انہیں گاڑی تک چھوڑنے آئے اس وقت Canada کے ہائی کمشنر Hon. Jean Pierre Bolduc نے حضور انور کو بتایا کہ وہ ان کی تقریر سے بے حد متاثر ہوئے ہیں حضور نے جو باتیں بتائی ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہیں اور وہ اس سے پوری طرح متفق ہیں۔

دو بجے حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور احمدیہ مشن ہاؤس اکرا واپس تشریف لے آئے۔

چار بج کر تین منٹ پر حضور انور دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

پانچ بجے سے چھ بج کر تین منٹ تک سیرالیون اور لائبیریا سے آنے والے 17 مربیان سلسلہ کے ساتھ حضور انور کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں حضور انور نے ان کے ملکی و جماعتی حالات اور ان کے کام اور کارکردگی کا جائزہ لیا اور ہدایات فرمائیں۔

چھ بج کر پینتالیس منٹ پر حضور انور "بستان احمد" نماز پڑھانے کے لئے روانہ ہوئے۔

سات بج کر پچیس منٹ پر حضور انور نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں اور واپس مشن ہاؤس اکرا تشریف لائے۔

19 مارچ 2004ء

پانچ بجے حضور انور نماز فجر پڑھانے کے لئے اکرا مشن سے "بستان احمد" کے لئے روانہ ہوئے نماز کی ادائیگی کے بعد 5 بج کر پینتالیس منٹ پر حضور انور کی واپسی ہوئی جمعہ کا دن جلسہ غانا کا دوسرا اور آخری روز تھا۔

حضور انور کا خطبہ جمعہ

بارہ بج کر تین منٹ پر حضور انور نماز جمعہ پڑھانے کے لئے "بستان احمد" روانہ ہوئے۔ ایک بج کر دس منٹ پر حضور انور نے خطبہ جمعہ کا آغاز فرمایا۔ اس جمعہ کی خاص بات یہ تھی کہ براعظم افریقہ سے خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا خطبہ جمعہ تھا جو MTA کے ذریعہ براہ راست ساری دنیا میں نشر کیا جا رہا تھا۔

حضور انور نے اخلاق کے بارہ میں خطبات کا سلسلہ جاری رکھا۔ گزشتہ خطبہ "عدل" کے موضوع پر

تھا۔ اس خطبہ میں حضور انور نے احسان کو موضوع بنایا۔ فرمایا ’’عدل سے اگلا قدم احسان ہے۔ حضور انور نے فرمایا۔ ہر مومن کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اللہ کا محبوب ہو جائے۔ اس کا دوست اور ولی ہو۔ اللہ ہر مشکل وقت سے اس کو نکالے۔ جب تم تقویٰ کے معیار کو اس حد تک لے جاؤ گے کہ احسان کرنے والے بن سکو۔ تو پھر اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔ آپ نے احسان کی مختلف صورتوں پر روشنی ڈالی۔ فرمایا:

اللہ کی راہ میں خرچ کرو، یہ بھی احسان کرنا ہے لیکن یہ خدا تعالیٰ پر احسان نہیں بلکہ تمہارا اپنے پر احسان ہے۔

پھر فرمایا: ہر پاک دل کو حق کے جھنڈے تلے لے آؤ تو یہ بھی تمہارا قوم پر بہت بڑا احسان ہوگا اور تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی بن رہے ہوگے۔

حضور انور نے احادیث کی روشنی میں احسان کے مضمون کو خوب واضح فرمایا:

حضور انور نے یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کے بارہ میں احادیث پیش کرتے ہوئے فرمایا: میرا تو یہ تاثر ہے کہ یہاں اس ملک میں اپنے بہن بھائیوں کے یتیم بچوں کی اچھی نگہداشت کی جاتی ہے۔

حضور انور نے بغیر احسان جتلائے دوسروں سے نیکی کرنے کا ارشاد فرمایا:

حضور انور نے والدین اور عورتوں کے ساتھ عمومی طور پر ہمدردی خلق کے بارہ میں حضرت مسیح موعود کی تحریرات پڑھ کر سنائیں۔

حضور انور نے فرمایا: پاکستان کے قانون کے باعث پاکستان کے احمدیوں کو خلیفہ وقت کی آواز سے محروم کیا گیا تھا۔ خدا کی تقدیر کا یہ عالم ہے کہ خلیفہ وقت کی آواز ایک ملک میں بند کی گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آواز کو ساری دنیا میں پہنچا دیا۔ یہ خطبہ ساری دنیا میں دیکھا اور سنا جا رہا ہے۔

حضور انور نے ابتدائی مربیان سلسلہ کے لئے دعا کی تحریک فرمائی جنہوں نے افریقہ میں بے لوث خدمت کی توفیق پائی ہے۔ حضور نے فرمایا: مربیان اور ان کی اولادوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضور انور نے آخر پر فرمایا: میں یہاں کی حکومت اور لوگوں کے پیار و سلوک کا ممنون احسان ہوں اور جزاک اللہ خیراً کہتا ہوں۔

حضور انور نے نماز جمعہ اور عصر جمع کر کے پڑھائیں اس کے بعد حضور انور نے پہلے مردوں کو ہاتھ ہلا کر الوداعی سلام کہا پھر عورتوں کے حصہ کی طرف تشریف لے گئے۔ عورتوں کی حالت یہ تھی کہ حضور انور کے دیدار کے لئے بے تاب ہوئی جاتی تھیں۔ جہاں جہاں حضور انور جاتے۔ عورتیں بھرپور جوش کے ساتھ نعرے لگاتیں۔ لاالہ........... کی صدائیں بلند کرتیں۔ اھلاً وسھلاً و مرحبا کے الفاظ بلند کرتیں۔ رومال ہلا ہلا کر اپنے آقا سے محبت کا اظہار کرتیں۔ حضور انور نے ہاتھ ہلا کر ان کے والہانہ نعروں کا جواب دیا۔ بڑا قابل دید روح پرور اور ایمان افروز اور ناقابل بیان نظارہ تھا۔ قلم اس کے بیان کی طاقت نہیں پاتا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد 46 ہزار تھی۔

حضور انور وہاں سے ایک ہال میں تشریف لے گئے جہاں Upper East، Upper West ناردرن ریجن اور برانگ اہافو ریجن سے آنے والے 52 چیفس اور ائمہ حضور انور کے انتظار میں تھے۔ حضور نے انہیں شرف مصافحہ بخشا۔

حضور انور نے ہال سے باہر ڈیوٹی پر کھڑے چند خدام کو بھی مصافحہ کا شرف بخشا۔ تین بجے حضور انور کی اکرا مشن کے لئے واپسی ہوئی۔

نائیجیریا اور غانا کے احباب کی ملاقاتیں

پانچ بجے سے سات بجے تک حضور انور نے ملاقاتیں فرمائیں۔ نائیجیریا اور غانا کے کئی احمدی و غیر احمدی احباب نے حضور انور سے ملاقات کا شرف پایا۔ ان میں مندرجہ ذیل شخصیات شامل تھیں۔

1۔ غانا کے سابق وائس پریذیڈنٹ
Prof. Evans Atta Mills

2۔ سابق وزیر دفاع
Alhaj Mahama Iddrisu

3۔ ڈپٹی منسٹر آف انرجی
Hon. K. T. Hammond

حضور انور کے اعزاز میں استقبالیہ

شام سات بج کر پچیس منٹ پر جماعت احمدیہ غانا کی طرف سے حضور انور کے اعزاز میں استقبالیہ دیا گیا۔ اس کا انتظام مشن ہاؤس اور بیت الذکر کے لان میں کیا گیا تھا۔ مختلف جگہوں پر میزیں لگائی گئی تھیں جن پر مشروبات اور کھانے پینے کی اشیاء رکھی گئی تھیں۔ ان میزوں کو پھولوں سے سجایا گیا تھا۔

غباروں سے ایک خوبصورت گیٹ بنایا گیا تھا جس کے ایک طرف غانا کے جھنڈوں کے رنگوں والے غبارے اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کے جھنڈے کے رنگوں یعنی سفید اور سیاہ رنگ کے غبارے بڑی خوبصورتی کے ساتھ سجائے گئے تھے۔ رات کے وقت یہ غبارے، یہ پھول اور بجلی کے قمقمے بڑا خوبصورت نظارہ پیش کر رہے تھے۔

حضور انور سات بج کر پچیس منٹ پر تشریف لائے۔ اس تقریب میں مملکت غانا کے نائب صدر Alhaj Aliu Mahama بھی شامل ہوئے۔ انہوں نے مہمانوں سے خطاب کرتے ہوئے حکومت غانا اور اس کی عوام کی طرف سے حضور انور کو غانا میں خوش آمدید کہا انہوں نے کہا حضور انور جب سے خلافت کے منصب پر سرفراز ہوئے ہیں یورپ سے باہر یہ پہلا دورہ (Visit) ہے۔ ہم تو اسے ’’Coming home‘‘ کہتے ہیں۔

انہوں نے جماعت احمدیہ غانا کی طرف سے شعبہ تعلیم، صحت، زراعت کے میدان میں کی جانے والی خدمات کو سراہا۔

تقریب میں بہت سی سیاسی و غیر سیاسی اور مختلف طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے شرکت کی۔ حضور انور مختلف میزوں پر جاتے، مہمانوں سے متعارف ہوتے۔ ان سے گھل مل جاتے ساتھ ساتھ تصویریں کھینچی جا رہی تھیں۔

بیت الذکر کے دوسرے لان میں عورتوں کا انتظام کیا گیا تھا حضور انور وہاں بھی تشریف لے گئے۔

20 مارچ 2004ء

پانچ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور نے بیت ناصر اکرا میں نماز فجر پڑھائی آٹھ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور اکرا سے کماسی (Kumasi) اور آسوکورے (Asokore) کے سفر پر جانے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے تو اس موقع پر موجود مربیان اور خدام کو ہاتھ ہلا کر الوداعی سلام کہا، دعا کروائی اور 9 بجے کماسی اور آسوکورے کے لئے روانگی ہوئی۔

ایک خوبصورت علاقے میں ورود

دس بج کر بیس منٹ پر حضور انور اکرا سے 120 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع 'Bunsd Arboretum' کے مقام پر رکے۔ یہ خوبصورت علاقہ، قدرتی جنگل پر مشتمل ہے جس کا رقبہ 16.5 ایکڑ ہے جہاں پرندوں، تتلیوں اور درختوں کی بے شمار اقسام ہیں اور بکثرت پھلدار درخت ہیں۔

یہاں ایک اونچی پہاڑی پر انگریزوں کے زمانے کا تعمیر شدہ ایک خوبصورت گیسٹ ہاؤس موجود ہے جہاں حضور انور نے کچھ دیر آرام فرمایا۔

جب حضور انور یہاں پہنچے تو مکرم راغب ضیاء الحق صاحب مربی سلسلہ ایسٹرن ریجن، ریجنل صدر مکرم آئی بی محمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر شبیر حسین صاحب نے مقامی احباب جماعت کے ہمراہ حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور اور آنے والے مہمانوں کی خدمت میں ناریل کا پانی اور پھل وغیرہ پیش کئے گئے۔

ہرے بھرے درختوں سے گھری یہ پہاڑی جگہ بے حد خوبصورت اور دلکش ہے۔ حضور انور نے فرمایا مجھے غانا آئے دو ماہ ہی ہوئے تھے کہ یہ جگہ دیکھنے آیا تھا۔ جب میں نارتھ North کا سفر کرتا تو واپسی پر یہاں ضرور آتا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بھی تشریف لا چکے ہیں مکرم راغب ضیاء الحق صاحب مربی سلسلہ نے حضور انور سے ایک بلاک پر دعا بھی کروائی جسے کوفورڈوا (Koforidua) میں تعمیر کی جانے والی احمدیہ بیت الذکر کی بنیاد میں رکھا جائے گا۔

احمدیہ ہسپتال آسوکورے میں آمد

گیارہ بج کر بیس منٹ پر یہاں سے کماسی اور آسوکورے کے لئے روانگی ہوئی اور بارہ بج کر پچپن منٹ پر حضور انور احمدیہ ہسپتال آسوکورے پہنچے تو ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ احمد صاحب نے مقامی احباب جماعت کے ہمراہ حضور انور کا استقبال کیا۔ ایک طفل Adams Tawiah نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔

اس ہسپتال کا آغاز ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ صاحب کے والد محترم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب نے فروری 1971ء میں کیا تھا۔ اس وقت یہاں نہ پکی سڑک تھی نہ بجلی، آپ لالٹین کی روشنی میں آپریشن کیا کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب یہاں 1974ء تک رہے۔ ان کے بعد ڈاکٹر سردار حمید صاحب تشریف لائے۔ 1983ء میں یہاں ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ صاحب کا تقرر ہوا۔ بفضل خدا گزشتہ اکیس سال سے آپ اس ہسپتال کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ نے یہاں اپنے خرچ پر ایک بیت الذکر کی تعمیر کی ہے جس کا نام ’’بیت المجیب‘‘ ہے۔

مشن ہاؤس کماسی کا معائنہ

تین بج کر تیس منٹ پر حضور انور آسوکورے سے کماسی کے لئے روانہ ہوئے۔ 4 بجے سہ پہر حضور انور کماسی پہنچے اور مشن ہاؤس کا معائنہ فرمایا مشن ہاؤس سے ایک کلومیٹر باہر سے سڑک کے دونوں طرف مرد و زن بچے اور بچیاں ہزار ہا کی تعداد میں، احمدیت کے جھنڈے لہراتے ہوئے حضور کا استقبال کر رہے تھے اور نعرے لگا رہے تھے۔ حضور انور مشن ہاؤس کے گیٹ میں داخل ہوئے تو تقریباً 60 بچیوں نے بڑی مترنم آواز سے ترانہ

سیدی، مشفقی، مرشدی، مہرباں

پڑھا، غانین بچوں کے منہ سے پیارے آقا کی محبت میں اردو ترانہ، دل کو بہت بھا رہا تھا، دل ان کی خلافت سے محبت پر واری ہوا جاتا تھا، یہ بچیاں سفید دوپٹے، سفید لباس پہنے ہوئے تھیں اور ہاتھوں میں احمدیت کے جھنڈے لہرا رہی تھیں۔ حضور انور ان بچوں کے پاس کھڑے ہوگئے۔ اور ترانہ سنتے رہے۔

اس ترانہ کے بعد غانین احمدی بچیوں نے نظم،

ہے دست قبلہ نما لاالہ الا اللہ

مترنم آواز سے پڑھی، حضور انور نے یہ نظم سنی اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔

حضور انور نے اپنے استقبال کے لئے آنے والے غیر احمدی چیف اور ائمہ کرام کو شرف مصافحہ بخشا۔

ریجنل صدر Mr. Abdullah Nasir Boateng نے حضور انور کو ایک سکارف پہنایا جس پر "Welcome to Ashanti Region"

کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ ایک طفل عدنان ابوبکر نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔

کماسی کی بیت الذکر میں

چار بج کر پچیس منٹ پر حضور انور نے کماسی کی تین منزلہ بہت خوبصورت اور وسیع و عریض بیت الذکر میں نماز ظہر و عصر پڑھائیں اور اس پر نصب ''یادگاری تختی'' کی نقاب کشائی فرمائی۔ اس وقت ہزاروں کی تعداد میں احمدی احباب موجود تھے۔ غیر احمدی چیف اور ائمہ نے بھی حضور انور کے ساتھ نماز ادا کی۔ اس بیت الذکر میں چھ ہزار نمازیوں کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔

نماز ادا کرنے کے بعد حضور انور بیت الذکر کی تیسری منزل کی بالکنی پر تشریف لے گئے۔ بیت الذکر کے احاطہ میں ہزارہا احمدی اپنے پیارے آقا کے دیدار کے منتظر تھے۔

حضور انور کا چہرہ مبارک دیکھنا ہی تھا کہ ہر طرف سے نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔ احباب کی خوشی و مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ ہجوم بڑے جوش و خروش کے ساتھ نعرے لگا رہا تھا۔ اللہ اکبر، لاالہ الااللہ (.) کے فلک شگاف نعروں سے بیت الذکر کی فضا گونج رہی تھی۔ یہ انبوہ کثیر جب کورس کی شکل میں لاالہ الا اللہ پڑھتا تو دلوں پر عجیب کیفیت طاری ہوتی۔ منظر ناقابل بیان ہے۔

سب یک آواز ہو کر احمدیت زندہ باد، کے نعرے لگا رہے تھے۔ نیز لبیک اللھم لبیک کے الفاظ کورس کی شکل میں پڑھ رہے تھے۔

یہ عجیب روح پرور اور ایمان افروز نظارہ تھا۔ حضور انور مسلسل 10 منٹ تک متبسم چہرہ کے ساتھ ہاتھ ہلا ہلا کر ''مشتاقان دید'' کے والہانہ نعروں کا جواب دے رہے تھے۔ حضور انور نے وزیٹرز بک پر دستخط بھی فرمائے۔

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول

کماسی کا معائنہ

چار بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کے معائنہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جلد ہی حضور انور سکول کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ طلباء کی قطاریں سڑک کے دونوں اطراف پر غانا اور جماعت احمدیہ کے جھنڈے لئے کھڑی تھیں۔

سکول کے ہیڈ ماسٹر Mr. Y.K. Agyare نے حضور انور کا استقبال کیا۔ اس کے بعد سکول کے آرمی کیڈٹ نے حضور انور کے اعزاز میں گارڈ آف آنر پیش کیا۔

یہ سکول ہندوستان سے باہر جماعت احمدیہ کے تحت کھلنے والا اعلیٰ تعلیم کا پہلا ادارہ ہے۔ اس کا آغاز 30 جنوری 1950ء کو کماسی شہر میں ہوا۔ ڈاکٹر سفیر الدین احمد صاحب پی ایچ ڈی لندن اس کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ آج خدا کے فضل سے سکول کے طلباء کی تعداد 1500 سے زائد اور سٹاف کی تعداد 79 ہے۔ سکول کی قریبی دو سڑکوں کے نام ''احمدیہ روڈ'' اور ''مولوی حکیم روڈ'' (مکرم حضرت مولانا حکیم فضل الرحمان صاحب مربی سلسلہ کے نام پر) رکھے گئے ہیں۔

حضور انور نے سکول کے لان میں ایک پودا لگایا، حضور انور نے سکول کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ فرمایا۔ سکول میں ایک فوارہ بھی ہے جس کو مینارۃ المسیح کی شکل پر تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ فوارہ مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب نے بنایا تھا۔ آپ اس سکول کے پرنسپل تھے۔

حضور انور نے سٹاف کو شرف مصافحہ بخشا۔ حضور انور موجودہ ہیڈ ماسٹر صاحب کے دفتر تشریف لے گئے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے انہیں دفتر میں موجود سابقہ ہیڈ ماسٹر صاحبان کی تصاویر دکھائیں اور وہ ٹرافیاں بھی دکھائیں جو اس سکول نے جیتی تھیں۔ یہاں سٹاف اور سکول اور اولڈ سٹوڈنٹس کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں تحائف پیش کئے گئے۔

حضور انور کو غانا کا روایتی کپڑا (Kente Cloth) پہنایا گیا۔

آخر پر سٹاف، طلباء اور بورڈ آف گورنرز اور کیڈٹ کور نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

حضور انور نے سکول کی وزیٹرز بک پر تحریر فرمایا:

(ترجمہ) خدا کے فضل سے سکول بے حد ترقی کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سابقہ ہیڈ ماسٹر صاحبان اور سٹاف پر اپنا فضل فرمائے اور انہیں جزائے خیر دے۔ جنہوں نے قربانیاں کیں اور سکول کی ترقی و بہبود میں اپنا خون پسینہ ایک کیا۔

اللہ تعالیٰ موجودہ لیڈر شپ کو بھی جو Energetic اور بے حد محنتی معلوم ہوتے ہیں جزائے خیر دے اور ان پر اپنا فضل فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کے سٹاف اور طلباء کو سکول کے لئے بے حد محنت کرنے اور سکول کا نام ملک کے دوسرے سکولوں سے اونچا کرنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ملک کے وفادار شہری بنائے (آمین)

تربیتی سینٹر بواڈی میں

پانچ بج کر پینتیس منٹ پر حضور انور جماعت احمدیہ غانا کے تربیتی سنٹر بواڈی (Boadi) کے لئے روانہ ہوئے۔

پانچ بج کر پینتالیس منٹ پر حضور انور نے تربیتی سینٹر کا معائنہ فرمایا۔ یہاں مکرم حافظ احمد جبرائیل سعید نائب امیر ثالث نے حضور انور کا استقبال کیا۔ دعوت الی اللہ سنٹر دو منزلہ عمارت پر مشتمل ہے۔ جس میں کمپیوٹر سنٹر، لائبریری اور دیگر دفاتر ہیں۔ حضور انور نے دعوتی کارروائیوں پر مشتمل ایک کمرہ میں لگائی گئی تصویروں کی ایک نمائش بھی دیکھی اور چارٹس کے ذریعہ ظاہر کی گئی پراگرس کا جائزہ لیا۔ حضور انور نے تربیتی سنٹر میں واقع کلاس رومز، ڈارمیٹریز (کمروں) کا بھی معائنہ فرمایا۔ یہاں نو احمدی چیف صاحبان اور ائمہ کرام کے لئے دو ہفتہ اور چھ ماہ کے کورسز کئے جاتے ہیں۔

یہ دونوں سنٹر ڈاکٹر محمد یوسف ایڈوسئی (Edusei) نے اپنے خرچ پر بنا کر جماعت کو دیئے ہیں۔

ان سینٹرز کے معائنہ کے دوران، خواتین کا ایک گروپ مسلسل، اسمعوا صوت السماء کے الفاظ کورس کی صورت میں پڑھ رہا تھا۔

داعیان الی اللہ نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بھی بنوائیں۔

طاہر ہومیو کمپلیکس کا معائنہ

چھ بج کر پانچ منٹ پر حضور انور احمدیہ ہومیو کلینک اور طاہر ہومیو کمپلیکس بواڈی، کماسی (Boadi Kumasi) تشریف لے گئے۔ جہاں ڈاکٹر محمد ظفر اللہ صاحب ان کی اہلیہ ڈاکٹر مبشرہ نسیم صاحبہ اور ڈاکٹر احمد اباکا (Ahmad Abeka) نے کلینک کے عملہ کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ اس کلینک کا آغاز اکرا سے ہوا تھا۔ ہومیو پیتھی، غانا میں ایک نئی اور اجنبی چیز تھی۔ آغاز میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ شروع میں گلوبیولز مرکز سے منگوائے جاتے تھے۔ بعد میں ڈاکٹر صاحب کی دن رات کی محنت کے باعث غانا میں گلوبیولز بنانے کا تجربہ کامیاب رہا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ یہ گلوبیولز، لندن، جرمنی اور افریقہ کے ممالک کو بھجوائے جاتے ہیں۔ مرکز کی اجازت سے گلوبیولز کے علاوہ بائیو کیمک ادویہ، Tablets، پلاسٹک کی شیشیاں اور ڈراپرز وغیرہ بنانے کی مشینیں لگائی جاچکی ہیں۔

حضور انور نے کلینک کا معائنہ فرمایا اور دفتر اور ڈسپنسری دیکھی۔ حضور انور طاہر ہومیو کمپلیکس کے تمام شعبہ جات میں تشریف لے گئے اور ان میں مختلف مشینوں کی کارکردگی دیکھی مثلاً دوائی خشک کرنے والی، Mixing کرنے والی، بائیو کیمک دوائیاں بنانے والی، گلوبیولز بنانے والی اور پلاسٹک کی بوتلیں بنانے والی مشینیں دیکھیں۔

کلینک کی مصنوعات میں گلوبیولز، Tablets، ڈراپرز، بلڈ ٹانک (Blood Tonic)، Digestive Drops اور بائیو کیمک ادویہ شامل ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے کلینک کے پاس ایک بیت الذکر اپنے خرچ پر بنائی ہے جس کا نام ''بیت الشکور'' ہے۔ حضور انور نے یہ بیت الذکر بھی دیکھی۔

بیت الذکر کے ساتھ قریباً 60 بچیوں کا ایک گروپ بڑی خوبصورت آواز سے ترانہ

سیدی، مشفقی، مرشدی، مہرباں

پڑھ رہا تھا۔ حضور انور ان بچیوں کے ساتھ بیٹھ گئے اور تصویر کھنچوائی اور ان کو پیار کیا۔

چھ بج کر تیس منٹ پر حضور انور کماسی کے لئے روانہ ہوئے۔ چھ بج کر پینتالیس منٹ پر حضور انور نے احمدیہ بیت الذکر کماسی میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ سات بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور آسوکورے کے لئے روانہ ہوئے اور سات بج کر پینتالیس منٹ پر آسوکورے آمد ہوئی۔

21 مارچ 2004ء

احمدیہ ہسپتال آسوکورے

کا معائنہ

پانچ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر، احمدیہ ہسپتال آسوکورے کی بیت المجیب میں پڑھائی۔ ٹاؤن کے بہت سے احمدیوں نے حضور انور کے ساتھ نماز ادا کی۔

اس ہسپتال کے انچارج مکرم ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ صاحب ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے حضور انور کے استقبال کے لئے سارے ہسپتال کو بڑی خوبصورتی سے سجایا تھا۔ گیٹ پر اھلاً وسھلاً ومرحبا کا بینر آویزاں تھا۔ اندر کی جانب آئیں تو ہر طرف Paper Ribbon سے تیار کردہ پھول آویزاں تھے۔ حضور انور کی رہائش گاہ اور بیت کے درمیان ایک گیٹ بنایا گیا تھا جس پر ایک طرف سبحان اللہ وبحمدہ .... اور دوسری طرف در دلم جوشد ثنائے سرورے ...... کے الفاظ درج تھے۔ ہسپتال کے سائن بورڈ اور اس گیٹ کو بجلی کے قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ بجلی کے یہ جلتے بجھتے قمقمے بے حد پیارا اور دلکش منظر پیش کر رہے تھے۔ یہ ہسپتال 155 ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے۔ سارے ہسپتال کی عمارت کو اچھی طرح Paint کیا گیا تھا۔

نو بج کر بیس منٹ پر علاقہ کے معزز احباب نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ ان میں غیر احمدی امام اور چیف صاحبان ڈسٹرکٹ چیف ایگزیکٹو Mr. Assiah Opoku اور ڈسٹرکٹ پولیس کمانڈر Buaterg شامل تھے۔ علاقہ کے چیف صاحبان نے حضور انور کی خدمت میں تحفۃً ایک روایتی کرسی پیش کی اور حضور انور سے اس پر بیٹھنے کی درخواست بھی کی۔ حضور انور اس پر تشریف فرما ہوئے تو ایک چیف نے کہا:

اس طریق عمل سے گویا آپ آسوکورے کو اپنا دوسرا شہر قرار دے رہے ہیں۔

اس تقریب میں غیر احمدیوں میں سے تجانیہ اور اہل السنہ کے ائمہ اور کیتھولک چرچ کے نمائندہ بھی شامل تھے۔

اس کے بعد عزیزہ ثناء محمود بنت مکرم علیم محمود صاحب مربی سلسلہ کی تقریب آمین ہوئی۔ عزیزہ نے چھ سال پانچ ماہ کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا ہے حضور انور نے عزیزہ کو بلا کر اس سے قرآن مجید کا کچھ حصہ سنا اور دعا کروائی۔

حضور انور نے نو بج کر ستائیس منٹ پر احمدیہ

ہسپتال آسوکورے کا معائنہ فرمایا۔
سب سے پہلے حضور انور نے ہسپتال کے سٹاف کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ حضور انور، ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہسپتال کے وارڈز میں تشریف لے گئے۔ جہاں مریضوں سے حال دریافت فرمایا۔ ان مریضوں میں سے ایک کا تعلق Mali سے تھا۔ بہت دور دور سے مریض اس ہسپتال میں علاج کے لئے آتے ہیں۔
حضور انور نے عورتوں کے وارڈز، ایڈمنسٹریٹر کا دفتر، Sterlization Room، آپریشن تھیٹر، Scanning Room اور ڈاکٹر صاحب کا دفتر دیکھا۔ حضور انور نے وزیٹرز بک پر دستخط بھی فرمائے۔
آخر پر ہسپتال کی بیت المجیب پر نصب ایک تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کرائی۔

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول

آسوکورے کا معائنہ

نو بج کر پینتالیس منٹ پر حضور انور ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول آسوکورے کیلئے روانہ ہوئے۔ اس سکول کا آغاز 1971ء میں ہوا تھا۔ اس کے پہلے ہیڈ ماسٹر مکرم مبارک احمد صاحب مقرر ہوئے۔ یہ سکول 53 ایکڑ کی اراضی پر مشتمل ہے۔ طلباء کی تعداد 850 ہے۔
سکول کے گیٹ سے باہر ہی پرائمری سکولوں کے بچوں کی کثیر تعداد سڑک کے دونوں جانب کھڑی تھی۔ یہ طلباء رومال ہلا ہلا کر حضور انور کا خیر مقدم کر رہے تھے۔
حضور انور کی گاڑی گیٹ کے اندر داخل ہوئی تو راستے کے دونوں طرف جونیئر سیکنڈری سکول اور سینیئر سیکنڈری سکول کے بچے ترتیب اور سلیقے کے ساتھ کھڑے، غانا اور احمدیت کے جھنڈے لہرا کر حضور انور کا استقبال کر رہے تھے۔
سکول کے ہیڈ ماسٹر Mr. Yeboah Druye اور مکرم علیم محمود صاحب مربی سلسلہ نے دیگر سٹاف کے ہمراہ حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور کے گلے میں ایک سکارف پہنایا گیا جس پر لکھا تھا۔ Hazrat khalifa tul Masih V Amass Asokore Wishes you Well" سکول کے برآمدوں، درختوں پر ہر طرف Paper Ribbon سے بنائے گئے خوبصورت پھول آویزاں تھے۔ حضور انور نے مختلف شعبوں میں سے سائنس لیبارٹریز، کلاس رومز اور کمپیوٹر سنٹر دیکھا۔ حضور انور نے ایک زیر تعمیر بلاک پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔
حضور انور نے ایک نمائش کا بھی معائنہ فرمایا۔ اس میں شعبہ ہوم اکنامکس کے تحت تیار کئے گئے جوسز، کیک، بسکٹ، اور گساوہ یام (Yam) اور Beans وغیرہ سے تیار شدہ مختلف کھانے پیش کئے گئے۔ اس کے علاوہ حضور انور نے طلباء کی طرف سے تیار کی گئی Paintings بھی دیکھیں۔
حضور انور، ہیڈ ماسٹر کے دفتر بھی تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے وزیٹرز بک پر دستخط فرمائے۔
حضور انور نے سکول کی نو تعمیر شدہ بیت الذکر پر نصب "تختی" کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔
سٹاف، طلباء اور علاقہ کے چیف صاحبان نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔
دس بج کر بیس منٹ پر احمدیہ ہسپتال آسوکورے کی طرف واپس روانگی ہوئی۔ جہاں لجنات نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

اشانٹی قبیلہ کے بادشاہ سے ملاقات

گیارہ بجے حضور انور پولیس گاڑی کی Escort میں اشانٹی قبیلہ کے بادشاہ Asantehene Osei Toto II سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔
گیارہ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور Asantehene کے محل پہنچے جہاں علاقہ کے بہت سے پیراماؤنٹ چیف صاحبان اور اشانٹی قبیلہ کے Elders نے حضور انور کا استقبال کیا۔
مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا نے حضور انور کا تعارف Asantehene سے کروایا۔
انہوں نے تعارف کے دوران بتایا کہ حضور انور کی غانا آمد کا مقصد جماعت احمدیہ غانا کے 75 ویں جلسہ سالانہ میں شرکت اور جماعت کے تعلیمی اداروں اور ہسپتالوں کا جائزہ لینا ہے۔
امیر صاحب غانا نے Asantehene کی طرف سے کھلنے والے Otumfo Educational Fund کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، جب اس فنڈ کی لانچنگ، لندن میں ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس کے لئے خطیر رقم مرحمت فرمائی۔
امیر صاحب غانا نے آخر پر حضور انور کے غانا میں 8 سالہ قیام کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ہم حضور انور کے غانا آنے کو Coming Back Home قرار دیتے ہیں۔
حضور انور نے اپنے خطاب میں اشانٹی ہینی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میرا یہاں آنے کا مقصد آپ سے ملاقات تھا۔ امیر صاحب غانا نے غانا میں میری آمد کو Coming home قرار دیا ہے۔ یہ امیر صاحب ہی نہیں کہہ رہے میں بھی اس وزٹ کو Coming home ہی Consider کرتا ہوں۔
حضور انور نے غانین عوام کا ان کے والہانہ استقبال کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ حضور انور نے Asantehene کا جماعت کے سکولوں اور ہسپتالوں کو دی جانے والی مدد اور جگہوں کی فراہمی پر شکریہ ادا کیا۔
اس کے بعد تین چیف صاحبان نے Asantehene کی نمائندگی میں جماعت احمدیہ غانا کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا Kokofu کے پیراماؤنٹ چیف نے تو واضح کیا "میرا سٹول (کرسی) تو احمدیت کا Stool ہے کیونکہ مجھ سے پہلے جو چیف تھے۔ وہ احمدی تھے۔ غانا میں بننے والا سب سے پہلا ہسپتال Kokofu میں قائم ہوا۔ جماعت احمدیہ نے Kokofu کا نام ساری دنیا میں پھیلا دیا ہے۔ یہاں بڑے اچھے طریق سے مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ اگر اس علاقہ میں Clinic Eye بھی بن جائے تو ہمیں بے حد خوشی ہوگی"۔
حضور انور نے اشانٹی ہینی کو ایک سلور شیلڈ اور ایک قالین بطور تحفہ دیا۔ انہوں نے اس تحفہ پر بے حد خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگے: "میں اس قالین کو اپنے کمرے میں بچھاؤں گا" ایک چیف نے اشانٹی ہینی کی طرف سے اشانٹی بادشاہت کا ایک Symbol جو ایک جانور Porcupine کی شکل پر مشتمل ہے اس کا ایک Clip حضور انور کی شیروانی پر لگایا۔
ایک چیف نے کہا: "ہم نے اس Clip کے ذریعہ آپ کو اشانٹی قبیلہ کا شہری بنالیا ہے"
حضور انور نے اشانٹی ہینی کے لئے اجتماعی دعا کروائی۔ دعا کے بعد اشانٹی ہینی نے کہا، میری تسلی نہیں ہوئی آپ میرے قریب ہو کر دعا کریں اس پر حضور انور ان کے قریب تشریف لے گئے۔ اور کچھ دیر ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کے لئے دعا کرتے رہے۔
حضور انور نے وزیٹرز بک پر دستخط فرمائے اور بارہ بج کر اڑتیس منٹ پر یہاں سے Kokofu کے لئے روانہ ہوئے۔

احمدیہ ہسپتال کوکوفو میں ورود

حضور انور ایک بج کر پندرہ منٹ پر احمدیہ ہسپتال کوکوفو (Kokofu) (اشانٹی ریجن) پہنچے جہاں ڈاکٹر محمد بشیر صاحب نے اپنے سٹاف اور جماعت کے چند عہدیداران کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ یہ ہسپتال حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی جاری کردہ نصرت جہاں سکیم کے تحت پانچ مہینہ کے اندر اندر کھلنے والا ہسپتال ہے۔ اس کے پہلے انچارج ڈاکٹر بریگیڈیئر غلام احمد صاحب مقرر ہوئے تھے۔ کوکوفو کے پیراماؤنٹ چیف Nana Asibey کوکوفو سے پیدل چل کر کماسی پہنچے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں ہسپتال کھولنے کی درخواست کی تھی جسے حضور انور نے منظور فرمایا تھا۔
یہ ہسپتال مجلس نصرت جہاں کے تحت کھلنے والا پہلا ہسپتال ہے۔ حضور انور کے استقبال کے لئے اردگرد کی جماعتوں سے آنے والے احمدی احباب کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ خدام ڈیوٹی پر کھڑے تھے۔ احباب جماعت ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ یہ 80 بیڈز پر مشتمل ایک خوبصورت ہسپتال ہے حضور انور نے ہسپتال کے شعبہ جات میں سے دفتر، آپریشن تھیٹر، وارڈز، لیبارٹری اور پرائیویٹ وارڈز وغیرہ کا معائنہ فرمایا۔
حضور انور نے ہسپتال کی بیت الذکر کا بھی افتتاح فرمایا حضور انور نے بیت الذکر پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ یہ بیت الذکر محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنے خرچ پر بنائی ہے۔ حضور انور معائنہ کے بعد ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ کی طرف تشریف لے جانے لگے تو راستے میں کھڑی غانین بچیوں نے نظم

حمد و ثناء اسی کو جو ذات جاودانی

مترنم آواز سے پڑھی۔
حضور انور نے وزیٹرز بک پر اردو میں تحریر فرمایا
ڈاکٹر محمد بشیر صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ جماعت کے وفادار خادموں میں رہیں۔
چار بج کر اٹھارہ منٹ پر حضور انور Kokofu سے ٹیچی مان (Techi Man) کے لئے روانہ ہوئے۔

ایک جھیل کا نظارہ

چار بج کر باون منٹ پر حضور انور راستے میں واقع Lake Bosumtwe پر رکے۔ حضور انور نے اس کے قریب واقع ایک ہوٹل کی دوسری منزل پر جا کر اس کا نظارہ فرمایا کہتے ہیں کہ ہزار سال قبل آتش فشاں پھٹنے سے یہ جھیل پیدا ہوئی یہ ایک خوبصورت قدرتی جھیل ہے۔ حضور انور نے ہوٹل کی دوسری منزل کی بالکنی سے جھیل کی تصویریں کھینچیں، حضور انور کے ساتھ سفر کرنے والے وفد کے اراکین، قافلہ کے ممبران، پولیس والوں، پریس اور ڈیوٹی دینے والے خدام نے تصاویر بنوائیں۔

ٹیچی مان میں استقبال

پانچ بج کر دس منٹ پر حضور انور ٹیچی مان (برانگ اہافو ریجن) کے لئے روانہ ہوئے۔
حضور انور کی گاڑی سات بج کر دس منٹ پر ٹیچی مان کی حدود میں داخل ہوئی۔ حضور انور ہسپتال جانے والی "احمدیہ روڈ" پر پہنچے تو سڑک کے دونوں طرف کھڑے خدام اور لجنہ کی ایک کثیر تعداد نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ سات بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور احمدیہ ہسپتال ٹیچی مان پہنچے۔ مکرم ڈاکٹر رشید احمد بھٹی صاحب، مکرم یوسف بن صالح صاحب مربی سلسلہ اور مکرم Mr. Yunus Owusu (ریجنل صدر) نے حضور انور کا استقبال کیا۔ برانگ رہافو ریجن کی مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت کی کثیر تعداد نے پر جوش نعروں سے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے ہسپتال کے اندر قطار میں کھڑے احباب جماعت کو مصافحہ کا شرف بخشا اور عورتوں کی طرف بھی تشریف لے گئے اور ہاتھ ہلا کر ان کے والہانہ نعروں کا جواب دیا۔
آٹھ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور نے ہسپتال کے احاطہ میں موجود احمدیہ بیت الذکر میں نماز مغرب وعشاء پڑھائیں۔ حضور انور نے رات ٹیچی مان میں قیام فرمایا۔

22 مارچ 2004ء

پانچ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور نے احمدیہ ہسپتال ٹیچی مان کے احاطہ میں واقع احمدیہ بیت الذکر

میں نماز فجر پڑھائی۔

احمدیہ ہسپتال ٹیچی مان کا معائنہ

آٹھ بج کر بیس منٹ پر حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر ہسپتال کے معائنہ کے لئے تشریف لائے تو ڈسٹرکٹ چیف ایگزیکٹو نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے وقار کے ساتھ کھڑے سٹاف سے مصافحہ فرمایا حضور انور نے احمدیہ ہسپتال ٹیچی مان کے مختلف شعبہ جات میں سے آپریشن تھیٹر، لیبارٹری، ایکسرے مشین، ڈسپنسری اور وارڈز دیکھے، حضور انور ساتھ ساتھ مکرم ڈاکٹر رشید احمد بھٹی صاحب سے ان شعبہ جات کے بارہ میں معلومات بھی دریافت فرماتے رہے۔

حضور انور نے ہسپتال کے معائنہ کے آخر پر ہسپتال کے احاطہ میں مدفون ڈاکٹر قدسیہ خالد قریشی صاحبہ مرحومہ کی قبر پر دعا کی۔ ڈاکٹر صاحبہ مکرم ڈاکٹر خالد قریشی صاحب کی اہلیہ تھیں۔ ان دونوں میاں بیوی نے اس ہسپتال میں بارہ سال خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے دورہ غانا کے دوران اکرا میں حضور کا استقبال کرنے کے بعد واپس ٹیچی مان جاتے ہوئے ایک کار ایکسیڈنٹ میں 16 فروری 1988ء کو ڈاکٹر صاحبہ انتقال کر گئیں۔ انہیں یہیں دفن کیا گیا۔ ان کے نام پر ہسپتال کا ایک وارڈ، قدسیہ وارڈ، کہلاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع جب اپنے دورہ غانا کے دوران ٹیچی مان پہنچے تو حضور انور نے اپنے خطاب میں ڈاکٹر صاحبہ مرحومہ کا ذکر خیر فرمایا اور فرمایا ڈاکٹر صاحبہ مرحومہ کی وفات سے جو دکھ اور صدمہ مجھے پہنچا ہے۔ اس نے میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔

حضور انور نے ہسپتال میں ایک نو تعمیر شدہ وارڈ پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔

احمدیہ ہسپتال ٹیچی مان (Techiman) کا آغاز 26 ستمبر 1971ء کو ہوا۔ اس کا آغاز بڑا ایمان افروز ہے۔ ہسپتال کے رسمی افتتاح سے قبل ہی شدید مشکلات پیش آئیں۔ 3 مارچ 1971ء کو ہسپتال شروع کرنے کے لئے مکرم ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب غانا پہنچ چکے تھے مگر علاقہ کے عیسائی میڈیکل آفیسر نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ:

''ٹیچی مان میں پہلے ہی دو ہسپتال موجود ہیں اس لئے اس ہسپتال کے اجراء کی اجازت نہ دی جائے''

الٰہی تصرف سے چند دنوں بعد وہاں کا ایک ڈاکٹر فوت ہو گیا پھر چند دنوں بعد جبکہ دوسرے ہسپتال کا ڈاکٹر خود بیمار تھا وہاں ایک ایمرجنسی کیس آ گیا۔ جس میں آپریشن کی ضرورت تھی، اس ہسپتال کے ملازمین رات کو ہمارے ڈاکٹر صاحب کے پاس آئے کہ وہاں جا کر مریض کا آپریشن کر دیں۔ چونکہ کام کرنے کی اجازت نہ تھی اس لئے آپ نے انکار کر دیا۔ ملازمین نے اصرار کیا کہ انسانی جان کا سوال ہے۔ خدا کے لئے آئیں، چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اس مریض کا آپریشن کیا اور مریض اللہ کے فضل سے روبصحت ہو گیا۔ اس طرح تائید غیبی سے محکمہ صحت پر احمدیہ ہسپتال کے قیام کی ضرورت آشکار ہوئی۔ چنانچہ پھر جلد ہی 26 ستمبر 1971ء کو ہسپتال کے افتتاح کی باقاعدہ تقریب عمل میں آئی۔

اپر ویسٹ ریجن کا مشکل سفر

آٹھ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور نے احباب جماعت کو الوداعی سلام کہا اور دعا کے ساتھ وا (Wa) اپر ویسٹ ریجن (Upper West Region) کے لئے روانہ ہوئے۔ قریباً چھ گھنٹے کے طویل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد حضور انور پونے تین بجے WA مشن ہاؤس پہنچے۔ ٹیچی مان سے وا (WA) جانے والی 195 میل لمبی سڑک میں سے 71 میل کا حصہ کچا ہے اور اتنی گرد اڑائی جاتی ہے کہ کچھ سجھائی نہیں دیتا کہ کدھر جا رہے ہیں۔ نہ اگلی گاڑی نظر آتی ہے نہ پچھلی۔ اس گرد و غبار میں اندازہ لگا کر ہی سڑک پر رہنا پڑتا ہے۔ سڑک میں چھوٹے چھوٹے گڑھے ہونے کی وجہ سے اس قدر جھٹکے لگتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ یہ 71 میل کا سفر قریباً چار گھنٹے میں طے ہوا۔ اگر یہ حصہ، پختہ سڑک پر مشتمل ہوتا تو وا کا سارا سفر تین ساڑھے تین گھنٹے کا بنتا ہے۔

حضور انور کی گاڑی مسلسل ''WA'' کی جانب عازم سفر تھی۔

حضور انور کا استقبال

وا کی حدود میں داخل ہوئے تو سڑک کے دونوں طرف خدام اور لجنہ نے نعرہ ہائے تکبیر سے حضور انور کا استقبال کیا۔ مشن ہاؤس تک پہنچنے کے لئے ابھی دو میل کا سفر باقی تھا۔ اس سارے راستے میں احباب جماعت مختلف گروپس اور ٹولیوں کی شکل میں حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ سڑکوں پر خوش آمدید اور اھلاً و سھلاً و مرحبا کے بینرز لگے ہوئے تھے۔

مکرم عنایت اللہ زاہد صاحب مربی سلسلہ اپر ویسٹ ریجن، مکرم خالد محمود ریجنل صدر، مکرم عمر فاروق یحییٰ صاحب مربی سلسلہ اور ریجنل منسٹر Mr. Mogtari Sahanon نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور کے گلے میں ایک سکارف پہنایا گیا جس پر اھلاً و سھلاً و مرحبا کے الفاظ درج تھے۔ عزیزہ عائشہ اور عزیزان انصر احمد اور ثمر احمد نے حضور انور کی خدمت میں پھول پیش کئے۔

حضور انور کی گاڑی مشن ہاؤس پہنچی تو احمدیوں کی بھاری تعداد حضور کے استقبال کے لئے موجود تھی۔ سب احمدی احباب سفید لباس میں ملبوس نعرہ ہائے تکبیر لگا رہے تھے اور اھلاً و سھلاً و مرحبا کے الفاظ پڑھ رہے تھے۔

خدام کی حضور انور سے وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گاڑی مٹی سے اٹی پڑی ہے تو وہ گاڑی کے دونوں طرف بھاگنے لگے۔ بھاگتے بھاگتے حضور انور کی چلتی ہوئی گاڑی مشن ہاؤس میں پہنچنے سے پہلے ہی صاف کر ڈالی۔

حضور انور کے استقبال کے وقت لاؤڈ سپیکر پر، احمدیت زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد کے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے جا رہے تھے۔

حضور انور لجنہ کی طرف بھی تشریف لے گئے اور ہاتھ ہلا کر ان کے والہانہ نعروں کا جواب دیا۔

حضور انور نے Elders کو بھی جو ایک قطار میں کھڑے تھے شرف مصافحہ بخشا۔

جماعت احمدیہ وا کی قربانیاں

وا کی جماعت اپنی بے مثال قربانیوں کی وجہ سے غانا میں خاص جانی پہچانی جاتی ہے۔ وا میں احمدیت کے حوالہ سے سب سے پہلے محترم امام صالح حسن صاحب کا نام آتا ہے۔ ان کی شدید مخالفت ہوئی۔ ابتدائی احمدیوں کو وا سے شہر بدر کر دیا گیا۔ انہیں مخالفین کی طرف سے شدید تکالیف اور دکھ دیکھنے پڑے۔ امام صالح حسن صاحب کے بعد امام مومن صاحب، امام عبدالسلام اسحٰق صاحب اور امام یحییٰ عثمان صاحب کا نام تاریخ میں ملتا ہے جنہوں نے شدید مخالفت کے باوجود جماعت کو مضبوط اور مستحکم کیا۔ آج خدا کا اتنا فضل ہے کہ WA میں جماعت کی اکثریت ہے اور وا میں مخالفین کی تعداد مسلسل کم ہو رہی ہے اور اس ریجن کے منسٹر بھی احمدی ہیں۔

حضور انور نے 4 بج کر چالیس منٹ پر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور نے بیت الذکر کے احاطہ سے باہر مکرم امام صالح حسن صاحب اور دیگر تمام ائمہ کی قبروں پر دعا کی۔

پانچ بج کر 20 منٹ پر حضور انور نے WA میں Limanyiri کے مقام پر ایک نو تعمیر شدہ بیت الذکر کا افتتاح فرمایا۔ حضور انور نے اس پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اس بیت میں 500 افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔

کالیو میں ورود

اس کے بعد حضور انور WA سے قریباً 10 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ایک گاؤں Kaleo (کالیو) تشریف لے گئے۔ یہاں جماعت کا ایک ہسپتال واقع ہے۔ یہ ہسپتال اور ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ سردست کرایہ کے مکان میں ہے۔ اب اللہ کے فضل سے ڈاکٹر کی رہائش گاہ قریباً تکمیل کے مراحل پر ہے۔ حضور انور نے زیر تعمیر رہائش گاہ کا معائنہ فرمایا اور اس پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرما کر دعا کرائی۔

Kaleo میں حضور انور کا استقبال کرنے والوں میں سے اس علاقہ کے ممبر آف پارلیمنٹ اور پارلیمنٹ میں اپوزیشن کے لیڈر Hon. Alban Bagbin بھی موجود تھے۔ احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد اس موقع پر موجود تھی۔

حضور انور نے ہسپتال کا معائنہ فرمایا حضور انور نے آپریشن تھیٹر، وارڈز، لیبارٹری، آفس، Sterlization Room دیکھا۔ آخر پر حضور انور ڈاکٹر نصرت حمید صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔

نصرت جہاں ٹیچرز ٹریننگ کالج وا کا معائنہ

چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور نصرت جہاں ٹیچرز ٹریننگ کالج وا (Wa) کے لئے روانہ ہوئے۔ پندرہ منٹ کے سفر کے بعد حضور انور کالج پہنچے۔ اس کا آغاز 1970ء میں نصرت جہاں گرلز اکیڈمی، کے نام سے ہوا تھا۔ اس کی پہلی ہیڈ مسٹریس محترمہ نعیمہ شکیل صاحبہ اہلیہ مکرم شکیل احمد منیر صاحب تھیں۔ 1982ء میں حکومت غانا کی اس خواہش پر کہ جماعت احمدیہ ٹیچرز ٹریننگ کالج کھولے، اس سکول کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی اجازت سے ٹیچرز ٹریننگ کالج میں تبدیل کر دیا گیا۔ غانا میں قائم ہونے والا یہ پہلا احمدیہ ٹیچرز ٹریننگ کالج ہے۔ اس کالج کے پہلے پرنسپل مکرم مسعود احمد شمس صاحب تھے۔ کالج 150 ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے۔

حضور انور نے کالج میں ایک جگہ نصب تختی کی نقاب کشائی فرما کر دعا کروائی۔

حضور انور نے کالج کا معائنہ بھی فرمایا، حضور انور نے عبدالسلام لائبریری، بھی دیکھی۔ کالج میں ایک بلاک ''نعیمہ بلاک'' سے موسوم ہے۔

حضور انور نے کالج میں زیر تعمیر لیبارٹریز بھی دیکھیں حضور انور نے کالج کو ان کے کمپیوٹر سنٹر کی عمارت مکمل ہونے پر 20 کمپیوٹر دیئے جانے کا ارشاد فرمایا۔ نیز حضور انور نے ریجنل منسٹر صاحب سے فرمایا کہ آپ اس کو جلد مکمل کروائیں اور ان کی بھرپور مدد کریں۔

حضور انور نے کالج کی بیت الذکر کا بھی معائنہ فرمایا۔ یہ غانا میں احمدیہ سیکنڈری سکولوں میں بننے والی بیوت میں سے پہلی بیت الذکر ہے۔ جس کے اس وقت کے پرنسپل مکرم مسعود احمد شمس صاحب نے یہ بیت الذکر بنائی۔ حضور انور نے کالج کی وزیٹرز بک پر درج فرمایا:

(ترجمہ) کالج کی ترقی کی رفتار غیر معمولی ہے۔ اللہ تعالیٰ پرنسپل اور سٹاف کو اپنی بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ اس ادارے کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

تمام طلباء اور اساتذہ ایک جگہ جمع تھے۔ حضور انور وہاں پہنچے تو طلباء و اساتذہ نے کلمہ طیبہ کورس کی صورت پڑھا۔ لاؤڈ سپیکر کی مدد سے فلک شگاف نعرے لگائے گئے حضور انور نے انہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اور ہاتھ ہلا کر ان کے والہانہ نعروں کا جواب دیا۔

سات بج کر بیس منٹ پر حضور انور نے احمدیہ بیت الذکر وا میں نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

ریجنل منسٹر کی طرف سے استقبالیہ

حضور انور سات بج کر پچاس منٹ پر ریجنل منسٹر

Hon, Mogtari Sahanon کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔

ریجنل منسٹر نے ریجن (Region) اور ڈسٹرکٹ کی سطح پر مختلف شعبہ جات کے نگران، سیاسی لیڈرز، مذہبی راہنما اور مختلف طبقہ ہائے فکر کے معززین کو مدعو کر رکھا تھا۔ حضور انور کی دعا سے استقبالیہ کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد ریجنل منسٹر نے حضور انور کو غانا اور بالخصوص اپر ویسٹ ریجن میں، اہل ریجن کی طرف سے خوش آمدید کہا۔

انہوں نے کہا، ہمارے ریجن کی ترقی و بہبود میں جماعت احمدیہ ہماری پارٹنر ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے شعبہ صحت اور شعبہ تعلیم میں کی جانے والی خدمات سے لوگوں کو بے حد فائدہ ہوا ہے۔ ہم اس پر جماعت احمدیہ کے بے حد شکرگزار ہیں۔

انہوں نے اپنی تقریر میں شعبہ صحت کے میدان میں، ریجن کو پیش آمدہ مسائل کا ذکر کرتے ہوئے، اس شعبہ میں مزید مدد دیئے جانے کی درخواست کی۔ انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹرز کی کمی کا یہ حال ہے کہ 50 ہزار اشخاص کے مقابل پر صرف ایک ڈاکٹر ہے۔

آخر پر حضور انور نے جملہ مہمانوں کے اس تقریب میں شریک ہونے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے 150 احباب نے اس استقبالیہ میں شرکت کی۔ شرکت کرنے والوں میں WA کے بشپ Hon. Bishop Bamilie، پارلیمنٹ میں اپوزیشن کے لیڈر Hon. Alban Bagbin اور وا سینٹرل کے ممبر آف پارلیمنٹ Mr. M. A. Seidu بھی شامل تھے۔ مہمانوں کی خدمت میں ڈرنکس پیش کئے گئے۔

حضور انور باری باری مختلف مہمانوں کے پاس تشریف لے جاتے۔ ریجنل منسٹر معزز مہمانوں کا حضور انور سے تعارف کرواتے، یہ تقریب آٹھ بج کر چالیس منٹ تک جاری رہی۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔ رات کا قیام Wa مشن ہاؤس میں تھا۔

23 مارچ 2004ء

پانچ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور نے احمدیہ بیت الذکر وا میں نماز فجر پڑھائی۔ آٹھ بج کر چالیس منٹ سے سوا نو بجے تک حضور انور نے احباب جماعت اور فیملیز کو شرف ملاقات بخشا۔ ملاقات سے قبل آٹھ بج کر پینتیس منٹ پر حضور انور نے "وا" کے ایک مخلص (ین چے) Umar Kyienyeniche کا جنازہ پڑھایا۔ ان کا خاندان، علاقہ میں بتوں کا پجاری خاندان تھا۔ آپ خاندان کے سرکردہ لیڈر تھے۔ جب آپ پر احمدیت کی حقیقت آشکار ہوئی تو اپنی لیڈری چھوڑ دی اور احمدیت کو قبول کر لیا اور آخری دم تک احمدیت پر مضبوطی سے قائم رہے۔

ٹمالے کے لئے روانگی

نو بج کر بیس منٹ پر حضور انور نے دعا کروائی جس کے ساتھ حضور انور وا سے Tamale ٹمالے کے لئے روانہ ہوئے دس بج کر پچیس منٹ پر Sawla (سولہ) نامی مقام پر پہنچے اس جگہ تک پکی سڑک ہے۔ یہاں سے حضور انور کی گاڑی کچی سڑک پر روانہ ہوئی۔ یہ کچی سڑک جس کی لمبائی 128 میل ہے۔ بے حد خراب تھی۔ گاڑیوں کے چلنے کے باعث دھول اور گرد و غبار کے بادل اٹھتے اور آگے پیچھے کچھ دکھائی نہ دیتا جا بجا گڑھے تھے جس کے باعث گاڑیاں جھٹکے کھاتیں اور گاڑیوں کے اندر لگے ہوئے سپورٹنگ ہینڈلز کو مضبوطی سے پکڑ کر بیٹھنا پڑتا تھا۔ کچی سڑک پر یہ طویل اور تھکا دینے والا سفر خدا خدا کر کے دو بجے مکمل ہوا۔ اب یہاں سے سڑک پکی اور پختہ تھی۔ 2 بج کر بتیس منٹ پر حضور انور کی گاڑی Tamale میں داخل ہوئی اور دو بج کر پچاس منٹ پر ریجنل صدر کے گھر پہنچے تو جماعت احمدیہ کی کثیر تعداد نے نعرہ ہائے تکبیر سے حضور انور کا پرشوکت استقبال کیا۔

ٹمالے میں استقبال

یہاں پہنچنے پر دو بچیوں طوبیٰ رباب اور رقیبہ نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ مکرم عبدالحمید مہر صاحب مربی سلسلہ ناردرن ریجن اور مکرم نور الدین مومن صاحب ریجنل صدر نے حضور انور کا پرتپاک استقبال کیا چار بج کر تیس منٹ پر حضور انور Tamale میں واقع احمدیہ بیت الذکر پہنچے یہ دو منزلہ بیت الذکر ہے۔ اس کی نچلی منزل تعمیر ہو چکی ہے جبکہ دوسری منزل زیر تعمیر ہے۔

بیت الذکر ٹمالے کا معائنہ

حضور انور نے بیت الذکر کی اس تعمیر شدہ منزل پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کرائی۔ حضور انور نے یہاں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

حضور انور نے اس بیت الذکر کا معائنہ فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ دوسری منزل کی تعمیر چھ ماہ میں مکمل کریں۔ اس دو منزلہ بیت الذکر میں چار ہزار لوگ نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس بیت الذکر کی تعمیر میں مکرم ڈاکٹر محمد یوسف ایڈوسئی صاحب (Eduseir) اور مکرم الحاج بی اے ابوسو صاحب نے غیر معمولی خدمت کی توفیق پائی۔ حضور انور بیت الذکر کے معائنہ کے دوران ڈاکٹر محمد یوسف ایڈوسئی صاحب سے بیت الذکر کے بارہ میں معلومات دریافت فرماتے رہے۔

حضور انور نے بیت الذکر کا معائنہ کرتے ہوئے فرمایا "جب ہم یہاں ہوتے تھے تو اس وقت یہ سوچا بھی نہ جاسکتا تھا کہ یہاں اتنی بڑی (۔) بن سکے گی۔

بیت الذکر کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ناردرن ریجن غانا کے مربی سلسلہ کا دفتر بھی دیکھا۔ یہاں سے فارغ ہو کر 5 بج کر بیس منٹ پر ٹمالے مشن ہاؤس تشریف لے گئے۔ حضور انور نے نئے مشن ہاؤس کے ساتھ ملحقہ مکان بھی دیکھا حضور انور ٹمالے میں قیام کے دوران اس مکان میں دو سال سے زائد عرصہ مقیم رہے۔

سلاگا میں حضور کی قدیمی رہائش گاہ

سکول وزٹ کے بعد حضور انور سلاگا میں اس گھر میں تشریف لے گئے جہاں حضور انور یہاں قیام کے دوران دو سال سے زائد عرصہ مقیم رہے تھے۔ یہ دو چھوٹے چھوٹے کمروں پر مشتمل گھر ہے۔ چھوٹا سا باورچی خانہ ہے۔ اور چند فٹ پر مشتمل باتھ روم وغیرہ ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ جب حضور یہاں مقیم تھے یہاں بجلی بھی نہیں تھی۔ اس کے بعد حضور انور یہاں کے چیف صاحب کے گھر گئے محترم چیف Mr. Alhaj Ibrahim Harouna نے حضور انور کی آمد پر علاقہ کے لوگوں کی طرف سے حضور انور کو خوش آمدید کہا انہوں نے کہا:

ہمیں فخر ہے کہ وہ شخصیت جو یہاں سلاگا میں ہمارے ساتھ رہی آج دنیا کی ایک عالمی مذہبی تنظیم کی لیڈر بن گئی ہے۔ انہوں نے حضور انور سے دعا کی درخواست بھی کی۔

محترم چیف صاحب نے حضور انور کو تحفہ کے طور پر North کا ایک روایتی گاؤن / لباس "سموک Smock" پہنایا۔ حضور انور نے چیف صاحب کا شکریہ ادا کیا اور دعا کی اس کے بعد حضور انور واپس ٹمالے تشریف لے آئے اور 4 بج کر تیس منٹ پر حضور انور نے احمدیہ بیت الذکر ٹمالے میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

نومبائعین کی ملاقاتیں

4 بج کر پینتالیس منٹ پر حضور انور کے ساتھ ناردرن ریجن کے نو احمدی چیف صاحبان اور نومبائع ائمہ کی ملاقات کا پروگرام تھا۔

ان نومبائعین اور نومبائع چیف صاحبان اور اماموں کو بیت الذکر کے احاطہ میں Canopies لگا کر بٹھایا گیا۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم حافظ احمد جبرائیل سعید صاحب نائب امیر III نے کی۔ اس کے بعد مکرم نور الدین مومن صاحب، ریجنل صدر نے اپنے استقبالیہ ایڈریس میں ناردرن ریجن کے احباب جماعت کی طرف سے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ انہوں نے کہا ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں کہ ہم آپ کو ایک بار پھر خلیفۃ المسیح کی صورت میں مل رہے ہیں۔

انہوں نے کہا، ہمارے ریجن کے لوگ آپ کی ان قربانیوں کو اچھی طرح یاد کرتے ہیں جو آپ نے اس وقت کیں جب آپ ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا کے پرنسپل تھے۔ یہ ایسی جگہ تھی جہاں نہ پانی تھا نہ بجلی اور نہ ہی یہ کوئی قابل کشش جگہ تھی۔ ان حالات میں صرف قربانی کی روح سے ہی خدمت کی جاسکتی ہے جو آپ نے کی۔

انہوں نے بتایا کہ اب خدا کے فضل سے ناردرن ریجن میں کثرت سے بیعتیں ہو رہی ہیں۔ یہاں کبھی ایک سرکٹ ہوا کرتا تھا مگر اب ان سرکٹس (حلقے) Circuits کی تعداد 10 تک پہنچ گئی ہے۔ بیوت الذکر بھی خاصی تعداد میں تعمیر کی جا رہی ہیں۔

حضور انور نے اپنے مختصر خطاب میں ان کے Welcome پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ فرمایا: آپ بے حد خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت مسیح موعود کو قبول کرنے کی توفیق دی ہے۔ پس یہ آپ کا فرض ہے کہ یہ پیغام دوسروں تک بھی پہنچائیں کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو دوسروں کے لئے بھی پسند کرو حضور انور نے فرمایا، امید ہے کہ آئندہ جب آؤں تو سارا ریجن احمدیت کے جھنڈے تلے آیا ہوگا۔ حضور انور نے بیوت الذکر کی تعمیر پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ٹمالے میں بہت بڑی اور عالیشان بیت الذکر بن گئی ہے جس کا چند سال قبل تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ آپ کا فرض ہے کہ اسے متقی لوگوں سے بھر دیں بلکہ یہ (۔) لوگوں سے چھلکنے لگ جائے۔

حضور انور نے ناردرن ریجن کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے 50 سے زائد چیفس صاحبان اور ائمہ کرام کو مصافحہ کا شرف بخشا۔

پانچ بج کر 4 منٹ پر یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد حضور انور نے دفتر میں بیٹھ کر کچھ دیر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

اس کے بعد نیشنل مجلس عاملہ کی حضور انور سے مختصر ملاقات ہوئی اس میں محترم امیر صاحب غانا نے جماعت احمدیہ غانا کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں دورہ کے دوران لی گئی تصاویر کا البم، اخبارات میں دورہ کی خبروں پر مشتمل تراشے اور بعض تحائف پیش کئے حضور نے مجلس عاملہ کے ممبران کا شکریہ ادا کیا تمام موجود ممبران نے حضور انور کے ساتھ باری باری تصاویر کھنچوائیں۔

اس کے بعد حضور انور نے غانا کے امیر اور تینوں نائب امراء کے ساتھ میٹنگ کی جو ایک گھنٹہ جاری رہی۔

دو افراد کی بیعت

سات بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں نماز کے بعد دو اشخاص نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا ان خوش قسمت اشخاص کے نام یہ ہیں۔

1.Mr. Kwesi Tawiah

2. Mr. Joseph Otoo

اس کے بعد حضور انور سات بج کر پینتالیس منٹ پر اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

24 مارچ 2004ء

پانچ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور نے احمدیہ بیت الذکر ٹمالے میں نماز فجر پڑھائی۔

نو بج کر تیرہ منٹ پر حضور انور اجتماعی دعا کروانے کے بعد سلاگا (Salaga) کی طرف

روانہ ہوئے۔

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا میں

ساڑھے گیارہ بجے حضور انور کی گاڑی ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا پہنچی تو سڑک کے دونوں جانب قطاروں میں کھڑے طلباء وطالبات نے نعرہ ہائے تکبیر اور اھلاً وسھلاً ومرحبا کے الفاظ سے حضور انور کا استقبال کیا۔ یہاں کے ہیڈ ماسٹر مکرم یعقوب ابوبکر صاحب (آپ جامعہ احمدیہ غانا کے فارغ التحصیل ہیں) نے حضور انور کو سکارف پہنایا جس پر اھلاً وسھلاً ومرحبا کے الفاظ درج تھے۔ عزیزہ سلمٰی نے حضور انور کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔

یہ سکول اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ یہاں ہمارے پیارے حضور اپنے غانا میں قیام کے دوران اگست 1977ء تا اگست 1979ء پرنسپل رہے ہیں۔ حضور انور کی خدمت میں سکول کے کیڈٹ کور نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔

حضور انور سکول کی نو تعمیر شدہ بیت الذکر بھی تشریف لے گئے اور اس پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کرائی۔ حضور انور ہیڈ ماسٹر کے دفتر تشریف لے گئے۔ حضور انور نے یہاں وزیٹرز بک پر لکھا:

(ترجمہ) سکول نے بے حد ترقی کرلی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سکول کو مزید ترقی دینے میں مکرم یعقوب ابوبکر، ہیڈ ماسٹر کی نصرت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سٹاف اور طلباء کو محنت کرنے کی توفیق دے تاکہ اس سکول سے قوم کے مخلص اور دیانتدار شہری اور لیڈرز پیدا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا فضل فرمائے جنہوں نے اس سکول کی ترقی کے لئے وقف کی روح کے ساتھ سخت محنت کی۔

سکول کے طلباء کی تعداد 406 اور اساتذہ کی تعداد 21 ہے۔ حضور انور نے ایڈمنسٹریشن بلاک کے سامنے آم کا پودا لگایا حضور انور نے لڑکوں اور لڑکیوں کی ڈارمیٹریز کا معائنہ فرماتے ہوئے انہیں مرمت وغیرہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔

حضور انور ہیڈ ماسٹر صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد حضور انور نے طلباء سے مختصر خطاب فرمایا۔ فرمایا کہ میرا طریق تو نہیں کہ طلباء کو ایڈریس کروں لیکن میں آپ سے اس لئے مخاطب ہوں کہ میرا اس سکول سے جذباتی تعلق ہے یہ وہ سکول ہے جہاں غانا میں میری پہلی تقرری ہوئی اور میں نے اس سکول سے تدریس کا آغاز کیا۔

حضور انور نے طلباء کو پڑھائی کی طرف سنجیدگی سے توجہ دینے کی نصیحت فرمائی نیز کمزور طلباء کو بطور خاص پڑھائی میں دل لگانے کی نصیحت فرمائی۔ اس کے بعد حضور انور نے فرمایا اپنی تعلیم میں ترقی کریں۔

اس کے بعد حضور انور مشن ہاؤس تشریف لے گئے جہاں عزیز ظافر حمید صاحب نے حضور انور کی خدمت میں پھول پیش کئے۔

چھ بج کر تیس منٹ پر حضور انور نے احمدیہ بیت الذکر ٹمالے میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

ٹمالے کے احمدیوں سے ملاقات

نماز کے بعد حضور انور Tamale کے احمدیوں سے گھل مل گئے حضور انور کو بہت سے نام اچھی طرح یاد تھے حضور انہیں بلاتے اور ان سے حال دریافت فرماتے۔ حضور انور ان پرانے جاننے والوں سے مل کر بے حد خوش ہوئے خوشی ان لوگوں کے چہروں سے بھی نمایاں نظر آ رہی تھی۔ ساتھ ساتھ تصاویر بھی بن رہی تھیں۔ حضور انور اس طرح کچھ دیر پرانی یادیں تازہ فرماتے رہے۔

سات بجے حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ Tamale سے 40 کلومیٹر کے فاصلہ پر Depaie نامی ایک گاؤں واقع ہے۔ جہاں حضور انور نے Tamale میں قیام کے دوران 250 ایکڑ اراضی پر مشتمل جماعت کے زرعی فارم کی نگرانی فرمائی تھی۔ حضور انور نے یہاں مکئی اور چاول کاشت کئے۔ نیز 14 ایکڑ اراضی پر گندم کاشت کرنے کا کامیاب تجربہ بھی کیا۔ حضور انور اس عرصہ میں ٹمالے میں ایک مکان (جو آج کل ریجنل ایجوکیشنل آفس کے طور پر استعمال ہو رہا ہے) میں رہائش پذیر رہے۔ Tamale سے حضور انور روزانہ یہاں اس فارم کی نگرانی کے لئے جاتے رہے۔

25 مارچ 2004ء

غانا میں قیام کا آخری دن

25 مارچ کا دن غانا کے دورہ کا آخری دن تھا۔ صبح 5:15 پر حضور انور نے بیت الذکر احمدیہ ٹمالے میں نماز فجر پڑھائی۔

صبح آٹھ بج کر بیس منٹ پر دعا کے ساتھ ٹمالے (غانا) سے واگاڈوگو (بورکینا فاسو) کے لئے روانگی ہوئی۔ روانگی سے قبل حضور انور نے اس موقع پر موجود احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور تصاویر بھی لی گئیں۔ ٹمالے سے بورکینا فاسو کے لئے حضور انور کا قافلہ بذریعہ کار روانہ ہوا یہ سفر بذریعہ سڑک تھا۔

مختلف مقامات پر قیام

ٹمالے سے روانگی کے بعد نو بج کر بیس منٹ پر حضور انور Wale Wale کے علاقہ میں پہنچے جہاں Kperiga نامی جماعت میں نئی تعمیر ہونے والی بیت الذکر کا حضور انور نے معائنہ فرمایا اور بیت الذکر پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کی۔ اس بیت الذکر میں 400 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ اس علاقہ میں چھ سال قبل کوئی احمدی نہیں تھا۔ اب اللہ کے فضل سے بیس جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ ان جماعتوں سے آٹھ صد نو احمدی احباب حضور انور کے دیدار کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضور انور نے ہاتھ ہلا کر ان کے والہانہ نعروں کا جواب دیا۔

علاقہ کے چیف بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ انہوں نے حضور انور سے ملاقات کی اور شرف مصافحہ حاصل کیا اور تصویر بنوائی۔

جب حضور انور اس جماعت میں پہنچے تو علاقہ کے مربی مکرم ناصر احمد کاہلوں صاحب اور اپر ایسٹ ریجن کے ریجنل صدر مکرم عبداللہ Achulowo (اچولووا) نے حضور انور کا استقبال کیا۔ اس موقع پر حضور انور کا استقبال کرنے والوں میں ڈسٹرکٹ چیف ایگزیکٹو بھی موجود تھے۔

Kperiga (کپیرگا) سے نو بج کر چالیس منٹ پر آگے روانگی ہوئی۔ دس بج کر دس منٹ پر جماعت بولغا ٹانگا پہنچے۔ وہاں نو مبائعین پر مشتمل جماعت نے حضور انور کا استقبال کیا اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور اھلاً وسھلاً ومرحبا کی آوازیں ہر طرف سے آ رہی تھیں۔ حضور انور نے ہاتھ ہلا کر سب کے نعروں کا جواب دیا۔ اس جگہ زیر تعمیر بیت الذکر پر نصب تختی کی حضور انور نے نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ احمدیہ پرائمری سکول کے بچے سکول کے آگے کھڑے تھے۔ حضور انور ان کے درمیان جا کر کھڑے ہو گئے اور تصویر بنوائی۔ خدام نے بھی حضور انور کے ساتھ تصاویر کھینچیں۔

غانا بورکینا فاسو بارڈر پر

دس بج کر بیس منٹ پر ''بولغا ٹانگا'' سے غانا، بورکینا فاسو بارڈر Paga (پاگا) کے لئے روانگی ہوئی۔ راستہ میں ایک ریسٹ ہاؤس میں کچھ دیر کے لئے حضور انور نے قیام فرمایا۔ یہاں سے گیارہ بجے روانہ ہو کر 12:20 پر Paga پہنچے۔ بارڈر سے قریباً سو گز پہلے غانا کی Paga جماعت ہے جنہوں نے وہاں بڑی خوبصورت بیت الذکر تعمیر کی ہے۔ حضور انور نے اس بیت الذکر پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

بورکینا فاسو میں ورود مسعود

بارڈر پر احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد اپنے پیارے امام کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھی۔ ہر طرف سے السلام علیکم کی آوازیں آ رہی تھیں۔ حضور انور نے ہاتھ ہلا ہلا کر سب کے سلام کا جواب دیا۔ حضور انور باری باری سب کے پاس آئے اور السلام علیکم کہا۔ پُرسوز دعا کے بعد غانا سے بارڈر کراس کر کے بورکینا فاسو داخل ہوئے۔ بارڈر پر مکرم محمود احمد ثاقب صاحب امیر جماعت بورکینا فاسو اور مجلس عاملہ کے ممبران، مربیان اور خدام الاحمدیہ کی ایک ٹیم نے حضور انور کا استقبال کیا۔

غانین وفد

پروگرام کے مطابق جماعت احمدیہ غانا کی گاڑیوں کے ذریعہ ہی احمدیہ مشن واگاڈوگو (بورکینا فاسو) تک سفر کرنا تھا۔ امیگریشن کے معاملات حضور کی آمد سے ایک گھنٹہ قبل ہی مکمل کئے جا چکے تھے۔ اس لئے بارڈر پر گاڑیوں سے اترنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ سارے قافلے نے بآسانی بارڈر کراس کیا بارڈر پر موجود گیٹ حضور انور کی آمد سے قبل ہی کھول دیا گیا تھا۔

غانا میں قیام کے دوران تمام دورہ میں پولیس کے موٹر سائیکلز اور گاڑیوں نے حضور انور کے قافلہ کو اسکواڈ کیا۔ پولیس کے اس اسکواڈ نے بارڈر کراس کروا کر بورکینا فاسو میں داخل ہونے کے بعد واپس جانے کی اجازت لی۔ 13 مارچ اکرا ائرپورٹ آمد سے لے کر 25 مارچ بورکینا فاسو میں داخل ہونے تک پولیس کا مسلح دستہ ہر وقت ہر سفر میں اور ہر پروگرام میں حضور انور کے ساتھ رہا۔ صدر مملکت غانا نے اپنے دو باڈی گارڈ بھی حضور انور کو مہیا فرمائے تھے۔ جو اس دورہ میں حضور انور کے ساتھ رہے۔

غانا سے مکرم عبدالوہاب بن آدم امیر و مربی انچارج غانا، ڈپٹی منسٹر فار انرجی، صدر خدام الاحمدیہ اور خدام کی ایک ٹیم حضور انور کے قافلہ کے ساتھ واگاڈوگو (بورکینا فاسو) مشن ہاؤس تک حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے آئے۔ ایک بج کر پچاس منٹ پر حضور انور واگاڈوگو پہنچے۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد غانا سے آنے والے احباب واپس جانے کے لئے روانہ ہوئے۔

سرکاری نام:

جمہوریہ بورکینا فاسو (Republique Du Burkina Faso)

پرانا نام:

اپر وولٹا

رقبہ:

مقامی زبان میں بورکینا فاسو کے معنی ہیں ''ایماندار لوگوں کا وطن'' (Land of the honest People)

محل وقوع:

مغربی افریقہ

حدود اربعہ:

اس کے شمال مغرب میں مالی، جنوب میں کوٹ ڈی ایوار، گھانا اور ٹوگو، مشرق میں بینن اور نائیجیریا واقع ہیں۔

جغرافیائی صورتحال:

بورکینا فاسو خشکی سے گھرا بغیر سمندر کا ملک ہے اور صحرائے صحارا کے جنوب میں ہے۔ یہ بحر اوقیانوس کے مشرق میں 970 کلومیٹر (600 میل) دور ہے۔ ملک کی مشرق سے مغرب تک لمبائی 845 کلومیٹر (525 میل) اور شمال سے جنوب تک چوڑائی 644 کلومیٹر (400 میل) ہے۔ اس کا شمالی علاقہ بالکل بنجر اور کم آبادی والا ہے۔ اس کی سطح سمندر سے بلندی 250 سے لے کر 350 میٹر تک ہے۔ اونچا علاقہ شمال مشرق میں ہے جس کی اونچائی 500 میٹر ہے۔ ملک کا عام ڈھلان شمال سے جنوب کی طرف ہے۔ سفید وولٹا، سرخ وولٹا اور سیاہ وولٹا اس کے بڑے دریا ہیں۔ یہ سب شمال سے جنوب کی طرف بہتے ہوئے ٹوگو اور گھانا سے گزر کر خلیج گنی میں گرتے ہیں۔

2,74,200 مربع کلومیٹر

بورکینا فاسو مغربی افریقہ کا قدیم علاقہ۔ ایماندار لوگوں کا وطن

اس ملک میں پتھر کے زمانے کی آبادی کے آثار بھی دریافت ہوئے ہیں

آبادی:
ایک کروڑ 5 لاکھ نفوس (1998ء)

دارالحکومت:
اوگاڈوگو Ouagadougou (5 لاکھ)

بلند ترین مقام:
آ کیلے ڈی سنڈو (717 میٹر)

بڑے شہر:
بوبوڈیولاسو، کوڈوگو، بولسا، کایا، بینفورا، اوہی گویا، ڈوری، باٹی، ٹنکوڈوگو، ٹوگان، ہونڈی

سرکاری زبان:
فرانسیسی (موسی، مورے، فولانی)

مذاہب:
مظاہر پرست 50%، مسلم 35%، عیسائی 10%

اہم نسلی گروپ:
موسی 60%، بوبو، منیڈے

یوم آزادی:
5 اگست 1960ء

رکنیت اقوام متحدہ
20 ستمبر 1960ء

کرنسی یونٹ:
فرانک CFA=100 سینٹ
(سنٹرل بینک آف ویسٹ افریقن سٹیٹس)

انتظامی تقسیم:
30 صوبے (250 ڈیپارٹمنٹ)

موسم:
گرم و خشک ہے۔ جولائی تا اکتوبر میں درجہ حرارت 32C اور جنوری میں 25C ہوتا ہے۔

اہم زرعی پیداوار:
باجرہ، کپاس، سورگم، چاول، مونگ پھلی، مکئی، چقندر، کساوا، گنا، دالیں، پھل، سبزیاں

اہم صنعتیں:
ٹیکسٹائل، پیتل کے برتن، صابن، تیل، شراب، سگریٹ، جوتے، سوتی دھاگہ، سائیکلیں، سیمنٹ

اہم معدنی پیداوار:
مینگانیز، سونا، چونے کا پتھر، ماربل یورینیم، باکسائٹ، تانبا

مواصلات:
قومی فضائی کمپنی "ایئر بورکینا"۔ اوگاڈوگو، بوبوڈیولاسو میں بین الاقوامی ہوائی اڈے۔

تاریخی پس منظر

بورکینا فاسو کے شمالی علاقے میں دریافت ہونے والے پتھر کے کلہاڑے یہاں پتھر کے زمانے (Noollithic) میں آبادی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس علاقے کے پہلے اور مستقل آبادکار بوبو Bobo، لوبی Lobi، گورنسی Gurunsi لوگ تھے۔ 14ویں صدی عیسوی میں موسی Mossi اور گورما Gurma لوگوں نے جدید بورکینا فاسو کے مشرقی اور مرکزی علاقوں میں اپنے آپ کو منظم کیا۔ ان لوگوں نے مختلف ریاستیں قائم کیں۔ موسی سلطنتیں یاٹینگا Yatenga اور اوگاڈوگو میں 20ویں صدی کے شروع تک قائم رہیں۔

کچھ قبائل گھانا کے شمال سے ہجرت کرکے اس علاقے میں آئے۔ ایک سوڈانک سلطنت بھی یہاں پروان چڑھی۔ موسی سلطنتوں کے پاس مضبوط فوجی طاقت تھی۔ انہوں نے مالی کے سونگھائی حملہ آوروں کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ لیکن 19ویں صدی تک ان حملہ آوروں کی وجہ سے موسی سلطنتیں کمزور ہوتی گئیں۔

15ویں صدی میں جنوب کی طرف سے گھڑسوار حملہ آوروں نے مشرقی اور وسطی علاقوں میں گورما اور موسی سلطنتوں کی بنیاد ڈالی ان میں اہم سلطنت اوگاڈوگو تھی جس کے شہنشاہ کو Murho naba کہا جاتا تھا۔ جرمن مہم جو گٹلوب ایڈولف کراز نے 1886ء میں موسی سلطنت کی سیر کی۔ 1888ء میں فرنچ آرمی آفیسر لوئس گستاف بنگر نے مورہوناہا کی سیاحت کی۔ 1896ء میں فرنچ افسروں پال وولٹ اور چارلس پال لوئس نے مورہوناہا شہنشاہ بوکاری کوٹو کو شکست دی۔ اسی سال فرانس نے اوگاڈوگو سلطنت کو اپنا زیرحفاظت علاقہ قرار دیا۔ جنوری 1897ء میں انہوں نے اوگاڈوگو پر قبضہ کرلیا۔

1897ء میں گورما کا علاقہ فرانس کا زیرحفاظت علاقہ بنا۔ جبکہ 1895ء میں یاٹینگا فرانس کا زیرحفاظت علاقہ قرار پایا تھا۔

فرانس نے بوبو اور لوبی قبائل کی زمینیں چھین لیں۔ اگرچہ لوبی فوجوں نے زہریلے تیروں سے فرانسیسیوں کا مقابلہ کیا لیکن وہ 1903ء تک انہیں زیر نہ کرسکے۔ اس عرصہ میں فرانس پورے علاقے پر قابض ہوچکا تھا۔

فرانس نے ملک کو مختلف انتظامی حصوں میں تقسیم کردیا لیکن قبائلی سرداروں کی روایتی حکمرانی برقرار رہی۔ 1904ء میں یہ علاقہ "ہاؤٹ سینی گال نائیجریا کالونی" کا حصہ بن گیا۔ 1919ء سے پہلے بورکینا فاسو کا دنیا کے نقشے پر کوئی وجود نہ تھا۔ فرانس نے اسی سال آئیوری کوسٹ، مالی اور نائیجر کے کچھ حصے ملا کر ایک ملک تشکیل دیا۔ جس کا نام اپر وولٹا رکھا گیا اور اسے فرانسیسی مغربی افریقہ کا ایک علیحدہ آئینی علاقہ (کالونی) قرار دیا۔ لیکن اس نوزائیدہ ملک کی زندگی صرف 13 سال تھی۔ 1932ء میں اپر وولٹا کو توڑ دیا گیا اور اسے آئیوری کوسٹ نائیجر اور فرانسیسی سوڈان (مالی) میں تقسیم کردیا گیا۔

1947ء میں 1932ء والا اپر وولٹا دوبارہ تشکیل دیا گیا اور یہیں سے اس کی جدید تاریخ کا آغاز ہوا۔ پہلی اکھاڑ پچھاڑ فرانس کی صوابدید پر ہوئی تھی اور اب بھی اسی نے نئے سرے سے یہ ملک بنا دیا۔ 1948ء میں اپر وولٹا کو فرنچ یونین کا سمندر پار علاقہ قرار دیا گیا۔

جنگ عظیم دوم کے بعد دوسری افریقی نوآبادیوں کی طرح یہاں بھی آزادی کے لئے قوم پرست تحریکوں کا آغاز ہوچکا تھا۔ موسی اور بوبو لوگوں کی نمائندگی کے لئے متعدد سیاسی پارٹیاں تشکیل دی گئیں۔ ان میں ڈینیئل اوزین کولیبلی کی جماعت "افریقن ڈیموکریٹک ریلی پارٹی" سب سے بڑی تھی۔ 1957ء میں جب فرنچ یونین کی اصلاح کی گئی تو اپر وولٹا کی اسمبلی نے یہ حق حاصل کرلیا کہ وہ اپنی حکومتی انتظامی کونسل کو منتخب کرسکے۔ پہلی افریقی حکومت کے سربراہ ڈینیئل اوزین کولیبلی وزیراعظم مقرر ہوئے۔

1958ء میں اپر وولٹا فرنچ کمیونٹی کے اندر رہتے ہوئے خود مختار جمہوریہ بن گیا۔ ستمبر 1958ء میں وزیراعظم کولیبلی کا انتقال ہوگیا تو "وولٹیک ڈیموکریٹک یونین" (VDU) کے لیڈر ماریس یامیوگو Maurice Yameogo (پ 1921ء) وزیراعظم مقرر ہوئے۔ 1959ء میں اپر وولٹا اقتصادی و سماجی معاہدوں کی کونسل (Entete) میں شامل ہوگیا۔ اس معاہدے میں آئیوری کوسٹ، نائیجر، بینن اور ٹوگو شامل تھے۔ 5 اگست 1960ء کو فرانس نے اپر وولٹا کو مکمل آزادی دے دی۔

ماریس یامیوگو ملک کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔ 1961ء میں فرانس کے ساتھ دوطرفہ تعلقات کو برقرار رکھنے کا معاہدہ طے پایا۔ 27 نومبر 1961ء کو ملک کا پہلا آئین نافذ ہوا۔ جس کی رو سے ملک میں صدارتی طرز حکومت اختیار کیا گیا۔ 6 اکتوبر 1965ء کو صدارتی انتخابات میں یامیوگو 99% ووٹ لے کر دوبارہ صدر منتخب ہوگئے۔ انتخابات کے بعد یامیوگو نے اپنی روش بدلی اور ہر ایک کو کڑے اخلاقی اصولوں کا پابند بنانا چاہا جس پر مختلف عوامی تنظیموں نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ ملک میں بدامنی پھیل گئی۔ دسمبر 1965ء میں قومی اسمبلی بنی۔ اسی دوران حکومت اور لیبر یونینوں کے مابین کشیدگی پیدا ہوگئی۔

3 جنوری 1966ء کو ٹریڈ یونین، طلباء اور فوج نے مل کر صدر یامیوگو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ آرمی چیف آف سٹاف لیفٹیننٹ کرنل ابوکر سنگول لامیزانا Sangoule Lamizana (پ 1916ء) نے ملک کے سربراہ (ہیڈ آف سٹیٹ) جنرل اور وزیراعظم کے عہدے سنبھال لئے۔ کرنل نے آئین معطل کرکے قومی اسمبلی توڑ دی۔ سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کردی گئی۔ 1967ء میں انہیں جمہوریہ کا صدر منتخب کر لیا گیا۔

19 ستمبر 1970ء کو نیا آئین نافذ ہوا۔ جس کے تحت انتخابات کرائے گئے۔ نئی قانون ساز اسمبلی منتخب ہوئی۔ لامیزانا 4 سال کے لئے صدر منتخب ہوگئے۔ جیرارڈ آوڈرا گو وزیراعظم مقرر ہوئے۔ فروری 1971ء میں اس کی قیادت میں مخلوط حکومت قائم ہوئی۔ جس میں فوجی اور سویلین وزراء نامزد کئے گئے۔ ایک آئینی ترمیم ہوئی۔ 1973ء میں حکومت اور قومی اسمبلی کے درمیان شدید اختلافات پیدا ہوگئے۔ 8 فروری 1974ء کو صدر لامیزانا نے اعلان کیا کہ فوج نے اقتدار سنبھال لیا ہے۔ ایک صدارتی حکم کے تحت وزیراعظم کا عہدہ ختم کرکے پارلیمنٹ توڑ دی گئی۔ قومی اسمبلی کی جگہ ایک مجلس شوریٰ (مشاورتی کابینہ) نے لی۔ اس کے تمام ارکان صدر جنرل لامیزانا نے نامزد کئے۔ جس میں کئی فوجی افسر شامل تھے۔

1969ء تا 1974ء تک ملک شدید قحط کا شکار رہا۔ لامیزانا حکومت کا اہم کارنامہ یہ تھا کہ اس نے 1975ء میں مالی کے ساتھ سرحدی تنازعہ نہایت خوش اسلوبی سے حل کیا اور ہمسایہ ممالک سے اچھے دوستانہ تعلقات استوار کئے۔

1976ء میں جنرل لامیزانا نے اپنی فوجی حکومت توڑ دی اور نئی سویلین حکومت تشکیل دی۔ اکتوبر 1977ء میں مجلس شوریٰ نے ایک نئے آئین کو جنم دیا جو کہ نومبر میں نافذ کیا گیا۔ سیاسی جماعتوں پر سے پابندی اٹھالی گئی۔ نئے آئین کے تحت نومبر 1978ء میں آزادانہ اور کثیر الجماعتی پارلیمانی انتخابات منعقد ہوئے۔ ان میں جنرل لامیزانا کی جماعت کامیاب ہوئی۔ لامیزانا مخالف امیدوار میکاٹرے اوڈاوگو کو ہرا کر پھر صدر منتخب ہوگئے۔ اسمبلی کے اندر سات سیاسی جماعتوں کا اتحاد قائم ہوا۔ صدر نے اتحاد کے لیڈر

ڈاکٹر جوزف کونومبوکو وزیراعظم نامزد کیا۔اس نے مخلوط حکومت میں تمام سیاسی جماعتوں کو جگہ دی لیکن یہ اتحاد ناکام ہوگیا۔ ملک کی اقتصادی حالت بگڑتی جارہی تھی۔ 1979ء اور 1980ء کے دوران ملک میں بے چینی اور بدامنی کا راج رہا۔ جنرل لامیزانا کی حکومت بری طرح ناکام ہوگئی۔ 25 نومبر 1980ء کو فوج نے کرنل سائی زربو Saye Zerbo کی قیادت میں لامیزانا حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ دسمبر میں کرنل زربو کی قیادت میں خالص فوجی حکومت اور ملٹری کمیٹی قائم کی گئی۔اس دفعہ بھی آئین کو معطل کر کے قومی اسمبلی کو بھی ختم کردیا گیا۔

2 سال بعد 7 نومبر 1982ء کو کرنل زربو کی فوجی حکومت کا بھی تختہ الٹ دیا گیا۔ یہ انقلاب فوج کے جونیئر افسروں نے برپا کیا تھا۔انقلاب کے سربراہ میجر جین بپٹسٹ آئیڈراؤگو تھے۔کرنل زربو کو قید کرلیا گیا۔ میجر جین نے حکومت کرنے کے لئے ایک پیپلز پروویژنل سالویشن کونسل تشکیل دی اور کیپٹن تھامس سنکارا (پ 1950ء) کو وزیراعظم نامزد کردیا۔خود میجر جین فوج کو بیرکوں میں واپس لے گیا۔ جلد ہی ملک میں ایک اور انقلابی قدم اٹھایا گیا۔فوجی ایکشن کے ذریعے جوابی انقلاب لایا گیا اور حکومت کے لوگوں کو گرفتار کرلیا گیا۔وزیراعظم سنکارا کو بھی معزول کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔لیکن جلد ہی میجر جین آئیڈراؤگو نے حالات پر قابو پالیا۔اس نے کیپٹن بلیز کمپاری (پ 1951ء) کی مدد سے سنکارا کو جیل سے رہا کرایا۔لیکن جلد ہی یہ حکومت بھی بدامنی کا شکار ہوگئی۔

4/اگست 1983ء کو کیپٹن تھامس سنکارا نے اس فوجی حکومت کا بھی تختہ الٹ دیا۔سنکارا کی قیادت میں قومی انقلابی کونسل کی حکمرانی قائم ہوئی۔مخالف لوگوں کو گرفتار کر کے اہم شہروں میں کرفیو لگا دیا گیا۔ایک کابینہ بھی تشکیل دی گئی۔لیکن اصل اقتدار کیپٹن تھامس سنکارا کی قیادت میں فوج کے افسروں کیپٹن بلیز کمپاری، میجر جین بپٹسٹ بوکاری لنگانی اور کیپٹن ہنری زونگو کے ہاتھ میں تھا۔انقلاب کی پہلی سالگرہ پر 4/اگست 1984ء کو ملک کا نام جمہوریہ اپر وولٹا سے بدل کر ''جمہوریہ بورکینا فاسو'' رکھ دیا گیا۔ملک کا قومی پرچم، ترانہ اور قومی نشان بھی تبدیل کردیا گیا۔

کیپٹن سنکارا (پ 1950ء) نے ملک کے لئے بہت کام کیا۔اس نوجوان فوجی حکمران نے صحت عامہ اور تعلیم کو بہت ترقی دی۔ وہ ملک کے لئے ایک سچا اور مخلص حکمران تھا۔اسے افریقہ کا فرزند عظیم کا خطاب بھی دیا گیا۔دسمبر 1985ء میں مالی کے ساتھ سرحدی جنگ ہوئی۔

اکتوبر 1987ء کو صدر کیپٹن سنکارا کے گہرے دوست، ساتھی اور مشیر اعلیٰ کیپٹن بلیز کمپاری (پ 1951ء) نے سنکارا حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اس انقلاب میں 36 سالہ کیپٹن سنکارا کو آٹھ اعلیٰ فوجی افسروں سمیت گولی مار کر ہلاک کردیا گیا۔کیپٹن بلیز کمپاری نے ایک سپریم ملٹری کمیٹی قائم کی اور فوجی حکومت قائم ہوگئی۔ستمبر 1989ء میں میجر لنگانی اور کیپٹن زونگو کو کمپاری کا تختہ الٹنے کے الزام میں پھانسی دے دی گئی۔ 1990ء میں کمپاری نے محدود جمہوریت بحال کی۔ 11 جون 1991ء کو عوامی ریفرنڈم کے بعد نیا آئین نافذ ہوا۔دسمبر 1991ء میں نئے آئین کے تحت صدارتی انتخابات ہوئے۔جس میں بلیز کمپاری بغیر اپوزیشن کے صدر منتخب ہوگئے۔ 1992ء میں کثیر جماعتی نظام بحال ہوا۔مئی 1992ء میں 107 رکنی قومی اسمبلی کے لئے کثیر جماعتی پارلیمانی انتخابات ہوئے۔جن میں صدر کمپاری کی جماعت ''کانگرس فار ڈیموکریسی اینڈ پراگرس'' (CDP) کامیاب ہوگئی۔ 16 جون 1992ء کو یوسف آئیڈراؤگو وزیراعظم بنے اور 29 رکنی کابینہ قائم ہوئی۔ جنوری 1994ء میں کرنسی کی قیمت کم کرنے سے کشیدگی اور حکومت بحران کا شکار ہوئی۔

22 مارچ 1994ء کو مارک کرسٹیان کابورے نے وزارت عظمیٰ سنبھالی۔ 6 فروری 1996ء میں ڈیزائر کیڈرے آئیڈراؤگو کو وزیراعظم مقرر کیا گیا۔ 11 مئی 1997ء کو پارلیمانی انتخابات ہوئے۔صدر کمپاری (Blaise Compare) کی جماعت (CDP) نے 107 میں سے 97 نشستیں حاصل کر لیں۔ 6 جون کو وزیراعظم ڈیزائر کیڈرے نے استعفیٰ دے دیا۔

15 نومبر 1998ء کو صدارتی انتخابات منعقد ہوئے۔کمپاری دوبارہ صدر منتخب ہوگئے۔

7 نومبر 2000ء کو وزیراعظم ڈیزائر کیڈرے آؤڈراؤگو کے استعفیٰ کے بعد ارنسٹ یونلی Yonli وزیراعظم بنے۔

حکومت

بورکینا فاسو ایک جمہوریہ ہے۔صدر ریاست کا سربراہ مملکت (ہیڈ آف سٹیٹ) اور تمام انتظامی اختیارات کا مالک ہے۔اس کے علاوہ مسلح افواج کا کمانڈر انچیف بھی صدر ہوتا ہے۔حکومت کا سربراہ وزیراعظم جسے صدر نامزد کرتا ہے۔کابینہ کا انتخاب قومی اسمبلی کی منظوری سے ہوتا ہے۔ 1991ء کے آئین میں صدر کے عہدے کی میعاد 7 سال رکھی گئی۔قومی اسمبلی کے ارکان کی تعداد 107 ہے۔

بڑی سیاسی جماعتیں

کانگرس فار ڈیموکریسی اینڈ پراگریس (PDC)، ڈیموکریٹک افریقن ریلی (RAD)، ڈیموکریٹک وولٹیک یونین (UDV)، نیشنل یونین فار ڈیفنس آف ڈیموکریسی (UNDD) اور وولٹیک پروگریسو یونین (UPV) بڑی سیاسی جماعتیں ہیں۔

بورکینا فاسو کے صدر

☆ماریس یامیوگو

5/اگست 1960ء-3 جنوری 1966ء

☆جنرل سنگول لامیزانا

3 جنوری 1966ء-25 نومبر 1980ء

☆کرنل سائی زربو

25 نومبر 1980ء-7 نومبر 1982ء

☆میجر جین بپٹسٹ آئیڈراؤگو

7 نومبر 1982ء-4/اگست 1983ء

☆کیپٹن تھامس سنکارا

4/اگست 1983ء-15/اکتوبر 1987ء

☆کیپٹن بلیز کمپاری

15/اکتوبر 1987ء

برکینا فاسو کے وزراء اعظم

☆یوسف آؤڈراؤگو

16 جون 1992ء-19 مارچ 1994ء

☆راک کرسٹیان کابورے

20 مارچ 1994ء-5 فروری 1996ء

☆کیڈرے ڈیزائر آؤڈراؤگو

6 فروری 1996ء-6 نومبر 2000ء

☆پیرامانگا ارنسٹ یونلی

7 نومبر 2000ء

بورکینا فاسو گھانا کے شمال میں واقع ہے اس کا پہلا نام اپر وولٹا تھا بعد میں انقلابی حکومت نے نام بدل کر بورکینا فاسو یعنی عزت دار لوگوں کی سرزمین نام رکھ دیا۔ یہاں 1951ء میں احمدیت کا پودا لگ گیا تھا۔ جماعت احمدیہ گھانا کی توجہ سے یہ پودا آہستہ آہستہ جڑیں مضبوط کرتا رہا۔مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر جماعت احمدیہ گھانا خود بھی ایک دفعہ وہاں تشریف لے گئے اور اس مختصر جماعت کو منظم کیا۔خدا کے فضل سے بعض پڑھے لکھے اور سرکاری ملازم بھی جماعت میں شامل ہو چکے تھے اس لئے خاموشی سے انتظام آگے بڑھتا رہا۔حکومت کے کاغذات میں بھی جماعت کا اندراج ہوگیا۔

جنوری 1990ء میں خاکسار کی تقرری بورکینا فاسو ہوگئی۔ ان دنوں خاکسار آئیوری کوسٹ میں فرانسیسی زبان سیکھ رہا تھا۔حکم موصول ہوا تو رخت سفر باندھ کر روانگی کی تیاری شروع کی۔اور ویزا ملتے ہی عازم سفر ہوگیا۔

جب واگا دوگو ائیر پورٹ پر پہنچا تو چھ سات احباب استقبال کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک مکان پہلے ہی سے کرایہ پر لیا جا چکا تھا چنانچہ استقبال کے بعد خاکسار کو اسی مکان میں پہنچا دیا گیا۔

واگا دوگو بورکینا فاسو کا دارالخلافہ ہے یہاں صرف چند گھر احمدی تھے باقی تمام لوگ احمدیت کے نام سے بھی بے خبر تھے۔ پاکستان میں کام کے دوران بزرگوں کی ہدایات یاد آئیں اور یہ عزم کر کے کہ یہاں احمدیت کا غلبہ ہو۔ دعائیں اور جس حد تک ممکن ہوا کوشش شروع کی۔

ہمارے اس مکان میں تین بیڈ روم اور ایک ڈرائنگ روم تھا مگر فرنیچر میں صرف ایک پلنگ اور ایک پیڈسٹل فین تھا۔

ہمارے معلم کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اور وہ اپنی

بورکینا فاسو میں احمدیت کا آغاز اور مرکز کا قیام

محمد ادریس شاہد صاحب

اہلیہ سمیت یہیں مقیم تھے۔ خاکسار نے پلنگ اور پنکھا ان کو دے دیا اور دوسرے کمرہ میں خود چٹائی پر بستر لگا لیا۔ اب دفتر کے قیام کا سوال پیدا ہوا تو معلم صاحب بعض مناسب قسم کی لکڑیاں لائے چند کیل لئے اور ان لکڑیوں کو ترتیب دے کر ایک میز کی شکل بنائی۔ ان کی بیوی نے اپنی ایک چادر دی جس کو میز پوش کے طور پر میز پر ڈال کر تمام کمیاں چھپادی گئیں۔ ہمسایوں سے ایک کرسی اور دو بنچ عاریتاً لے کر دفتر شروع ہو گیا۔

ہمارے پاس دو پرانے موٹر سائیکل تھے۔ اپنے ساتھی سے مشورہ کیا کہ وہ کس علاقہ سے واقفیت رکھتے ہیں مشورہ کے بعد حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست ارسال کر کے سفر پر نکل پڑے۔ موٹر سائیکل اتنے کمزور حالت تھے کہ چھوٹی چڑھائی پر بھی پلگ جواب دے دیتا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری ہمت کا پلگ شارٹ نہ ہوا اور ہم نے بفضلہ تعالیٰ پانچصد سے زائد کلومیٹرز کا سفر کیا اور خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے تین صد سے زائد پھل عطا فرمائے۔

پہلا جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کا پروگرام زیر غور آیا۔ صد سالہ جشن جوبلی کے پروگرام دنیا بھر میں جاری تھے۔ ہم نے سوچا کہ مارچ 90ء کے آغاز میں ہی جلسہ منعقد کرلیا جائے تا کہ یہ جلسہ بورکینا فاسو کا پہلا جلسہ سالانہ ہونے کے ساتھ ساتھ صد سالہ جشن تشکر کا جلسہ ہونے کا بھی شرف حاصل کرے۔ 8-9 مارچ کی تاریخیں مقرر ہوئیں۔ اس پہلے جلسہ میں پچاس کے قریب حاضری تھی۔ حضور انور کی طرف سے بہت پیار بھرا پیغام موصول ہوا۔ یہ پیغام اردو میں تھا۔ اردو زبان یہاں پر میرے علاوہ کسی کو نہ آتی تھی اور میری یہ کیفیت تھی کہ فرنچ زبان پر زیادہ عبور نہ تھا چنانچہ ترجمہ کے لئے ایک بچ پر بیٹھ گیا خاکسار ایک ایک فقرہ کچھ انگریزی میں کچھ فرانسیسی زبان میں ساتھیوں کو سمجھاتا رہا۔ معلم صاحب جو گھانا سے تعلیم حاصل کر کے آئے تھے میرے ترجمہ کو مزید وضاحت کے ساتھ دوسرے دوستوں کے سامنے بیان کرتے۔

عثمان احمد صاحب نے جلسہ میں یہ پیارا پیغام پڑھ کر احباب کو سنایا۔ خود ترجمہ کرنا مشکل تھا لیکن ترجمہ شدہ عبارت پر تسلی تھی کہ اصل پیغام کا حق ادا ہو رہا ہے۔

جلسہ کے بعد مزید دورہ کے پروگرام بنے ہر پروگرام کے نتائج خدا کے فضل سے حوصلہ افزا رہے۔

مرکز کی طرف سے بجٹ کی منظوری کے بعد گرانٹ موصول ہوگئی اور تمام ضروری اشیاء مثلاً میز، کرسیاں، الماری، فریج، چارپائیاں وغیرہ بنوائی گئیں۔ ابتداء میں ڈرائنگ روم میں نماز جمعہ پڑھتے تھے جب تعداد میں کچھ اضافہ ہوا تو صحن میں ایک درخت کے نیچے خواتین اور برآمدے میں مردوں نے نماز شروع کی۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو سارے صحن میں لوہے کی چادر کی چھت بنا کر سائے کا وسیع انتظام ہوا اور جگہ کو وسعت مل گئی جلسہ سالانہ کے انعقاد سے قبل مکان کے باہر جماعت احمدیہ کا بورڈ لگا دیا گیا اور جلسہ کی افتتاحی تقریب میں پہلی دفعہ لوائے احمدیت بھی لہرا دیا گیا۔

رابطہ مہم اور تائید الٰہی

اس دوران عوام الناس سے روابط کا کام جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ مختلف ممالک کے سفراء اور بورکینا فاسو کے وزراء سے ملاقات کی درخواست بھجوانی شروع کی۔ شروع میں تو کسی طرف سے مثبت جواب موصول نہ ہوا لیکن آہستہ آہستہ یہ فاصلے بھی ختم ہونے شروع ہوئے۔ Mossi قبیلہ کے بادشاہ کے ساتھ تو بالکل ابتداء میں ہی ملاقات ہوئی جماعت کا تعارف کروایا اور فرانسیسی ترجمہ قرآن تحفہ میں پیش کیا۔ اس بادشاہ کو Mogha Naaba کہتے ہیں جس کا مطلب ہے ساری دنیا کا بادشاہ اور اس کے پروٹوکول قوانین بہت سخت ہیں انہیں قوانین میں یہ بات بھی شامل ہے کہ کوئی شخص اس کے مقابل کرسی پر نہیں بیٹھ سکتا۔ سر پر ٹوپی اور پاؤں میں جوتا بھی نہیں پہن سکتا۔ سلام کرنے کے آداب میں لازمی ہے کہ بادشاہ کے سامنے آنے والا سجدہ ریز ہو۔

خاکسار کا طریق کار یہ رہا کہ جوتا تو باہر اتار جاتا تھا ٹوپی پہنے رکھتا اور ہاتھ سے ہاتھ ملا کر سلام کرتا البتہ اس کے بعد بادشاہ کے سامنے صف پر بیٹھ جاتے۔ میرے ساتھی بھی یہی طریق اختیار کرتے۔ بعض احباب کو اعتراض تھا کہ بادشاہ کے سامنے ہم نیچے کیوں بیٹھتے ہیں۔ ان کے مقابل پر خاکسار کا نقطہ نظر یہ تھا کہ جب ہمارا مقصد خدا کی طرف بلانا ہے تو اگر یہ پیغام صف پر بیٹھ کر دینا پڑے تو کیا حرج ہے...... اس پر خدا کا احسان یہ ہوا کہ ایک وہ وقت بھی آیا کہ وہی بادشاہ اپنے ہاتھ سے کرسی اٹھا کر لایا اور اس عاجز کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ اور پینے کے لئے بوتل بھی پیش کی۔

جماعت کا پھیلاؤ اور کام کی وسعت

جوں جوں پیغام پھیلنا شروع ہوا کارکنان کی ضرورت بڑھی مربیان میں اضافہ ہوا۔ مکرم محمد طارق محمود صاحب مربی سلسلہ تشریف لے آئے۔ بورکینا کے تین طلبہ آئیوری کوسٹ میں زیر تعلیم تھے فارغ التحصیل ہونے پر بورکینا بطور معلم تقرری ہوگئی۔ مکرم عبدالرشید انور صاحب امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ تشریف لے آئے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہر طرف سے فتوحات کی خبریں آتی رہیں۔

ایک گاؤں کے کچھ نوجوانوں نے ایک دوسرے گاؤں میں ہمارا پیغام سنا اور ہمیں اپنے گاؤں آنے کی دعوت دی جب ہم ان کے گاؤں گئے۔ رات دیر تک بارش ہوتی رہی خوب سوال جواب ہوئے بالآخر ہم نے بیعت کی تحریک کی تو امام صاحب نے بیعت سے انکار کیا۔ نوجوانوں نے امام سے مخاطب ہو کر کہا کہ جناب ہمیں تو بات سمجھ آ گئی ہے ہم تو بیعت کر رہے ہیں اگر آپ نے بیعت نہیں کرنی تو صبح اپنا بستر باندھیں اور اپنی راہ لیں کیونکہ پھر تم ہمارے امام نہیں بن سکتے۔ امام صاحب نے جب یہ بات سنی تو فوراً بیعت فارم کی طرف لپکے اور دوسروں کو بھی کہا کہ سب بیعت کرلیں۔

اس علاقے میں ایک بہت بڑی خصوصیت یہ دیکھی کہ یہ لوگ بات غور سے سنتے اور پھر پوری تسلی اور اطمینان حاصل کرنے کے لئے خوب سوال کرتے اکثر و بیشتر اگر نماز عشاء کے بعد بات شروع ہوتی تو رات ایک دو بجے تک سوالات کا سلسلہ جاری رہتا۔ اچھی طرح تسلی کرنے کے بعد امام صاحب مختلف احباب سے مشورہ کرتے۔ متعدد چیدہ چیدہ افراد سے مشورہ کے بعد امام صاحب بیعت کرنے کا فیصلہ دیتے۔ ان کے مشورہ کے دوران ہمیں خوب دعا کا موقعہ ملتا۔

خدا کا شکر ہے کہ عام طور پر خدا تعالیٰ صحیح فیصلہ کرنے کی ہی توفیق دیتا رہا اور تمام گاؤں والے امام اور بیت سمیت خدا کے دین میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ ہر نئے آنے والے گاؤں سے امام صاحب کے مشورہ سے مستعد نوجوان منتخب کر کے اپنے پاس بلاتے ان کی تعلیمی و تربیتی کارگزاری کے ساتھ ساتھ ان کی واقفیت اور اثر و رسوخ والے نئے دیہات سے رابطہ کر کے نئے پروگرام بنائے جاتے رہے۔ اور اس طرح پروگرام آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب ظاہر ہے کہ پورے ملک کو ایک مرکز سے تعلیمی و تربیتی لحاظ سے منظم کرنا مشکل تھا اس لئے نئے مراکز کا قیام بھی ساتھ ساتھ جاری رہا۔ 1998ء تک سات مزید مراکز کام شروع کر چکے تھے۔

ہسپتال کا قیام

ہسپتال کھولنے کے سلسلہ میں وزارت صحت کے ساتھ رابطہ رہا۔ وزیر صحت کے علاوہ وزیراعظم کے ساتھ بھی وقتاً فوقتاً ملاقات ہوتی رہی۔ ابتداء میں یہ مشکل سامنے تھی کہ ہمارے پاس فرنچ زبان بولنے والے ڈاکٹرز زیادہ نہ تھے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے یہ مسئلہ حل کر دیا اور ماریشس کے ڈاکٹر محترم محمود بھنو صاحب کی تقرری ہمارے پاس ہوگئی۔ جہاں تک وزارت صحت کی طرف سے اجازت کا مسئلہ تھا وہ بھی احسن طور پر اپنی تکمیل تک اس طرح پہنچا کہ جماعت احمدیہ بورکینا فاسو اور وزارت صحت بورکینا فاسو کے درمیان ایک جامع معاہدہ طے پایا جس پر وزیر صحت اور خاکسار نے دستخط کئے اس معاہدہ میں ہماری طرف سے صحت کے میدان میں خدمات کی پیش کش اور اس کے مقابل پر گورنمنٹ کی طرف سے بعض رعایتوں کا عہد تھا۔ اس معاہدہ کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ بورکینا فاسو میں ہومیو پیتھک طریقہ علاج بالکل ممنوع تھا لیکن جب ہم نے مشن کی طرف سے لکھ کر بھیجا جس کے ساتھ مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب کی سند بھی منسلک تھی تو وزارت صحت کو کسی اعتراض کی جرأت نہ ہوئی۔

تیاری داعیان

نئے داعیان کی تیاری کے لئے تعلیمی کلاس کے ساتھ ساتھ عملی تربیت کے لئے ان کو باری باری اپنے دفتر بلا کر کہا جاتا تا کہ آپ یہ بھول جائیں کہ آپ میرے دفتر میں ہیں آپ یہ سمجھیں کہ آپ کا ایک دوست دریا کے کنارے آیا ہے آپ اس کے پاس آئے ہیں اس کو ابھی تک حضرت امام الزمان کی آمد کی خبر نہیں پہنچی آپ ان تک پیغام کیسے پہنچائیں گے۔ اس پروگرام میں خاکسار کے علاوہ کچھ دوست مزید وہاں بیٹھتے۔

زیر تربیت داعی اپنے الفاظ میں کھل کر پیغام پہنچاتا اور بعدہ مزید وضاحت کے لئے ان پر سوالات بھی کئے جاتے اس ساری کارروائی کے دوران خاکسار ایک کاغذ پر ان کی غلطیاں نوٹ کر کے بعد میں غلطیوں کی تصحیح کروا دیتا۔ پھر ان داعیان کو میدان میں بھجوانے سے قبل اپنے ساتھ یا دوسرے مرکزی مربیان کے ساتھ دورہ پر بھجوایا جاتا تا کہ تمام حالات میں گزر کر مزید تربیت کا موقعہ ملے ان تمام ادوار سے گزرنے کے بعد ان کو علیحدہ گروپ کی شکل میں دعوت الی اللہ کے لئے بھجوایا جاتا تھا۔

ابتدائی سالوں میں جب ہر طرف پیغام پھیلنا شروع ہوا تو مخالفین بھی بیدار ہوئے ہم اپنے ساتھ بیعت فارم رکھتے تھے اور دوران سوال و جواب بیعت فارم پڑھ کر سناتے تھے تاکہ سننے والے جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد سمجھ سکیں اور ساتھ ہی بیعت کرنے کی دعوت بھی دی جاتی۔

ہمارے مخالفین کے ہاتھ یہ حربہ آیا کہ بیعت فارم بغیر کسی کانٹ چھانٹ کے چھپوا کر دیہاتوں میں تقسیم کئے اور ان کو آگاہ کیا کہ آپ کے پاس ایک ایسا وفد آئے گا جس کے پاس یہ فارم ہوں گے ان کی بات ہرگز نہ سننا۔

دیہاتوں میں لوگوں نے پڑھنے لکھنے والوں سے وہ کاغذ پڑھ کر سنے اور بجائے متنفر ہونے کے زیادہ رغبت کے ساتھ توجہ کی اور چھان بین شروع کی کہ ایسا پیغام دینے والے لوگ کہاں ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جن دیہاتوں میں ہمارا داخلہ بند کرنے کی کوشش کی گئی ان دیہاتوں نے خود اپنی دلچسپی سے دعوت دے کر بلوایا۔

25 مارچ 2004ء

بورکینا فاسو میں آمد

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 25 مارچ 2004ء بروز جمعرات دوپہر 12:40 پر Paga (پاگا) بارڈر سے بورکینا فاسو میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران اور مربیان کرام اور خدام الاحمدیہ کے ایک وفد نے مکرم محمود ناصر صاحب ثاقب امیر جماعت احمدیہ بورکینا فاسو کی قیادت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا والہانہ استقبال کیا بارڈر سے ملک کے دارالحکومت واگا ڈوگو کی طرف آتے ہوئے 2 کلومیٹر کے فاصلہ پر صوبہ Nahouri (ناؤری) کا ایک شہر ''PO'' ہے۔ اس صوبہ کے ہائی کمشنر حضور انور ایدہ اللہ کے استقبال کے لئے سڑک پر موجود تھے گورنمنٹ کی طرف سے ان کو حضور انور ایدہ اللہ کی آمد کی اطلاع پہلے سے دے دی گئی تھی۔ وہ 11 بجے حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔ قریباً ایک بجے حضور انور اس جگہ پر پہنچے تو ہائی کمشنر نے حضور انور ایدہ اللہ سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ ہائی کمشنر نے اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا اور بورکینا فاسو کے سفر کو یادگار سفر بننے کی خواہش کا اظہار کیا۔ وہاں سے قافلہ روانہ ہو کر پونے دو بجے واگا ڈوگو میں ہوٹل Sofitel پہنچا۔ جہاں حکومت بورکینا فاسو نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے بہترین رہائش مہیا کی تھی۔ حکومت کے پروٹوکول کے ایک اعلیٰ افسر نے حضور انور کا استقبال کیا اور حکومت کی طرف سے خوش آمدید کہا ہوٹل میں حضور انور کو جائے قیام تک چھوڑنے ساتھ گئے۔ حکومت نے حضور انور ایدہ اللہ کے سفر کے لئے گاڑی بھی مہیا کی۔

بلند ہو کے رہے گا منارِ افریقہ

نگاہِ رحمتِ پروردگار افریقہ — ہے خاص طور پہ سوئے دیارِ افریقہ
خدا کا شکر ہے بیحد کہ کٹ گئی آخر — شبِ دراز شبِ انتظارِ افریقہ
امامِ وقت کو اپنے دیار میں پا کر — خوشی سے جھوم رہے ہیں خیارِ افریقہ
زہے نصیب کہ ہم میں امامِ وقت آیا — خوشا نصیب کہ آئی بہارِ افریقہ
یہی امام ہے مأویٰ ضعیف قوموں کا — پناہِ عالمیاں، غمگسارِ افریقہ
کبھی نہ اتنے مبارک تھے عہدِ ماضی میں — کہ جتنے آج ہیں لیل و نہار افریقہ
خدا کے بندے ہیں گورے ہوں یا کہ ہوں کالے — صدا یہ دیتے ہیں لیل و نہارِ افریقہ
ہزار زور لگائیں سفید فام مگر — بلند ہو کے رہے گا منارِ افریقہ
دیارِ حبش میں آ کر امانِ جاں پا کر — بڑھا گئے ہیں صحابہ وقارِ افریقہ
ہمارے سید و مولیٰ سیاہ فام بلالؓ — بسا گئے ہیں دلوں میں پیارِ افریقہ
خدا کرے کہ لوائے بلالؓ کے نیچے — قرار پائے دلِ بے قرار افریقہ

ظفرؔ قریب ہیں وہ دن کہ احمدی ہونگے
دیارِ مشرق ومغرب دیارِ افریقہ

ظفر محمد ظفرؔ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ بورکینا فاسو

(25 مارچ تا 4/ اپریل 2004ء)

مشن ہاؤس میں استقبال

ہوٹل سے نماز ظہر اور عصر کے لئے حضور انور 2:05 پر روانہ ہوئے اور 2:10 پر احمدیہ مشن ہاؤس پہنچے۔ جہاں پانچ ہزار سے زائد افراد نے حضور انور کا بہت پرجوش استقبال کیا۔ اور فضا نعرہ ہائے تکبیر اللہ اکبر، احمدیت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ اس موقع پر دو بچوں عزیزم وورا گو ناصر احمد اور عزیزہ مریم تراؤن نے حضور انور کو پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے قطار میں کھڑے اراکین نیشنل مجلس عاملہ مربیان کرام ڈاکٹر صاحبان اور دوسرے کارکنان کو شرف مصافحہ بخشا، حضور انور احباب جماعت کے نعروں کا ہاتھ ہلا کر جواب دیتے رہے۔ حضور انور کے دیدار کے لئے لوگ دیوانہ وار بے تاب تھے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ ان لوگوں نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ کسی خلیفۃ المسیح کا براہ راست دیدار کیا تھا۔ سبھی احباب کی نظریں حضور انور کے چہرہ مبارک پر مرکوز تھیں۔ کسی خلیفۃ المسیح کا بورکینا فاسو کا یہ پہلا دورہ ہے۔ 25 مارچ کا دن اس لحاظ سے تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ اس روز خلیفۃ المسیح کے قدم پہلی مرتبہ بورکینا فاسو کی سرزمین پر پڑے۔

عمائدین سے ملاقات

استقبال کے بعد حضور انور دفتر تشریف لائے۔ جہاں پر گورنمنٹ کے پروٹوکول آفیسر اور انڈیا کے قونصلیٹ نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اس موقع پر غانا کے امیر صاحب اور ڈپٹی منسٹر برائے انرجی بھی حضور انور کے ساتھ موجود تھے۔ 2 بج کر 35 منٹ پر حضور انور نماز کی خاطر جلسہ گاہ کے لئے تیار کئے ہوئے پنڈال میں تشریف لائے۔ اور نماز ظہر وعصر باجماعت پڑھائیں نماز کے بعد مکرم عبدالرشید صاحب انور امیر جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد کے بارہ میں پریس کے نمائندوں کو جس میں نیشنل ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے نمائندے شامل تھے بریفنگ دی۔ پریس کے نمائندگان نے حضور انور کی تصاویر لیں اور آمد کے مناظر کو فلمبند کیا۔ اور رات آٹھ بجے اور دس بجے کی نیشنل خبروں میں حضور انور کی آمد اور استقبال کے مناظر کو بہت عمدہ رنگ میں کوریج دی گئی۔

نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی کے بعد ہوٹل روانہ ہونے سے قبل امیر صاحب غانا اور ڈپٹی منسٹر آف انرجی غانا نے حضور انور سے الوداعی ملاقات کی اور حضور انور نے ان سے مصافحہ کیا۔

ہوٹل پہنچنے کے بعد حضور انور نے غانا سے ساتھ آنے والے وفد کو دعا کے ساتھ الوداع کیا اس موقع پر تصاویر بھی اتاری گئیں۔

معائنہ انتظامات جلسہ گاہ

شام 6 بج کر 35 منٹ پر حضور انور جلسہ کے انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے جلسہ گاہ تشریف لائے۔ جہاں پر حضور انور نے جلسہ کے لئے بنائے گئے بازار، نمائش، نئے تعمیر کردہ مشن ہاؤس، بیت الذکر اور زیر تعمیر ہسپتال کا معائنہ فرمایا۔ لنگر خانہ کے معائنہ کے دوران لجنہ کو کھانا پکاتے ہوئے دیکھا اور دریافت فرمایا کہ کیا پکایا ہے۔ لجنات دیگچوں کے ڈھکن اٹھا کر بتاتیں کہ چاول اور سالن پکایا ہے۔ معائنہ کے بعد حضور انور نے 6:50 پر نماز مغرب اور عشاء پڑھائیں اور پھر رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔

26 مارچ 2004ء

صبح پانچ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور نے بیت المہدی واگاڈوگو سے ملحقہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ سات ہزار سے زائد افراد نے حضور انور کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی۔

دس بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور بورکینا فاسو کے وزیراعظم His Excellency Per langa Ernest Yonhi سے ملاقات کے لئے پرائم منسٹر ہاؤس تشریف لے گئے۔ پروٹوکول آفیسر نے حضور انور کا استقبال کیا۔ ساڑھے دس بجے وزیراعظم سے ملاقات ہوئی جو بیس منٹ تک جاری رہی۔

یہاں سے فارغ ہو کر حضور انور صدر مملکت بورکینا فاسو His Excellency Blaise Compaore سے ملاقات کے لئے ایوان صدر تشریف لے گئے۔ جہاں ملک کے وزیر خارجہ آنریبل وردا گو یوسف اور کیبنٹ ڈائریکٹر نے حضور انور کو Welcome کیا۔ قریباً دس منٹ تک ان دونوں احباب سے ملاقات رہی۔ اس کے بعد گیارہ بجے سے لے کر ساڑھے گیارہ بجے تک صدر مملکت بورکینا فاسو سے ملاقات ہوئی۔

وزیراعظم بورکینا فاسو سے ملاقات

حضور انور ایدہ اللہ حسب پروگرام صبح 10:30 پر وزیراعظم بورکینا فاسو کے ساتھ ملاقات کی غرض سے وزارت عظمیٰ کے دفتر تشریف لے گئے۔ مصافحہ کے بعد حضور انور تشریف فرما ہوئے تو وزیراعظم آپ کے پہلو میں بیٹھے۔ حضور انور نے ملاقات کے سلسلہ میں وزیراعظم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا ملاقات سے دلی خوشی پہنچی ہے۔

وزیراعظم نے کہا کہ North کے علاقہ کا گزشتہ دنوں دورہ کے دوران جماعت کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اخلاص اور محنت سے کام کرنے والے لوگ ہیں۔ آپ کے نمائندگان ہم سے رابطہ رکھیں ہم بھرپور تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔

وزیراعظم نے کہا کہ ہمیں سخت معاشی، سماجی اور موسمی حالات کا سامنا ہے۔ لیکن ہر آنے والا دن ہمارے لئے ترقی کی نئی نوید لے کر آتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں بورکینا فاسو کے لوگوں میں ملنساری اور مہمان نوازی کی روح سے از حد متاثر ہوں۔ میری دعا ہے کہ یہ ملک روز بروز اور تیزی سے ترقی کرے۔

حضور انور نے غانا میں قیام اور شعبہ زراعت کے ساتھ تعلق کا ذکر کیا۔ اور اس طور پر دریائے وولٹا پر ڈیم کی تعمیر کا موضوع زیر بحث آ گیا۔

حضور انور نے دریافت کیا آیا یہ ڈیم کسی پہاڑی علاقہ میں تعمیر ہوگا یا پھر مٹی کا بند باندھ کر۔ وزیراعظم نے کہا کہ اس سلسلہ میں 'Studies' مکمل ہو چکی ہیں۔ یہ ڈیم مٹی کا بند باندھ کر بنائے جانے کا پروگرام ہے۔ لیکن ہم اس ڈیم کو ریجنل منصوبہ کے تحت تعمیر کرنا چاہتے ہیں تا کہ دیگر ممالک بھی اس سے متاثر ہونے کی بجائے مستفید ہو سکیں۔

آبپاشی کے ضمن میں وزیراعظم نے بیان کیا کہ آئندہ تین سال میں 1600 بیراجوں کا منصوبہ ہے اور یوں موجودہ نسبت 73 سے بڑھ کر 90 فیصد ہو جائے گی۔

آخر پر حضور انور نے اس ملاقات کی یادگار کے طور پر دیدہ زیب Complementry پلیٹ جس پر منارۃ المسیح نقش تھا پیش فرمائی۔ اور وزیراعظم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایوان صدر، صدر مملکت سے ملاقات کی غرض سے روانہ ہو گئے۔

صدر مملکت بورکینا فاسو سے ملاقات

حضور انور ایوان صدر میں صدر مملکت سے ملاقات کی غرض سے دس بج کر پچاس منٹ پر تشریف لائے تو بورکینا فاسو کے وزیر خارجہ جو کہ مسلمان ہیں اور ان کے ہمراہ صدر مملکت کے کیبنٹ ڈائریکٹر کے ساتھ غیر رسمی ملاقات کا موقع پیدا ہو گیا وزیر موصوف نے کہا کہ وہ حضور انور کو MTA پر اکثر دیکھتے ہیں۔ حضور نے تعارف کے بعد ملاقات پر خوشی کا اظہار فرمایا اور دریافت فرمایا کہ آیا وہ MTA باقاعدگی سے دیکھتے ہیں وزیر موصوف نے کہا کہ باقاعدگی سے ان کی مصروفیات کے باعث MTA دیکھنا ممکن نہیں البتہ اکثر اوقات وہ MTA سے مستفید ہوتے ہیں۔ حضور انور نے وزیر موصوف کو MTA پر فرنچ سروس کی تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔

ملاقات اس خوشگوار ماحول میں جاری تھی کہ 11:00 بجے اطلاع دی گئی کہ صدر مملکت بالائی منزل پر حضور انور اور وفد کے ساتھ ملاقات کے منتظر ہیں۔ چنانچہ وزیر خارجہ، کیبنٹ ڈائریکٹر اور وفد کے ہمراہ حضور انور بالائی منزل پر واقع صدر مملکت کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ جہاں صدر مملکت حضور انور کو خوش آمدید کہنے کیلئے منتظر کھڑے تھے۔ مصافحہ کے بعد حضور انور تشریف فرما ہوئے تو صدر مملکت آپ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

حضور انور نے ملاقات کے لئے صدر مملکت کا شکریہ ادا کیا اور دلی خوشی کا اظہار فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا کہ بورکینا فاسو کے دورہ کا اگرچہ ابھی دوسرا ہی دن ہے لیکن وہ بورکینا فاسو کے لوگوں کے اخلاق سے از حد متاثر ہوئے ہیں۔

زراعت کے متعلق مفید مشورے

حضور انور نے فرمایا کہ چونکہ ان کا تعلق زراعت کے شعبہ سے رہا ہے اس لحاظ سے غانا کی سرحد سے واگا ڈوگو پہنچنے تک اندازہ ہوتا ہے کہ اس شعبہ میں ترقی کے آپ کے پاس وافر مواقع اور صلاحیتیں موجود ہیں۔ جوں جوں گفتگو آگے بڑھتی جاتی صدر مملکت کے انداز میں بے تکلفی اور اپنائیت اور ایک عجیب خوشی کا احساس ہو رہا تھا۔

حضور انور نے فرمایا صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ملک کے لوگ محنت اور دیانتداری سے کام لیں۔ حضور انور نے فرمایا بیرون ممالک سے ماہرین کو منگوانا آپ کے لئے مفید نہیں رہے گا آپ کو مقامی ماہرین تیار کرنے ہوں گے۔

صدر مملکت نے کہا اس وقت انڈیا، چائنا، تائیوان اور دیگر ممالک زراعت کے شعبہ میں ہمارے ملک کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا یہ درست ہے تیسری دنیا کے ممالک سے اس شعبہ میں تعاون لینا آپ کے لئے مفید ہوگا بالخصوص چائنا سے کیونکہ یہ لوگ اپنے کام میں دیانتدار ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ افریقہ کا یہ علاقہ ان کے لئے اجنبی نہیں ہے کیونکہ 8 سال کا عرصہ انہیں غانا میں گزارنے کا موقعہ ملا اور ان آٹھ سالوں میں سے چار سال غانا کے نارتھ یعنی بورکینا فاسو کی سرحد کے قریب گزارنے کا موقعہ ملا۔

گندم کی کاشت کا کامیاب تجربہ

حضور انور نے فرمایا کہ غانا میں قیام کے دوران دریائے وولٹا کے کنارے گندم کی کاشت کا کامیاب تجربہ کرنے کا بھی موقعہ ملا۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ دریائے وولٹا بورکینا فاسو میں کس مقام سے پھوٹتا ہے۔ اس پر صدر مملکت نے بورکینا فاسو کا نقشہ طلب فرمایا اور حضور انور کے ساتھ Protocol کو بالائے طاق رکھ کر بہت بے تکلفانہ انداز میں بورکینا فاسو میں زرعی منصوبوں اور بجلی و پانی کی پیداوار کے منصوبوں سے متعلق تفصیلی معلومات نقشہ کی مدد سے فراہم کیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ دریائے وولٹا کے ساتھ ساتھ اگر گندم کی کاشت کے لئے کوشش Harmatin کے موسم میں کی جائے تو کامیابی کی توقع ہے۔

صدر مملکت نے کہا کہ گندم کی کاشت کا کامیاب تجربہ ہم بھی کر چکے ہیں لیکن گندم کی کاشت پر درآمد کرنے کی نسبت سے زیادہ خرچ اٹھ جاتا ہے۔ اس لئے کاشت کو روکنا پڑا ہے۔

حضور انور نے دریائے وولٹا پر بند باندھ کر بجلی کی پیداوار کے امکانات سے متعلق بھی صدر مملکت سے دریافت فرمایا۔

صدر مملکت نے کہا کہ منصوبہ یہ ہے کہ دریا کو گہرا کر کے مٹی کا بند باندھا جائے اور پانی کو ٹربائن کر کے بجلی پیدا کی جائے اور پھر پانی کو حسب دستور آبپاشی کے لئے اپنے راستہ پر بہنے دیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا! ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ آپ لوگوں کو پانی کی قلت اور دیگر موسمی مسائل کا سامنا ہے لیکن عجیب بات ہے کہ اس کے باوجود اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد غلہ دوسرے ممالک کو فروخت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

صدر مملکت نے کہا کہ زراعت ہماری فطرت میں داخل ہے اور صدیوں سے یہ ہماری روایت کا حصہ ہے۔ اور پھر ہمارے لوگ بہت زیادہ محنتی بھی ہیں۔

صدر مملکت نے مزید کہا کہ زراعت سے ان کی ذاتی دلچسپی بھی ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ غانا کی سرحد پر ان کی کاشتکاری کے لئے اراضی ہے۔ اسی طرح سے West کی طرف بالفورہ شہر میں کیلے کے باغات ہیں۔ جو بہت اچھی پیداوار دے رہے ہیں۔

محنت کے نتائج

لوگوں کی محنت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ امسال غلہ کی پیداوار ایک ملین ٹن سے زائد ہوئی۔ جس میں سے ایک بڑی مقدار UNO وغیرہ کے اداروں نے خرید کر صومالیہ اور دیگر ممالک کو بھجوائی۔ اور ایک حصہ ہمسایہ ممالک میں سے خاص طور پر نائیجیریا نے خریدا۔ Green Beans کی زراعت کی طرف بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

حضور انور نے چاول کی کاشت کے بارے میں دریافت فرمایا صدر مملکت نے کہا کہ چاول کی کاشت کے بھی مختلف منصوبے بورکینا فاسو میں زیر عمل ہیں۔ ایک اہم پراجیکٹ پر Chinese کام کر رہے ہیں۔ اور 3 ہزار ہیکٹر کے علاقہ پر یہ لوگ چاول کی کاشت کر رہے ہیں۔ بیراجوں کے ذکر میں صدر مملکت نے بتایا کہ اس وقت چھوٹے بڑے بیراجوں کی تعداد ملک بھر میں 1500 تک پہنچ جاتی ہے۔ اور سب سے بڑا بیراج 60 کلومیٹر لمبا ہے۔

کاٹن کی کوالٹی کے بارے میں صدر مملکت نے بتایا کہ افریقہ بھر میں کوالٹی کے لحاظ سے بورکینا پہلے نمبر پر ہے۔ اور دنیا بھر میں اس کی کاٹن کی کوالٹی چوتھے پانچویں نمبر پر ہے۔ اور یہ کہ کاٹن Seeds بھی باہر سے نہیں منگوائے جاتے بلکہ لوکل طور پر ہی Produce کئے جاتے ہیں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا لمبا بیج استعمال کرتے ہیں یا گول تو صدر مملکت نے بتایا کہ گول Seed استعمال کرتے ہیں۔ حضور انور کو آبپاشی کے نئے پراجیکٹ کے بارے میں بھی بتایا گیا۔ یہ پراجیکٹ واگا ڈوگو کے قریب زیر عمل ہے اور چند ماہ میں تکمیل کے بعد واگا ڈوگو کی پانی کی ضروریات کے لئے 2025ء تک کافی ہوگا۔

ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے ملاقات کے سلسلہ میں صدر مملکت کا شکریہ ادا کیا اور نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

اگر آپ لوگ محنت اور دیانتداری سے کام کریں تو بہت جلد آپ کا شمار افریقہ کی Leading Nations میں ہونے لگے گا۔ اور دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کرے کہ بورکینا جلد جلد ترقی کرے اور خدا تعالیٰ اسے تمام خطرات، فتنوں اور مشکلات سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

ان اختتامی کلمات کے ساتھ حضور انور نے اس موقعہ کی یادگار علامت کے طور پر اپنے نام کی منارۃ المسیح کے ساتھ مزین Complementry خوبصورت پلیٹ پیش کی۔

حضور نے فرمایا کہ آپ سے ملاقات سے احساس ہوتا ہے کہ آپ اپنے ملک کے لئے Ambicious انسان ہیں۔ یوں صدر مملکت کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے ان کے دفتر سے رخصت ہوئے۔ صدر مملکت حضور انور کو دفتر کے بیرونی حصہ تک چھوڑنے گئے۔ وہاں پر موجود پرانی اور نئی پریذیڈینسی کے ماڈل دکھاتے ہوئے کہا کہ موجودہ ایوان صدر فرانسیسی گورنر کا صدر مقام ہوا کرتا تھا۔ اور اب ہم نیا صدارتی محل بنا رہے ہیں۔ اس کا ماڈل بھی حضور انور کو دکھایا گیا۔

یوں الوداعی مصافحہ کے بعد 11:32 پر حضور انور ایوان صدر سے باہر تشریف لائے جہاں پریس کے نمائندگان حضور انور سے سوالات کے منتظر تھے۔

ایک نمائندہ نے سوال کیا کہ صدر مملکت کے ساتھ ملاقات کا موضوع اور مقصد کیا تھا۔ حضور انور نے فرمایا! یہ ایک Courtsy Visit تھا۔

ایک اور نمائندہ نے سوال کیا کہ مغربی افریقہ کے ممالک کے دورہ کا مقصد کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا میں اپنے لوگوں سے ملنے آیا ہوں۔ اپنے پیاروں اور عزیزوں سے لوگ ملا ہی کرتے ہیں۔

خطبہ جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بجے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ ٹیلیفون لائن کے ذریعہ براہ راست MTA پر دنیا بھر میں نشر کیا گیا۔

حضور انور نے فرمایا تقویٰ کا لفظ جس قدر کثرت کے ساتھ قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے کہ شاید ہی کوئی اور لفظ اس کثرت کے ساتھ استعمال ہوا ہو۔ نکاح کے موقع پر تلاوت کی جانے والی آیات میں بھی اس لفظ کا استعمال پانچ دفعہ ہوا ہے۔ اگر تقویٰ نہ ہو تو معاشرہ فساد کا شکار ہو جائے۔ اگر ماں، باپ تقویٰ پر قائم نہ ہوں تو آئندہ نسل کے بارے میں کوئی گارنٹی نہیں دی جا سکتی۔

شعوباً وقبائل کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ قبائلی تقسیم کا مقصد صرف آپس میں پہچان ہے ورنہ قبیلہ کا بڑا ہونا یا چھوٹا ہونا کسی صورت میں بخشش کی وجہ نہیں بن سکے گا۔

تقویٰ کا مطلب ہے نفس کی خطرہ سے حفاظت کرنا۔ شرعی اصطلاح میں تقویٰ کا معنی ہے ہر اس چیز سے بچنا جو نفس کو گناہ گار کر دے۔

تقویٰ صرف بری چیزوں سے بچنے کا نام نہیں بلکہ خدا کی رضا کے لئے جائز چیزوں سے بچنا بھی تقویٰ کا تقاضا ہوتا ہے۔ مثلاً رمضان المبارک کے دوران روزہ کے وقت جائز چیزوں سے بھی اجتناب کرنا پڑتا ہے۔

فرمایا یاد رکھیں تمام بری باتوں سے اجتناب صرف خشیت اللہ کی وجہ سے ہی ممکن ہے۔ اللہ کا خوف ایسا ہو جو اس کی محبت پر مبنی ہو۔

انسان دعا میں لگا رہے کہ اے اللہ میں ہر چیز چھوڑنا چاہتا ہوں جو تیرے نزدیک بری ہو اور رو کر دعا مانگے تو وعدہ کے موافق خدا تعالیٰ ضرور مدد کے لئے آئے گا۔ نماز میں ذوق اور سکون قبولیت دعا کی علامت ہوگی۔

فرمایا ہر احمدی تلاوت قرآن کریم کرے۔ جن کو ترجمہ آتا ہے دوسروں کو سکھائیں تمام جماعتوں میں درس قرآن کریم کو رواج دیا جائے اگرچہ چند منٹ کے لئے ہو۔ ایک ایمان والے کو تلاوت قرآن کریم سے ایمان نہیں ملتا تو اس کو اپنا فکر کرنا چاہئے کہ کسی مقام پر تقویٰ میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔

فرمایا اگر ہم نے اپنی نسلوں کو اللہ کے احکامات پر چلانے کی کوشش نہ کی تو ہمارا تقویٰ ہم تک محدود ہو کر رہ جائے گا اور ہمارے مرنے کے بعد ہماری نسلوں میں جاری نہ ہوگا اور نسلیں پھر سے پہلے کی طرح ہو جائیں گی۔ اس نور ہدایت کو نسلوں میں جاری کرنا از حد ضروری ہے۔

اولاد کی خواہش بھی نیک اور صالح اور متقی کی نہیں تو اولاد کی خواہش بھی اس کا گناہ شمار ہوگی۔

فرمایا نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ اور استغفار کرو اور نوع انسانی کے حقوق کی حفاظت کرو۔ عورتوں کو بھی نمازوں کا پابند بناؤ۔ ان کو گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو۔

فرمایا خدا کرے کہ ہم سب حضرت اقدس مسیح موعود کی نصائح پر عمل کرنے والے ہوں۔ اور اللہ کے حضور جھکنے والے ہوں۔ اور جس مقصد کے لئے اس جلسہ میں اکٹھے ہوئے ہیں اس کے حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ ہمیں خاص طور پر دعاؤں میں مشغول رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ روحانیت اور تقویٰ میں ترقی عطا فرمائے۔ اور جب اپنے گھروں کو لوٹیں تو اپنے اندر ایک بڑی تبدیلی محسوس کریں تا کہ ہم رسول اللہ کی کھوئی ہوئی شریعت کو پھیلانے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور انور کا یہ خطبہ ریڈیو (۔) احمدیہ بورکینا فاسو پر بھی Live نشر کیا گیا۔

جلسہ سالانہ بورکینا فاسو

حضور انور جلسہ سالانہ بورکینا فاسو کے افتتاحی خطاب کے لئے پانچ بجے جلسہ گاہ تشریف لائے تو 13 ہزار سے زائد احباب جماعت نے نعرے لگا کر اور لاالہ الا اللہ کا ورد کر کے حضور انور کا استقبال کیا۔

حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا اور امیر صاحب بورکینا فاسو مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب نے ملک کا قومی پرچم لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

جلسہ کا افتتاحی اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جو مکرم مائیگا صاحب نے کی۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود کا منظوم کلام

ہے دست قبلہ نما لا الہ الا اللہ

مکرم اکرم محمود صاحب مربی سلسلہ بورکینا فاسو نے خوش الحانی سے پڑھا۔ ان کے ساتھ پانچ مقامی خدام نے مورے (More) زبان میں اس کا ترجمہ خوش الحانی سے پڑھا اور ساتھ ساتھ کورس کی شکل میں سب مل کر لا الہ الا اللہ دہراتے رہے۔

بہت عمدہ رنگ میں اس نظم کو اور اس کے ترجمہ کو پیش کیا گیا جس پر حضور انور نے ان پیش کرنے والوں کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا "آپ نے تو کمال کر دیا"

اس کے بعد حضور انور نے اپنے خطاب کا آغاز فرمایا حضور انور کا یہ خطاب ٹیلیفون لائن کے ذریعہ براہ راست MTA پر نشر کیا گیا۔ اسی طرح ریڈیو (۔) احمدیہ پر بھی یہ خطاب Live نشر کیا گیا۔

جلسہ سے افتتاحی خطاب

حضور انور نے فرمایا ہر احمدی کا فرض ہے کہ اپنی حکومت کے لئے دعا کرتا رہے۔ اپنی حکومت کا فرمانبردار رہے کبھی کسی فتنہ پیدا کرنیوالے کا ساتھ نہ دے اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں اور انسانیت کی خدمت کریں اور کسی فتنہ میں شامل نہ ہوں۔ ہمیشہ امن کی تعلیم دیتے رہیں کیونکہ یہی دین کی بنیادی تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

من قتل نفسا............

اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود بیان فرماتے ہیں جس شخص نے کسی انسان کو بلاوجہ قتل کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر ڈالا۔ یعنی ایک آدمی کو قتل کرنا اس قدر جرم ہے تو ہزاروں انسانوں، معصوموں کا قتل کرنا کس قدر سنگین گناہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود نے ایک اور نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمدردی کا سلوک نہ کرنا بھی قتل انسانی کے مترادف ہے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ دین حق دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ لوگوں کی سمجھ کا قصور ہے۔ دین تو کہتا ہے اگر تم انسانوں سے ہمدردی کا سلوک نہیں کرتے تو بھی امن وسکون کو برباد کرنے والے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمدردی کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب کی بہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں کہ حضرت علیؓ ایک شخص کے قتل کے درپے ہیں حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے ام ہانی نے پناہ دی اسے میں نے پناہ دی۔ اب اے عورت اپنے بھائی کے راستہ میں کھڑی ہو جا کہہ کہ فلاں کو میری پناہ حاصل ہے تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی فوج بھجواتے اسے سختی سے تاکید فرماتے۔ کوئی عورت نہ ماری جائے، بچے نہ مارے جائیں، بوڑھے نہ مارے جائیں، کوئی درخت نہ کاٹا جائے، مثلہ نہ کیا جائے، کسی زخمی کو نہ مارا جائے (جنگ کے بعد) کسی بھاگنے والے کا زیادہ تعاقب نہ کیا جائے کیا ایک دہشت گرد مذہب ایسی تعلیم دے سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ اس پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں۔ اپنے ملک کی ترقی کے لئے دعا کریں۔ اور امن کے خلاف ہر کام سے پرہیز کریں اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

جلسہ کے افتتاحی اجلاس میں حکومت کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے 34 مہمان شامل ہوئے جن میں۔

1۔ بورکینا فاسو کے چیف مورونابہ کے نمائندہ
2۔ حکومت غانا کے قونصلیٹ
3۔ انڈیا کے قونصلیٹ
4۔ اسلامک کمیونٹی آف بورکینا فاسو کا وفد
5۔ کیتھولک چرچ کا وفد
6۔ صدر مملکت بورکینا فاسو کا نمائندہ
7۔ چیف آف آرمی کا نمائندہ
8۔ میئر

اور اس کے علاوہ مختلف محکموں اور شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔

27 مارچ 2004ء

صبح مکرم عمر معاذ صاحب نے نماز تہجد پڑھائی جس میں 13 ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی۔ 5:15 پر حضور انور جلسہ گاہ تشریف لائے اور نماز فجر پڑھائی۔ 10:00 بجے بورکینا فاسو کے 15 ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے پہلے سیشن کی کارروائی کا آغاز مکرم عبدالرشید انور صاحب کی صدارت میں ہوا جس میں فرانسیسی زبان میں تقاریر ہوئیں اور ساتھ ساتھ مورے زبان میں ترجمہ کیا گیا۔

4:30 بجے حضور انور نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد جلسہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جو مکرم رانا فاروق احمد صاحب نے کی۔ تلاوت کا ترجمہ مکرم کابورے سلیمان نے کیا۔

بعد ازاں مکرم عمر معاذ صاحب مربی سلسلہ نے بے حد دلکش انداز میں الہامات مسیح موعود پر مبنی نظم پڑھی۔ نظم میں یہ مصرع بار بار آتا تھا۔

یا مسرور انی معک۔ انی معک یا مسرور

13 ہزار سے زائد افراد اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر اس مصرع کو یک زبان ہو کر دہراتے تھے۔ بڑا ہی روح پرور اور ایمان افروز نظارہ تھا۔ اس نظم کے بعد حضور انور نے اپنے اختتامی خطاب کا آغاز فرمایا۔

جلسہ سے اختتامی خطاب

حضور انور نے فرمایا میرے اس خطاب کے ساتھ جماعت احمدیہ بورکینا فاسو کا پندرھواں جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوگا۔

فرمایا ان جلسوں کا مقصد جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے بیان فرمایا ہے۔ اخلاق اور روحانی معیار کو بہتر بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کو بھیجا ہے تا کہ دین حق کو اصل صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔

اور پھر ایسے مومنین کی جماعت بنائی جائے۔ جو عبادالرحمٰن ہوں۔ اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں۔ اور اس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔ ہر قسم کے شرک ظاہری اور چھپے ہوئے سے پرہیز کرنے والے ہوں جھوٹ سے پرہیز کرنے والے اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ہمدرد ہوں۔

یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

پس یہ ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ خالصتاً للہ اس کی عبادت کرنے والے ہوں۔ اللہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ پانچ وقت باقاعدگی کے ساتھ نمازوں کی ادائیگی کریں۔ نہ صرف پانچ وقت کی نمازیں ادا کرنے والے ہوں بلکہ بیوت الذکر میں نمازیں ادا کرتے ہوئے بیوت الذکر کو آباد کرنے والے ہوں۔

باجماعت نماز میں اپنے شوق کو بڑھائیں اور بچوں کو بھی نمازی بنائیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنے والا بنائیں۔ اپنی عورتوں کو بھی خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والی بنائیں۔ تا کہ وہ اللہ کی عبادت سے غافل رہنے والی نہ ہوں۔

بعض دفعہ انسان روایات کے شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے اس سے بھی بچیں، جھوٹ ایک قسم کا شرک ہے، مکمل پرہیز کریں۔ ایسے الفاظ سے بھی احتراز کریں جو قول سدید نہ ہوں۔ اور مختلف معانی دیتے ہوئے غلط مفہوم دینے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مومن کو خدا کے عطا کردہ رزق میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ یہ امر ازدیاد ایمان کا باعث ہوتا ہے۔ اپنی حیثیت کے مطابق دین کی راہ میں خرچ کریں۔ ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ ہم نے اللہ کی راہ میں ضرور کچھ نہ کچھ کرنا ہے۔ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ اسی لئے ایمان لانے والوں کو نماز کے بعد اس طرف توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر احمدی کے ایمان میں اضافہ کرتا چلا جائے۔ اور کبھی ایسا نہ ہو کہ خدا کے فرستادہ پر ایمان لانے کے بعد پھر سے پیچھے ہٹنے والے ہوں۔

فرمایا یاد رکھیں کہ جماعت میں شمولیت کے لئے ضروری ہے کہ نظام کی مکمل طور پر پابندی کی جائے۔ اسی لئے مومنوں کو حکم دیا کہ ہمیشہ اطاعت گزار رہیں کبھی ایسا نہ ہو کہ مرضی کے خلاف بات سنیں تو اعتراض پیدا ہو۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضورؐ کی بیعت اس امر پر کی کہ ہم پسند اور ناپسند کی صورتوں میں حضورؐ کا ارشاد سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ اپنے مقرر کردہ امیر کے بارے میں یہی حکم دیا ہے کہ سوائے خلاف شریعت حکم کے اس کے حکم کی اطاعت کرو۔

اللہ کے فضل سے آپ کی قوم میں اطاعت کا بہت زیادہ مادہ ہے۔ اللہ آپ کو اس وصف کو ہمیشہ قائم رکھنے کی توفیق دیتا رہے۔ اور شر پسند لوگ آپ کے ایمان کو ضائع کرنے کا باعث نہ بنیں۔

فرمایا یاد رکھیں اگر سچ پر قائم رہے تو ذاتی طور پر بھی کامیابیاں حاصل کریں گے اور جماعتی طور پر مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے۔ اور ملکی سطح پر بھی آپ کا کردار آپ کے ملک کو مضبوط کرنے والا ہوگا۔

ایک بہت بڑا خلق جو ایک مومن میں ہونا چاہئے وہ اپنے بھائی سے ہمدردی اور ضرورت کے وقت کام آنا ہے۔ اللہ کی تمام مخلوق سے ہمدردی کا سلوک کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو جانوروں اور پرندوں سے بھی ہمدردی فرمایا کرتے تھے۔ تو پھر انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس سے ہمدردی کرنا اور اس کے کام آنا ایک بہت بڑا خلق ہے۔ اور الٰہی جماعتوں کو ماننے والے اس طرف خاص توجہ دیتے ہیں۔

اللہ کے بندوں سے ہمدردی کے بارے میں ایک روایت میں آتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ عزوجل قیامت کے روز فرمائے گا کہ اے ابن آدم! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ میں بے لباس تھا تو نے کپڑے نہ پہنائے۔ بندہ کہے گا اے اللہ تو تو خالق ومالک ہے تو کیسے بھوکا، پیاسا، بیمار یا بے لباس ہوسکتا ہے۔ اللہ فرمائے گا میرا فلاں بندہ بھوکا تھا تو نے کھانا نہ کھلایا۔ میرا فلاں بندہ پیاسا تھا تو نے پانی نہ پلایا، فلاں بندہ بیمار تھا، تو نے عیادت نہ کی فلاں بندہ بے لباس تھا تو نے کپڑے نہ پہنائے۔ گویا تیرا یہ سارا سلوک میرے ساتھ ہی تھا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ غریبوں کا سہارا بن جائیں، اور (۔) خدمات کو انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کے لئے تیار ہوں۔ اور تمام تر کوشش کریں کہ عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان

خدا جڑھ پکڑے۔

ان ممالک میں جماعت جو انسانیت کی خدمات انجام دے رہی ہے۔ اس کا مختصر ذکر خدا تعالیٰ کے شکر کی غرض سے کئے دیتا ہوں۔

عورتوں میں خدمت کے لئے احمدی خواتین لجنہ اماء اللہ تنظیم کے تحت کوشاں رہتی ہیں۔ اور نوجوانوں میں خدمت خلق کی اہمیت کے پیش نظر خدام الاحمدیہ کا نظام ہے۔

اس وقت افریقہ کے غریب ممالک میں صحت اور تعلیم کے میدانوں میں بہت اچھا کام ہو رہا ہے۔ تعلیم کے حوالے سے بورکینا فاسو کے احمدی بچوں کو نصیحت ہے کہ تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ کیونکہ احمدی بچے کا تعلیمی معیار دوسروں سے بلند ہونا چاہئے۔ اور اگر آپ میں اتنا Talent ہے کہ ملک سے باہر کی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کے لئے داخلہ مل سکتا ہے تو پھر اس راستہ میں آپ کے مالی مسائل کو جماعت روک نہیں بننے دے گی۔

پھر آج کل کمپیوٹر کی تعلیم بہت ضروری ہے۔ ہیومینیٹی فرسٹ کے ذریعہ یہاں کمپیوٹر سینٹر کھولے گئے ہیں۔ جہاں سینکڑوں نوجوان فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ انشاء اللہ اس کام کو روز بروز بڑھایا جائے گا اور مزید ترقی دی جائے گی۔ جماعت کے نوجوان خاص طور پر اس سے فائدہ اٹھائیں۔ تا کہ روزگار کے مواقع ان کے لئے پیدا ہوں۔ بعض دفعہ کمپیوٹر غلط کاموں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ احمدی ہمیشہ اس سے بچیں۔ احمدی کی صحبت ہمیشہ پاکیزہ رہتی ہے۔

صحت کے میدان میں بھی دیگر افریقن ممالک کی طرح یہاں بورکینا فاسو میں جماعت خدمات انجام دے رہی ہے۔ یہاں واگا ڈوگو کے علاوہ دوسرے آٹھ ریجنز میں جماعت کے ہومیو کلینک کام کر رہے ہیں۔ جہاں پر بلاتخصیص نسل ومذہب غرباء کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔ اور لاتعداد مریض فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جماعت صرف میڈیکل سینٹرز میں کام نہیں کرتی بلکہ دور دراز کے علاقوں میں کیمپ بھی لگاتی ہے۔ جہاں ہزاروں مریضوں نے ان سے فائدہ اٹھایا ہے۔ پھر حدیث میں ہے کہ اللہ کہے گا کہ میں پیاسا تھا تو نے پانی نہیں دیا۔ اس حدیث کی روشنی میں جماعت افریقن ممالک میں پانی کے نلکے لگا کر خدمت سرانجام دیتی ہے۔ اس ملک میں اس کام میں مزید وسعت دی جائے گی۔

یہ چند مختصر خدمات تھیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ تمام کا تو ذکر نہیں کیا جا سکتا یہاں MTA کے علاوہ ریڈیو احمدیہ بھی چل رہا ہے جو پورے ملک کو تو نہیں اپنے علاقہ میں کافی اچھی آبادی کو Cover کر رہا ہے۔ اسے لاکھوں لوگ سنتے ہیں۔

اللہ یہاں کے لوگوں کو نور ایمان میں بڑھاتا چلا جائے۔ اور آپ اسے ان لوگوں تک پہنچانے والے ہوں جنہوں نے ابھی وقت کے امام کو نہیں پہچانا۔

اب میں چند باتیں عورتوں سے متعلق کہوں گا علیحدہ طور پر ان کو کہنے کا موقع نہیں ملا۔

عورتیں یاد رکھیں کہ (دین) نے انہیں ایک بہت بڑا مقام عطا فرمایا ہے۔ اگر انہوں نے اپنے مقام کو نہ سمجھا تو آئندہ ان کی اولاد کو دین پر قائم رہنے کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے اپنے مقام کو سمجھیں۔ ورنہ وہ اپنی اولادوں سے بے وفائی کر رہی ہوں گی۔ اپنے خاوندوں سے بے وفائی کر رہی ہوں گی۔ اور سب سے بڑھ کر اپنے پیدا کرنے والے خدا سے بے وفائی کر رہی ہوں گی۔

اس لئے سب سے اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ ہر احمدی عورت اپنے رب کو خوش کرتی رہے۔ اور اس کے لئے اپنے رب کے حضور جھک کر اس سے مدد مانگے۔ عورت کو چاہئے کہ دینی تعلیم اپنے بچوں میں منتقل کرنے کی غرض سے خود بھی دینی علم سیکھے۔ آج کل کے ماحول میں بہت سی برائیاں ہیں۔ بے پناہ اخلاقی برائیوں میں معاشرہ ملوث ہے۔ ایک احمدی عورت کا کام ہے کہ اپنے آپ کو اس سے بچائے اور اپنی نسلوں کو بھی بچائے۔ ورنہ یاد رکھو پوچھی جاؤ گی یاد رکھو کہ اللہ کی پکڑ سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ اگر اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچانے کی کوشش کرتی رہو گی تو خدا اپنا فضل نازل کرے گا۔ ہر احمدی عورت اپنے بچوں کے حقوق ادا کرنے والی ہو ان کی تربیت کرنے والی ہو۔ اور ان کو نیک ماحول میں پروان چڑھانے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری عورتوں کو اور ہمارے بچوں کو توفیق دیتا چلا جائے کہ وہ دین حق پر قائم رہنے والے ہوں۔ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو حضرت مسیح موعود نے جلسہ سالانہ پر آنے والوں کے لئے کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے آپ لوگوں کو اپنے گھروں میں واپس لے جائے۔ اور احمدیت کو اپنے علاقوں میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک پر اپنا فضل فرمائے اور ترقیات سے نوازے۔ اور ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔ صدر اور وزیر اعظم نے اس دورہ کے دوران مہمان نوازی کا سلوک کیا اللہ ان کو جزا دے۔ اور بے نفس ہو کر اپنے ملک کے عوام کی خدمت کی توفیق دے تا کہ یہ ملک ترقی یافتہ ممالک میں شمار ہونے لگے۔ یاد رکھیں ایک احمدی کی دعائیں اگر نیک نیتی سے کی جائیں اور ایک احمدی نیک نیتی سے ہی دعائیں کرتا ہے بڑی مقبول دعائیں ہوتی ہیں۔ اپنے ملک کے لئے دعائیں کریں اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ دعا کر لیں۔

جلسہ گاہ مستورات میں ورود

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ لجنہ اماء اللہ میں تشریف لے گئے اور کچھ دیر وہاں تشریف فرما رہے اس دوران بچیوں نے لوکل زبان میں خوش الحانی کے ساتھ نظمیں پڑھیں اور خواتین نے اھلاً وسھلاً ومرحبا اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے والہانہ انداز میں حضور انور کا استقبال کیا۔

اس کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانان خصوصی کو شرف ملاقات بخشا۔

ساڑھے سات بجے حضور انور نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں اور اس طرح جلسہ کے دوسرے روز کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

عمائدین کی شرکت

جلسہ سالانہ بورکینا فاسو کے اختتامی اجلاس میں

1۔ آرچ بشپ

2۔ ڈائریکٹر جنرل پولیس

3۔ سابق منسٹر آف ایجوکیشن

4۔ نمائندہ نیشنل آرمی

5۔ مسلم کمیونٹی بورکینا فاسو، کمیونٹی تیجانیہ اور مورو ناجہ کے نمائندگان نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔

اس کے علاوہ مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نمائندگان نے بھی شرکت کی۔ جلسہ سالانہ میں ملک کے 425 جماعتوں سے 13755 افراد نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ نائیجیریا، ٹوگو، مالی، آئیوری کوسٹ اور غانا سے وفود نے شرکت کی۔ جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس اور پھر دوسرے روز اختتامی اجلاس کی کارروائی کو، یہاں کے نیشنل T.V، ریڈیو اور پریس نے بہت عمدہ رنگ میں بڑی تفصیلی Coverage دی اور دونوں روز اپنی نیشنل نیوز میں بار بار جلسہ سالانہ کے مختلف مناظر دکھائے اور حضور انور کو خطاب کرتے ہوئے دکھایا گیا۔

اخبارات نے بھی حضور انور کی بورکینا فاسو آمد اور جلسہ سالانہ کی خبریں نمایاں طور پر شائع کی ہیں۔

28 مارچ 2004ء

صبح 5:15 پر حضور انور نے بیت المہدی واگا ڈوگو میں نماز فجر پڑھائی۔

عہدیداران کو نصائح

10 بجے بورکینا فاسو کے بارہ ریجنز سے آنے والے، ریجنل صدران جماعت، سیکرٹریان، ذیلی تنظیموں کے صدران، زعماء اور دیگر عہدیداران نے جن کی تعداد 500 سے زائد تھی، نے حضور انور سے شرف ملاقات پایا۔

سب عہدیداران ترتیب کے ساتھ قطاروں میں ریجن وائز بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سامنے ان کے ریجن کے ناموں کی تختیاں آویزاں تھیں۔ اس کے علاوہ آئیوری کوسٹ اور مالی سے آنے والے وفود بھی موجود تھے۔

حضور انور نے فرمایا۔ آپ کو جلسہ سالانہ کے دوران میری باتیں اور دیگر تقاریر سننے کا موقع ملا ہے اور Recharge ہو گئے ہیں۔ اب واپس جا کر سب جماعتوں میں نظام جماعت کو مضبوطی سے قائم کریں۔ آپ کے پاس مربیان ہیں ان سے راہنمائی لیں۔ مجالس عاملہ کا ہر شعبہ فعال کرنا چاہئے۔ صدر جماعت یا سیکرٹری مال کا فعال ہونا کافی نہیں۔ ہر شعبہ کو اپنی ذمہ داری سنبھالنا چاہئے اور زیادہ بیداری کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔

جلسہ کے بارے میں بعض تاثرات

حضور انور نے اس کے بعد فرمایا: آپ لوگوں کے اختتام پذیر ہونے والے جلسہ کے بارہ میں کیا تاثرات ہیں فرمایا کہ ''سب سے پہلے بانفورا والے اپنے تاثرات بیان کریں'' فرمایا صدر صاحب بانفورا آپ بیان کریں۔

بانفورا ریجن کے صدر نے کہا ہمارا جلسہ سالانہ تو اس روز ہی شروع ہو گیا تھا جب ہمیں خبر ملی کہ ہمارے پیارے امام خلیفۃ المسیح بورکینا فاسو تشریف لا رہے ہیں۔ اس سے قبل تو ہمیں آپ کو MTA اور تصاویر میں ہی دیکھنے کا موقع ملتا تھا لیکن آپ کو بالمشافہ دیکھنا ہمیں خواب لگتا ہے۔ اور وفور جذبات کے باعث ان کا بیان ہمارے لئے ممکن نہیں۔

تنکوڈوگو ریجن کے نمائندہ سے جب حضور انور نے دریافت فرمایا تو وہ کہنے لگے، ہم سب بے حد خوش ہیں، جلسہ سالانہ پر حضور تشریف لائے ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ ہم خوشی کے اظہار کی طاقت نہیں پاتے۔

حضور انور نے فرمایا جزاکم اللہ

Gava ریجن کے ایک نمائندہ سے سوال کئے جانے پر اس نے کہا:

خاکسار نے ریڈیو (۔) احمدیہ کے ذریعہ سے احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی اس سے قبل 4 جلسوں اور اجتماعات میں شرکت کی توفیق پا چکا ہوں لیکن اس دفعہ جو حضور کو دیکھا اور سنا ہے اس کی کیفیت الگ ہی ہے۔ میں واپس لوٹوں گا اور سب کو حضور انور اور آپ کی تقاریر کے بارہ میں بتاؤں گا۔

آپ کے خطبات میں جماعت کی خدمات کے بارے میں سننے کا بھی موقعہ ملا۔ کنوؤں کی تعمیر کے سلسلہ میں آپ کی خدمات قابل ستائش ہیں۔ اور ہمارے علاقہ میں بھی اس کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا! آپ لوگوں کے لئے روحانی پانی کا اہتمام کریں ظاہری پانی بھی مل جائے گا اور ارشاد فرمایا ان کو کنوؤں کے پروگرام میں شامل کر لیں''

آئیوری کوسٹ کے نیشنل صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے کہا:

یہ جلسہ بے حد کامیاب رہا۔ صرف چند سال قبل یہاں کی جماعت کافی مختصر تھی اور آج اس جماعت نے نمایاں انداز میں ترقی کی ہے۔ ہم آئیوری کوسٹ سے تکلیف دہ اور انتہائی تھکا دینے والے سفر کے بعد پہنچے

ہیں لیکن حضرت خلیفۃ المسیح کے چہرہ پر نگاہ پڑتے ہی یوں محسوس ہوا جیسے تھکاوٹ کا کہیں نام ونشان نہ ہو۔

آخر پر انہوں نے آئیوری کوسٹ کے روز بروز بگڑتے ہوئے سیاسی اور بدامنی والے حالات کا ذکر کرتے ہوئے درخواست دعا کی اور عہد کیا کہ واپس لوٹ کر پر جوش کام کریں گے۔ تا کہ حالات بہتر ہو جانے کی صورت میں خلیفۃ المسیح آئیوری کوسٹ بھی دورہ کے لئے تشریف لائیں۔ اور کہا کہ ہمارا سارا وفد جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

حضور نے فرمایا:

آئیوری کوسٹ میں اب بفضلہ تعالیٰ بڑی بڑی جماعتوں کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔ ان سب کے ساتھ رابطہ رکھیں حالات کی وجہ سے جو رابطے کٹ گئے ہیں ان کو بحال کریں اور سب افراد کو نظام جماعت میں شامل کریں۔ اور سب جماعتوں کے بار بار دورے کریں۔

فرمایا! آپ کے ملک کے حالات ٹھیک ہوں تا کہ میں وہاں کا دورہ کر سکوں۔

دیدگو ریجن کے نمائندہ نے اپنے جذبات بیان کرتے ہوئے کہا:

سب سے پہلے تو ہم سب کی طرف سے محبت بھرا سلام پیش خدمت ہے۔ جلسہ کی خوشی ابھی تک دلوں میں بھری ہوئی ہے۔ ہم پہلی دفعہ خلیفہ وقت کے ساتھ جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے ہیں اور حضور انور کے ساتھ تین دن روحانی ماحول میں رہے ہیں جب کہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ اب ہم واپس جا کر آپ کی نصائح اور آپ کا پیغام اپنی جماعتوں کو پہنچائیں گے۔ آپ کو دیکھتے ہی یوں لگتا ہے کہ آپ باخدا آدمی ہیں۔ آج بورکینا فاسو کی زمین کتنی خوش قسمت ہے کہ آپ کے قدم یہاں پڑے ہیں۔ احمدیت کے ساتھ ہمارا لگاؤ پہلے سے بہت بڑھ گیا ہے۔ الحمدللہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ زمانہ میں خلافت کے قیام کی پیشگوئی فرمائی تھی اور یہ نصیحت فرمائی تھی کہ ہمیشہ خلافت کے ساتھ وابستہ رہنا۔ آج ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم انشاء اللہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہیں گے۔ آپ کے آنے سے خلافت سے متعلق یہ پیشگوئی ہم پر زیادہ واضح ہوئی ہے۔ ہم انشاء اللہ آپ کے ساتھ رہیں گے۔ ہم ہر لمحہ آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ آپ کی تشریف آوری بار بار یہاں ہو۔ ہم احمدیت کی ترقی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ آپ ہماری روحانی ترقی کے لئے دعا کریں۔ ہم کمزور ہیں اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا فضل فرمائے۔

Oyhgoya (وائی گویا) ریجن کے نمائندہ نے کہا۔ آج ہم بہت خوش ہیں۔ ہم ان پہلے لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے احمدیت کو قبول کیا۔ آپ کو دیکھ کر آپ سے مل کر ہم بے حد خوش ہیں۔ پاکستان سے آنے والے مربیان بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ ایسے مربی ہر جگہ ہونے چاہئیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہر جگہ پاکستانی مربی نہیں جا سکتے۔ آپ خود بھی مربی بنیں۔

اس نمائندہ نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ یہاں بورکینا فاسو میں احمدیت کے درخت نے پھل دیئے ہیں۔ اب یہ پھل پک گئے ہیں اور آج ہم پھل کھا رہے ہیں۔ حضور سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں مزید پھلوں کے حصول کی توفیق بخشے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید درخت لگانے اور مزید پھلوں کے حصول کی توفیق دے۔

اس کے بعد حضور انور نے باری باری تمام ریجنز اور آئیوری کوسٹ اور مالی (Mali) کے وفود سے مصافحہ فرمایا۔

آج اللہ نے دعا سن لی ہے

مصافحہ کے بعد بعض لوگوں نے خصوصاً بڑی عمر کے لوگوں نے کہا کہ ہم بہت تکلیف اٹھا کر اور لمبا سفر کر کے دو دن میں یہاں پہنچے ہیں اور ہم سارے راستہ میں یہ دعا کرتے رہے کہ خدا تعالیٰ ایسا موقع پیدا فرما دے کہ ہم خلیفہ کو اپنا ہاتھ لگالیں۔ بعد میں معلوم نہیں کہ زندگی میں دوبارہ ملاقات ہو آج اللہ نے ہماری دعا سن لی ہے۔ اور ہمارے ہاتھوں نے حضور انور کے ہاتھوں کو چھو لیا ہے۔

حضور انور سے مصافحہ کرنے کے بعد بعض لوگ اپنا ہاتھ اپنے چہرہ پر اور اپنے کپڑوں پر ملتے۔ ہر ایک کی محبت کا اپنا اپنا انداز تھا۔ ایک صاحب نے مصافحہ کے بعد اپنے ہاتھ پر رومال لپیٹ لیا کہ اب میرے ہاتھ کو کوئی دوسرا ہاتھ نہ لگے اور میں اس برکت کو ساتھ لئے رکھوں۔

ایک روز حضور انور نے گزرتے ہوئے ایک بچے کو پیار کیا اور اس سے مصافحہ فرمایا تو قریب کھڑے لوگوں نے اس بچے کا ہاتھ چومنا شروع کر دیا کہ حضور کا ہاتھ اس بچے کے ہاتھ کو لگا ہے۔

جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد

جلسہ سالانہ بورکینا فاسو میں Mali (مالی) کی انیس جماعتوں سے 120 احباب جماعت جلسہ میں شامل ہوئے۔ جن میں جماعتوں کے صدران، صدر خدام الاحمدیہ اور دیگر احباب، خواتین اور بچے تھے۔

آئیوری کوسٹ (Ivory Coast) سے ایک سو باون افراد پر مشتمل وفد جلسہ میں شامل ہوا۔ جس میں مجلس عاملہ کے ممبران، صدر انصار اللہ، صدر خدام الاحمدیہ اور مختلف ریجنز کی اکیس جماعتوں کے احباب جماعت شامل ہیں۔

ان سب احباب سے مصافحہ کرنے کے بعد حضور انور دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ اس کے بعد ساڑھے گیارہ بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو ڈیڑھ بجے تک جاری رہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور ہوٹل واپس تشریف لے گئے۔

چلڈرن کلاس

شام ساڑھے پانچ بجے حضور انور مشن ہاؤس تشریف لائے اور ''چلڈرن کلاس'' ہوئی۔

حضور انور نے ایک بچے کو تلاوت کے لئے بلایا اور نظم کے لئے بھی ایک بچے کا انتخاب کیا۔ اس کے بعد ناصرات نے نظم ''وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا'' کا فرنچ ترجمہ خوش الحانی سے پڑھا۔ اس کے بعد ایک گروپ نظم پیش کی گئی۔

ایک بچے نے فرنچ زبان میں استقبالیہ تقریر کی اور حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے بورکینا فاسو کا تعارف پیش کیا۔

ناصرات نے ایک نغمہ ''اھلاً وسھلاً ومرحبا'' خوش الحانی سے پیش کیا اور جولا (Djoila) زبان میں بھی ایک نغمہ پیش کیا گیا۔

آئیوری کوسٹ سے آئے ہوئے بچوں نے بھی ایک فرنچ نظم جس کا اختتام اللہ۔ اللہ ھو۔ پر ہوتا تھا۔ پیش کی۔ حضور انور کو اس کا ترنم اس قدر پسند آیا کہ ساتھ ساتھ خود بھی دہراتے تھے۔ آخر پر حضور انور نے تمام بچوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائیں۔

7 بجے حضور انور نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ رات ساڑھے آٹھ بجے جماعت بورکینا فاسو نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں "Mess Des Officiers" میں ایک عشائیہ کا اہتمام کیا تھا۔ جس میں جماعتی عہدیداران کے علاوہ بعض شخصیات بھی شامل ہوئیں۔

رات ساڑھے نو بجے یہ تقریب ختم ہوئی۔ جس کے بعد حضور انور واپس اپنی رہائش گاہ تشریف لے آئے۔

29 مارچ 2004ء

ہیومینیٹی فرسٹ سنٹر کا معائنہ

صبح پانچ بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور نے بیت المہدی (واگاڈوگو) میں نماز فجر پڑھائی۔ ساڑھے نو بجے صبح حضور انور نے ''احمدیہ ہیومینیٹی فرسٹ سنٹر'' کا معائنہ فرمایا۔ یہ سنٹر ملک کے دارالحکومت واگاڈوگو میں ایک تین منزلہ عمارت میں قائم ہے۔ جہاں نوجوانوں کو تعلیم دینے کے لئے 40 کمپیوٹر موجود ہیں۔ غریبوں کو مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بورکینا فاسو میں جماعت کے اس کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ سے 580 طلباء ٹریننگ حاصل کر چکے ہیں۔ جن میں 250 کو مفت ٹریننگ دی گئی ہے۔ اس وقت 70 طلباء زیر تربیت ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت کے مختلف سکولز کے 100 اساتذہ بھی زیر تربیت ہیں۔

جب حضور انور معائنہ کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت یہ طلباء مختلف کمپیوٹرز پر بیٹھے ٹریننگ لے رہے تھے۔ حضور انور نے اس سنٹر کو دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔

سلائی سکول میں آمد

اس سنٹر کے ساتھ ہی ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت خواتین کے لئے سلائی سکول کھولا گیا ہے۔ جہاں سلائی سکھانے کے بعد ضرورت مند خواتین کو سلائی مشین بھی دی جاتی ہے۔ اس وقت تک 24 سے زائد خواتین ٹریننگ لے چکی ہیں اور اتنی ہی تعداد میں ٹریننگ لے رہی ہیں۔

حضور انور جب اس سلائی سکول کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے تو صدر صاحبہ لجنہ بورکینا فاسو نے اس سلائی سکول کا تعارف کروایا۔ اس وقت بھی خواتین اور بچیاں سلائی سیکھ رہی تھیں۔ اس موقعہ پر ضرورتمند خواتین کو تحفۃً سلائی مشین مہیا کرنے کی تقریب بھی ہوئی۔ حضرت بیگم صاحبہ نے بیس خواتین کو یہ مشینیں دیں۔

ہیومینیٹی فرسٹ کے ان دونوں سینٹرز کے معائنہ کے دوران نیشنل T.V، ریڈیو اور پریس کے نمائندے موجود تھے۔ نیشنل T.V نے اپنی دوپہر ایک بجے کی خبروں میں اور پھر رات کی خبروں میں اس معائنہ کی اور سلائی مشین کی تقسیم کی بہت عمدہ رنگ میں کوریج دی۔

ہیومینیٹی فرسٹ کے سنٹر کے معائنہ کے بعد حضور انور نے وزیٹرز بک پر لکھا۔

''ماشاء اللہ ہیومینیٹی فرسٹ کے ذریعہ سے اچھا کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر انسانیت کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین''

احمدیہ ہسپتال واگاڈوگو کا معائنہ

9 بج کر 50 منٹ پر حضور انور نے احمدیہ ہسپتال واگاڈوگو کا معائنہ فرمایا۔ جب حضور انور ہسپتال پہنچے تو ڈاکٹر محمود بھنوں صاحب نے اپنے سٹاف کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے ہسپتال کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا اور ڈاکٹر صاحب سے مختلف امور سے متعلق دریافت فرماتے رہے۔

ہسپتال کے معائنہ کے بعد حضور انور مشن ہاؤس تشریف لائے۔

میئر سے ملاقات

10 بج کر چالیس منٹ پر علاقہ کے میئر Ouadragou Zakaria (ودراگوزکریا) نے حضور انور سے ملاقات کی۔ میئر نے کہا میں حضور انور سے برکت لینے آیا ہوں۔ حضور نے جلسہ کے افتتاحی خطاب میں امن کے بارہ میں جو تعلیمات بیان کی ہیں۔ میں نے بہت غور سے سنی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب یہی تعلیم ہماری زندگی کا دستور العمل ہونا چاہئے۔ اور اس کے مطابق ہمیں عمل کرنا چاہئے۔

میں ہر وقت جماعت کی خدمت اور تعاون کے لئے تیار ہوں۔ جماعت کے کاموں کے لئے میرا دروازہ کھلا ہے۔

حضور انور نے میئر کو ''الیس اللہ (۔)'' کی انگوٹھی تحفہ میں دی۔ آخر پر میئر نے اپنے لئے اور اپنے خاندان کے لئے دعا کی درخواست کی۔

11 بجے حضور سے ملاقات کے لئے وزیر مملکت برائے زراعت Minister of State for Agriculture، Hon. Salif Dialo تشریف لائے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ میں لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے مل چکا ہوں۔ اب ملک سے باہر تھا۔ واپس آیا ہوں تو آپ سے ملنے آیا ہوں۔ زراعت کے تعلق میں مختلف منصوبوں اور پروگراموں پر گفتگو ہوئی۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے ملک میں پانی کی بہت کمی ہے ''سفیدے'' کا درخت بہت زیادہ پانی جذب کرتا ہے۔ اس لئے آپ کے ملک میں ان درختوں کو لگانا مناسب نہیں۔

حضور کے ساتھ مربیان کی میٹنگ

ساڑھے گیارہ بجے حضور انور کے ساتھ آئیوری کوسٹ سے آنے والے مربیان کی میٹنگ ہوئی۔ یہ میٹنگ پونے ایک بجے تک جاری رہی۔ جس میں حضور انور نے آئیوری کوسٹ کے ملکی حالات، جماعتی حالات اور مختلف شعبوں میں کام کا جائزہ لیا اور ہدایات دیں۔ امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے نقشہ کی مدد سے ملکی صورتحال حضور انور کی خدمت میں پیش کی۔ حضور انور نے فرمایا کہ غانا میں قیام کے دوران میں آئیوری کوسٹ بھی آیا تھا۔ اور جام سکرو بھی گیا تھا۔ اس پر امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے حضور کو بتایا کہ جام سکرو کو اب مستقبل میں ملک کا دارالحکومت بنانے کا پروگرام ہے۔

ایک بجے حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے ایک طفل عزیزم عبدالفتاح کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ بچہ اپنے والدین کے ساتھ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ریجن منگوڈوگو کی جماعت ''لال گئی'' سے آیا تھا۔ ایک رات بیمار ہوا۔ دوسرے دن صبح ہسپتال میں اس کی وفات ہوگئی۔

شام پانچ بجے حضور انور فیملی ملاقاتوں کے لئے مشن ہاؤس تشریف لائے۔ اور سات بجے تک ملاقاتیں فرمائیں۔ فیملی ملاقاتوں کے بعد آخر پر بعض مقامی احباب اور آئیوری کوسٹ سے آنے والے مجلس عاملہ کے ممبران نے ملاقات کی۔

7:15 پر حضور انور نے بیت المہدی (واگاڈوگو) میں نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں اور واپس اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

30 مارچ 2004ء

ڈوری شہر کی طرف روانگی

صبح پانچ بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور نے بیت المہدی واگاڈوگو میں نماز فجر پڑھائی صبح ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ڈوری (Dori) شہر کے لئے روانہ ہوئے۔ واگاڈوگو سے ڈوری کا فاصلہ 265 کلومیٹر ہے۔ جس میں 105 کلومیٹر پکی سڑک ہے جب کہ 160 کلومیٹر کچی سڑک ہے اور راستہ بہت خراب ہے۔ دوران سفر مٹی اور گرد اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اگلی گاڑیاں نظر نہیں آتیں۔ بعض جگہوں پر تو یوں لگتا ہے کہ مٹی کا طوفان آ گیا ہے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ 265 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک بجے ڈوری پہنچے یہ شہر صحرائی علاقہ میں واقع ہے۔ ریت ہی ریت ہے دن کو درجہ حرارت پچاس سنٹی گریڈ تک چلا جاتا ہے جب کہ رات ٹھنڈی ہوتی ہے اور گرد اڑتی رہتی ہے ڈوری سے سو کلومیٹر آگے ''صحارا'' Desert یعنی صحرائے اعظم شروع ہو جاتا ہے جو دنیا کا سب سے بڑا صحرا ہے اور مختلف ممالک سے ٹورسٹ اسے دیکھنے آتے ہیں۔

Dori شہر میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے احمدیہ بیت الطاہر نظر آتی ہے یہ بالکل مین روڈ کے اوپر واقع ہے سڑک پر کھڑے احمدی احباب نے ہاتھ ہلا کر نعروں کے ذریعہ حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

بورکینا فاسو کے پہلے سکول کا افتتاح

اس کے بعد حضور انور مشن ہاؤس تشریف لے گئے۔ ساڑھے چار بجے حضور انور نے بیت الطاہر میں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کے بعد بیت الذکر سے ملحقہ قطعہ زمین میں حضور انور نے بورکینا فاسو کے پہلے ''احمدیہ پرائمری سکول'' کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور دعا کروائی یہ قطعہ زمین 15 ایکڑ ہے جو حکومت نے جماعت کو دی ہوئی ہے۔

اس کے بعد جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حمہ ہادی صاحب نے کی۔ نظم محمود اُؤ رُوحیسر صاحب نے پڑھی، اس کے بعد حضور انور نے ڈوری ریجن کی مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب سے خطاب فرمایا۔

حضور انور کا خطاب

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا: معزز مہمان جو اس جلسہ پر تشریف لائے۔ پیارے احمدی بھائیو بہنو:

مختصراً میں کچھ باتیں آپ لوگوں سے کروں گا۔ سب سے پہلے میری تمام احمدیوں سے درخواست ہے کہ وہ ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ ان پر خدا کا ایک بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم پیشگوئیوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھنے اور اس پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس وقت دنیا میں کروڑوں، اربوں لوگ ایسے ہیں جو مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے ہیں اور اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کے مطابق کسی ایسے مصلح کی تلاش میں ہیں جو آ کر ان کے حالات بدلے اور مختلف دینوں کے ماننے والوں کو صحیح راستہ پر چلائے۔ لیکن آپ وہ خوش قسمت ہیں جو اعلان کر رہے ہیں کہ جو آنے والا تھا وہ آ گیا اور ہم نے اس کو مان بھی لیا اور اس کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق عمل بھی کر رہے ہیں۔ جو درحقیقت قرآن کریم ہی کی تعلیم ہے۔ اب آپ کا کام ہے کہ دنیا کو بتائیں کہ آؤ ہم سے سیکھو، اللہ کا قرب حاصل کرو اور اپنی نجات کے سامان پیدا کرو۔ لیکن اس سے پہلے ہمیں اپنے اندر بھی بہت سی تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ سب سے پہلی اور بنیادی چیز یہ ہے کہ ہم اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانیں۔ اس کی عبادت بجا لائیں اور اس طریق کے مطابق اس کی عبادت کریں جس طرح کرنے کا اس نے حکم دیا ہے۔

پانچ وقت نمازوں کا اہتمام کریں۔ صرف نمازیں پڑھ لینا کافی نہیں مردوں کے لئے حکم ہے کہ تم پانچ وقت نمازیں باجماعت ادا کرو۔ یہ بیت الذکر جو آپ نے بنائی ہے۔ اس کو آباد رکھنا اور آباد کرنا اب آپ کا کام ہے۔ اب آپ کی طرف سے چند مہینوں کے اندر یہ خبریں آنی چاہئیں کہ یہ بیت الذکر چھوٹی پڑ گئی ہے ہمیں اب بڑی بیت الذکر چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ نماز باجماعت ادا کرنے سے ایک حکم کے ساتھ اٹھنے اور بیٹھنے کی عادت بھی پڑے گی اور نظام جماعت کی اطاعت کی عادت بھی پیدا ہوگی اور جب اس طرح بیوت الذکر میں نماز پڑھنے کے لئے آئیں گے تو اس کا ثواب بھی گھروں میں پڑھنے والی نمازوں سے زیادہ ہوگا۔ اور اس طرح آپس میں محبت و اخوت اور وحدت بھی پیدا ہوگی۔ اگر یہ وحدت ہم میں پیدا ہوگئی تو سمجھ لیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کی بعثت کے مقصد کو پہچان لیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود اپنی جماعت سے اعلیٰ اخلاق کی توقع رکھتے ہیں اور یہ کہ جماعت کے ہر فرد کو کوئی امتیازی خلق اپنانا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی بچہ جو پڑھنے کی عمر کو پہنچ چکا ہے اس کے ماں باپ کو اس کی تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور جہاں تک تعلیم کے حصول میں مالی وسائل کے حائل ہونے کا تعلق ہے تو مجھے اطلاع دیں۔ انشاء اللہ جماعت اس کا انتظام کرے گی۔ مالی وسائل آپ کی تعلیم میں حائل نہیں ہونگے۔

ہر احمدی بچے کا فرض ہے کہ تعلیم حاصل کرے کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ فرمایا: ہر شخص کو تعلیم حاصل کرنا چاہئے خواہ اسے چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ یعنی مشکلات میں سے بھی گزرنا پڑے پھر بھی تعلیم حاصل کرے۔

بعض اہم نصائح

بنیادی تعلیم کے لئے جماعت یہاں سکول کھول رہی ہے۔ آج اس کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا ہے۔ اور اب یہ سکول ہائی سکول لیول تک جائے گا۔ انشاء اللہ

پھر ایسے نوجوانوں کو جو تعلیم حاصل نہیں کر پاتے۔ مزید کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں جن نوجوانوں نے تعلیم حاصل نہیں کی۔ ان کو ضرور کوئی نہ کوئی پیشہ اختیار کرنا چاہئے کوئی کام ضرور کرنا چاہئے۔ ایک مومن کے شایان شان نہیں کہ فارغ بیٹھ رہے اور کوئی کام نہ کرے۔ مردوں کو عورتوں کی نسبت زیادہ کام کرنا چاہئے۔ یہاں کی عورتیں کافی محنتی ہیں لیکن مردوں کو ان سے زیادہ آگے بڑھنا چاہئے۔ اگر مرد اس انداز میں کام شروع کر دیں تو آپ کے گھر خوشحالی کی آماجگاہ بن جائیں گے۔ اور یوں آپ جماعت اور ملک کے لئے مفید وجود بن سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ امتیازی شان کے ساتھ آپ کو اعلیٰ نمونہ دکھانے کی توفیق بخشے اور اپنے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بعد ازاں حضور نے اس یک روزہ جلسہ کی اختتامی دعا کروائی۔ اور پھر حضور انور خواتین کے جلسہ گاہ تشریف لے گئے۔ اور انہیں شرف زیارت بخشا بعد میں حضرت بیگم صاحبہ نے جلسہ میں شامل ہونے والی خواتین سے مصافحہ کیا اور بچیوں کو پیار کیا۔

شام سات بجے حضور انور نے بیت الطاہر ڈوری میں نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

ساڑھے آٹھ بجے حضور انور نے معززین شہر کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ آنے والے مہمانوں میں ہائی کمشنر ڈوری ریجن، کمانڈر جنرل سول فورسز، عدالت کے جج، فوج کے اعلیٰ افسر اس کے علاوہ شہر کے مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل تھے۔

ساڑھے نو بجے یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

31 مارچ 2004ء

صبح پانچ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور نے بیت الطاہر ڈوری (Dori) میں نماز فجر پڑھائی۔ ڈوری شہر کے علاوہ اس کے اردگرد کے دیہات سے جو احباب حضور انور کے دیدار کے لئے سفر کی شدید مشکلات کے باوجود پہنچے تھے انہوں نے رات بیت الذکر میں ہی قیام کیا۔ ان سبھی احباب نے نماز فجر حضور انور کی اقتداء میں ادا کی خواتین کے لئے بیت الذکر سے باہر ایک علیحدہ جگہ نماز کے لئے تیار کی گئی تھی۔

ان احباب جماعت کی تعداد چھ صد سے زائد تھی۔ جو رات یہیں مقیم رہے تھے۔ خوشی و مسرت کا اظہار ان کے چہروں سے ہوتا تھا اور زیادہ سے زیادہ اپنے پیارے آقا کا دیدار کرنا چاہتے تھے۔

صبح پونے نو بجے حضور انور نے مشن ہاؤس میں ڈوری ریجن کی مختلف جماعتوں کے صدران اور اماموں کو شرف مصافحہ بخشا اس موقع پر تصویریں بھی اتاری گئیں۔

کایا کے لئے روانگی

نو بجے ڈوری سے کایا (Kaya) کے لئے روانگی ہوئی۔ روانگی سے قبل حضور انور نے دعا کروائی اور قافلہ Kaya کے لئے روانہ ہوا۔ ڈوری سے کایا کا فاصلہ 165 کلومیٹر کا کچا رستہ ہے جو گرد وغبار سے اٹا ہوا ہونے کی وجہ سے سفر اور ڈرائیونگ کے لحاظ سے بہت مشکل راستہ ہے۔ یہ راستہ طے کرنے کے بعد پونے تین بجے دوپہر Kaya آمد ہوئی۔

پولیس نے قافلہ کو اسکواڈ کیا۔ پہلی گاڑی میں ڈائریکٹر ریجنل پولیس خود موجود تھے دوسری گاڑی فوج کی تھی جو قافلہ کے آخر پر تھی جس میں اس علاقہ کے ریجنل کمانڈر خود موجود تھے۔ پولیس اور فوج کی گاڑی صبح 10 بجے سے حضور انور کے انتظار میں شہر سے پانچ میل باہر موجود تھیں اور انہوں نے تین بجے تک مسلسل حضور انور کا انتظار کیا۔

شہر میں جہاں جہاں سے حضور انور کی گاڑی نے گزرنا تھا وہاں تمام راستوں اور چوراہوں پر پولیس ڈیوٹی پر موجود تھی اور ٹریفک کو روک دیتی تھی حضور کی Kaya شہر میں آمد سے قبل اس شہر کے میئر نے ان تمام راستوں کی صفائی کروائی تھی۔ جہاں سے حضور انور نے گزرنا تھا۔

تین بجے حضور انور ہوٹل Kazande (کازنڈے) پہنچے جہاں علاقہ کے ہائی کمشنر، ممبر نیشنل اسمبلی، اس علاقہ کے سب سے بڑے چیف اور ڈویژنل ڈائریکٹر زراعت، ڈویژنل ڈائریکٹر صحت، شہر کے میئر اور ہائی کمشنر کے جنرل سیکرٹری اور فوج کے کمانڈر نے حضور انور کا استقبال کیا۔ جماعت کی طرف سے ریجن کے مربی سلسلہ ظفر اقبال ساہی صاحب صدر جماعت عیسیٰ سپاڈوگو، ریجنل قائد خدام الاحمدیہ اور جماعت کے دوسرے عہدیداران نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور نے ان سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔

بیت الذکر کایا کا افتتاح

چار بجے حضور انور نے نماز ظہر وعصر بیت ھدیٰ (Kaya) میں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے ساتھ ہی بیت الذکر کا افتتاح بھی عمل میں آیا۔ کایا اور اس کے اردگرد کی چالیس جماعتوں سے آئے ہوئے دو ہزار سے زائد احباب جماعت نے حضور انور کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں۔ اس کے علاوہ ستائیس غیر احمدی دیہات میں سے لوگوں نے بھی جلسہ کے پروگرام میں شرکت کی۔ احباب جماعت بے حد خوش تھے۔ حضور انور کی آمد پر خوشی سے والہانہ انداز میں نعرے بلند کر رہے تھے۔ خواتین اور بچیاں خوش الحانی سے لا الہ الا اللہ کا ورد کر رہی تھیں اور ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ ان سبھی احباب نے اپنی زندگیوں میں پہلی مرتبہ کسی خلیفۃ المسیح کو دیکھا تھا۔ ہر کوئی خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔

مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد

نماز کے بعد حضور انور نے بیت الذکر سے ملحقہ قطعہ زمین ''احمدیہ مشن ہاؤس'' کا سنگ بنیاد رکھا اور دعا کروائی۔ یہ قطعہ زمین 6335 مربع میٹر ہے جو جماعت احمدیہ کایا کی ملکیت ہے۔

حضور انور کا خطاب

اس کے بعد حضور انور خطاب کے لئے سٹیج پر تشریف لائے تو جلسہ گاہ نعروں سے گونج اٹھی۔ بیت الذکر کے قریب ہی ایک کھلی جگہ پر جلسہ گاہ تیار کی گئی تھی۔ جہاں صبح سے ہی جلسہ کا پروگرام جاری تھا۔ جو حضور انور کے خطاب کے ساتھ اختتام پذیر ہونا تھا۔

تلاوت قرآن کریم ایک مقامی خادم نے کی۔ اس کے بعد حضور انور نے خطاب فرمایا۔

حضور انور نے احباب جماعت کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ سب لوگ بہت خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام مہدی کو پہچاننے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ بیعت کے نتیجہ میں آپ کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت بڑھ جاتی ہیں۔ پہلی نصیحت میں آپ کو یہ کرتا ہوں کہ پنجوقتہ نماز کا اہتمام کریں۔ مرد بیوت الذکر میں آکر باجماعت نماز ادا کریں۔ جو بچے دس سال سے زائد عمر کے ہیں وہ بھی بیت الذکر میں آکر باجماعت نماز ادا کریں اور والدین نے اگر اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہ کی اور نمازوں کا عادی نہ بنایا تو آخرت میں وہ جواب دہ ہوں گے۔

حضور نے فرمایا کہ ہر احمدی بچے کا یہ حق ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے اور کوئی بچہ اس وجہ سے تعلیم نہ چھوڑے کہ اس کے پاس مالی وسائل نہیں ہیں اگر تعلیم کے حصول میں مالی روک ہو تو مجھے بتائیں۔ انشاء اللہ آپ کو مالی وسائل مہیا کئے جائیں گے۔ علم حاصل کرنے کی بڑی اہمیت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔ فرمایا مراد یہ ہے کہ چاہے مشکلات ہوں پھر بھی تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ تعلیم حاصل کر کے ہی آپ ملک کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اور دینی کام کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر احمدی خواہ وہ جس میدان میں بھی ہے وہ سچائی اختیار کرے اور دوسروں سے اس میں وہ ممتاز ہو اگر وہ تاجر ہے تو وہ ایک سچا اور محنتی تاجر ہو اگر وہ مزدور ہے تو وہ سچا اور محنتی مزدور ہے۔ غرضیکہ ہر میدان میں احمدی دوسروں سے ممتاز نظر آئے۔ حضور انور نے فرمایا آپ سچے مومن اور ملک کے اچھے شہری بنیں۔ فرمایا سچے احمدی ہی حقیقی دین ہے۔ سچے احمدی بنیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے واپس اپنے گھروں میں لے جائے۔ اس کے بعد حضور نے دعا کروائی جس کے ساتھ اس یک روزہ جلسہ کا اختتام ہوا۔ اس کے بعد حضور انور واپس ہوٹل تشریف لے آئے۔

جلسہ میں حضور کے خطاب کے دوران Kampore (کامپورے) گاؤں کے ایک 70 سالہ بزرگ مسلسل روتے رہے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے بہت پاکستانی دیکھے ہیں لیکن یہ شخص پاکستانی نہیں ہے۔ یہ تو خدا کا آدمی ہے۔ یہ کہتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔

پنڈال کے باہر کے ایریا میں دھوپ اور گرمی تھی لیکن اس کے باوجود پنڈال کے آخری حصہ سے لوگ اٹھ کر سٹیج کے دائیں بائیں آکر د

بوبوجلاسو کے ہسپتال کا معائنہ

نماز جمعہ کے ساتھ حضور انور نے نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔ اس کے بعد حضور انور واپس اپنی قیام گاہ تشریف لے آئے۔

چھ بجے حضور انور نے احمدیہ ہسپتال بوبوجلاسو کا معائنہ فرمایا اور لیبارٹری، وارڈ، کنسلٹنگ روم اور ہسپتال کے دیگر شعبہ جات دیکھے اور ہدایات سے نوازا۔

جب حضور انور ہسپتال پہنچے تو ڈاکٹر ذوالفقار صاحب نے اپنے سٹاف کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا اور تعارف کرایا۔ حضور انور نے سب کو شرف مصافحہ بخشا۔

احمدیہ ریڈیو سٹیشن کا معائنہ

ہسپتال کے معائنہ سے فارغ ہو کر حضور انور احمدیہ ریڈیو بوبوجلاسو کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ ریڈیو سٹیشن بورکینا فاسو میں 50 کلومیٹر سے زائد ایریا کور کرتا ہے۔ اس طرح ایک ملین سے زائد لوگوں تک احمدیت کا پیغام اس ریڈیو سٹیشن کے ذریعہ پہنچ رہا ہے۔ یہ ریڈیو ہر دلعزیز اور بے حد مقبول ہے۔ اس معائنہ کے دوران حضور انور منتظمین سے تفصیلات دریافت فرماتے رہے۔ منتظمین نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور اپنا کوئی پیغام Live ریڈیو پر عنایت فرمائیں۔ حضور انور نے درج ذیل پیغام دیا جو Live نشر ہوا۔

”ریڈیو (۔) احمدیہ کے سننے والوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے“

حضور کی خدمت میں منفرد تحفہ پیش کیا

ریڈیو سٹیشن کے معائنہ کے بعد حضور باہر تشریف لائے تو Koudogou ریجن کے Tyniema (چینما) نامی گاؤں کے ایک مخلص دوست جن کا نام مسٹر ادریس تھا حضور انور کی خدمت میں ایک چھڑی اور اپنا اکلوتا بیٹا پیش کیا بیٹے کی عمر 25 سال ہے۔ والد کی خواہش ہے کہ اس کا بچہ جماعت کی خدمت کرے۔ اس شخص کے ذریعہ Tyniena اور Naba Dougou میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ اور جماعتوں کا قیام عمل میں آیا ہے۔ یہ صاحب اپنی بزرگی کی وجہ سے اپنے علاقہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

ساڑھے چھ بجے حضور انور نے نماز مغرب وعشاء احمدیہ بیت الذکر بوبوجلاسو میں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور واپس اپنی قیام گاہ Rau ہوٹل تشریف لے آئے۔

حضور کے اعزاز میں عشائیہ

رات آٹھ بجے حضور انور کے اعزاز میں جماعت احمدیہ بوبوجلاسو نے ایک عشائیے کا اہتمام کیا جس میں عمائدین شہر اور دیگر معزز مہمانوں نے بھی شرکت کی۔ جن میں درج ذیل شخصیات قابل ذکر ہیں۔

1۔ ہائی کمشنر
2۔ آرچ بشپ
3۔ ملٹری کے ریجنل کمانڈر
4۔ ریجنل اسسٹنٹ ڈائریکٹر پولیس
5۔ ایک سینئر جج
6۔ ریجنل ڈائریکٹر کسٹم
7۔ افسر رابطہ

عشائیے کے اختتام پر حضور انور معزز مہمانوں کے پاس تشریف لے گئے۔ ان سے تعارف حاصل کیا اور ان کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب 9 بجے شب اختتام پذیر ہوئی۔

3/اپریل 2004ء

بوبوجلاسو سے واپسی

5:30 بجے صبح حضور انور نے بیت احمدیہ بوبوجلاسو میں نماز فجر پڑھائی۔ 9:00 بجے صبح بوبوجلاسو سے واگاڈوگو واپس روانگی کا پروگرام تھا۔ روانگی سے قبل حضور انور ہوٹل سے جہاں حضور کا قیام تھا مشن ہاؤس تشریف لائے مشن ہاؤس میں احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھی۔ جونہی حضور انور مشن ہاؤس پہنچے لوگوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ خواتین اور بچیوں نے مل کر مختلف نغمات پڑھے۔ بچیاں جولا زبان میں یہ نغمہ پڑھ رہی تھیں لوگوں سنو امام مہدی آ گیا اس کو قبول کرو۔ آج اس کا خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ہم میں موجود ہے۔ انہیں قبول کرو۔

حضور انور کچھ دیر بچیوں کے پاس کھڑے رہ کر یہ روح پرور نغمات سنتے رہے۔ اس کے بعد حضرت بیگم صاحبہ نے دس مستحق ضرورت مند خواتین کو سلائی مشینیں تحفتاً عنایت فرمائیں۔

یہاں سے آگے روانگی سے قبل ایک مخلص احمدی نے ایک بکرا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور انور نے امیر صاحب کو ہدایت فرمائی کہ اسے صدقہ کروادیں۔ اس کے بعد واگاڈوگو کے لئے روانہ ہو کر تقریباً اڑھائی بجے منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

افتتاح احمدیہ ہسپتال واگاڈوگو

حضور انور نے 5 بجے بیت المہدی واگاڈوگو میں نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں جس کے بعد دفتر تشریف لے گئے اور وزیر صحت Hon. Yoda Alain (یوڈا آلنین) سے ملاقات کی۔

پانچ بج کر بیس منٹ پر حضور انور تقریب افتتاح کے لئے واگاڈوگو ہسپتال کے کمپاؤنڈ پہنچے جہاں احباب جماعت، مہمانان کرام اور عمائدین شہر حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔

تقریب کی کارروائی کا آغاز کلام پاک کی تلاوت سے ہوا۔ جس کے بعد اس کا فرنچ ترجمہ پیش کیا گیا اور مکرم ڈاکٹر محمود بھنوں صاحب نے واگاڈوگو میں ہسپتال کے تاریخی پس منظر کی روشنی میں تعارف پیش کیا۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے ابتداء لگائے گئے طبی کیمپوں کا تاریخی جائزہ پیش کیا اور اتھارٹیز نے جس انداز میں جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا اس کا تفصیلی ذکر کیا اور اس سیکٹر جس میں یہ ہسپتال تعمیر کیا گیا ہے کے میئر کی طرف سے اس قطعہ اراضی کے حصول کی تفصیل بتائی۔

ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اب تک میڈیکل کیمپس کے ذریعہ سے 40 ہزار سے زائد افراد کو مفت طبی مشورہ کے ساتھ ساتھ ادویہ بھی دی گئی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے مزید بتایا کہ تعمیر کے لحاظ سے ہسپتال کا نصف منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے اور بقیہ نصف ابھی تعمیر ہونا باقی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وسیع طبی سہولیات بورکینا فاسو کے عوام کو پہنچانے کا پروگرام ہے۔ جس میں زچہ بچہ، سرجری اور ایکسریز کے شعبہ جات شامل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا اس مرکز صحت میں طبی مشورہ کی فیس صرف 250 فرانک سی ایف ہوگی۔

مکرم ڈاکٹر صاحب کے تعارفی خطاب کے بعد عزت مآب وزیر صحت کو دعوت خطاب دی گئی۔ وزیر صحت نے اپنے خطاب میں فرمایا۔

اس تقریب میں میری شمولیت اس امر کے ثبوت کے طور پر ہے کہ حکومت این جی اوز (NGO's) اور دیگر ایسوسی ایشنز (Associations) کی صحت کے شعبہ میں خدمات کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا صحت کے بارے میں پروگرام حکومتی پروگرام کے ساتھ کامل مطابقت رکھتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ سیکٹر 25 واگاڈوگو میں جماعت احمدیہ کے اس مرکز صحت سے دکھی انسانیت کی مدد اور خدمت کا جو دروازہ کھولا گیا ہے حکومت اس قدم کو سراہتی ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ ڈاکٹر بھنوں صاحب نے اپنے تعارف میں ذکر کیا ہے کہ طبی مشورہ کی فیس صرف 250 فرانک سی ایف ہوگی۔ یہ جیران کن امر ہے اور جذبہ خدمت کی عکاسی کرتا ہے۔

آخر پر کہا میں متمنی ہوں کہ اسی انداز میں آپ کو خدمت کرتے چلے جانے کی توفیق ملتی رہے۔

حضور انور کا خطاب

وزیر موصوف کے خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مدعوئین اور معزز مہمانوں سے خطاب کیا اور فرمایا پروگرام کے لحاظ سے تو مجھے خطاب نہیں کرنا تھا۔ لیکن مہمانوں اور وزیر موصوف کے خطاب کی نسبت سے مناسب خیال کرتا ہوں کہ چند الفاظ کہوں۔

جماعت احمدیہ کا بہت بڑا مقصد علاوہ اللہ کی عبادت کے یہ بھی ہے کہ اس کی مخلوق کی بھی خدمت کی جائے۔

اس لئے جماعت کے تیسرے خلیفہ نے جب 1970ء میں افریقہ کا دورہ کیا تو خدا تعالیٰ نے ان کی توجہ اس طرف پھیری کہ جماعت احمدیہ کو افریقہ میں سکولوں اور ہسپتالوں کے ذریعہ انسانیت کی خدمت کرنی چاہئے۔

1970ء میں جن جن ممالک میں جماعت احمدیہ قائم تھی اس وقت سے سکولوں اور ہسپتالوں کا اجراء کر دیا گیا۔ چونکہ بورکینا فاسو میں اس وقت تک ابھی جماعت کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا اس لئے یہاں سکول اور ہسپتال شروع نہ کئے جاسکے۔

1989ء میں یہاں جماعت کا باقاعدہ قیام ہوا اور ضروری Formalities مکمل ہو چکنے کے بعد 1997ء میں ہسپتال کا اجراء ایک کرایہ کی عمارت لے کر کیا گیا۔

اللہ کے فضل سے جماعت کے مراکز صحت انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں اور یہ خدمت بلا امتیاز رنگ ونسل ومذہب کی جاتی ہے۔

میں امید رکھتا ہوں کہ ہمارے ہسپتال آئندہ بھی اسی جذبہ کے تحت خدمت کرتے رہیں گے۔ تعلیم کے میدان میں بھی جماعت کوشش کر رہی ہے۔ اور اس سال پانچ پرائمری سکولوں کے قیام کا پروگرام ہے۔ ان سکولوں کے معیار کو بھی بڑھایا جائے گا اور تعداد میں بھی اضافہ ہوگا۔

عزت مآب وزیر صحت میرے شکریے کے مستحق ہیں کہ باوجود مصروفیات کے ہماری اس تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔

ہسپتال کا باقاعدہ افتتاح

بعد ازاں حضور انور نے فرمایا اب ہم ہسپتال کے باقاعدہ افتتاح کی کارروائی کرتے ہیں۔ حضور انور اور پھر وزیر موصوف نے دیگر مہمانوں کی موجودگی میں ہسپتال کی Entrance پر فیتہ کاٹ کر افتتاح کیا اور حضور انور نے اس موقعہ پر دعا کرائی۔ مکرم ڈاکٹر بھنوں صاحب نے اس موقعہ پر تصویری چارٹس کی مدد سے حضور انور، وزیر موصوف اور T.V، ریڈیو کے نمائندگان کو آغاز سے لے کر اختتام تک کے مراحل کی وضاحت کی۔ ایک دوسرے چارٹ کی مدد سے بورکینا فاسو میں فری طبی کیمپس کا تفصیلی جائزہ پیش کیا اور ایک تیسرے چارٹ کی مدد سے جماعت احمدیہ کی خدمات خون کے عطیات کے لحاظ سے نمایاں انداز میں پیش کی گئی تھیں۔

ہسپتال کا معائنہ

بعد ازاں حضور انور نے اس نئے تعمیر شدہ ہسپتال کے تمام شعبہ جات کا معائنہ فرمایا اور مہمانوں کے تاثرات کی کتاب میں تاثرات درج فرمائے آپ کے بعد وزیر موصوف نے بھی اپنے تاثرات قلم بند کئے۔

اس کے بعد مہمانوں کی مشروبات اور دیگر لوازمات کے ساتھ تواضع کی گئی۔ پروگرام سے قبل حضور انور نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے نمائندگان کے اس موقعہ کی مناسبت سے کئے گئے سوالات کے جواب دیئے۔

سوال: کیا صحت و تعلیم کے شعبہ میں جماعت کی خدمات احمدیہ تعلیمات کا حصہ ہیں اور یہ کہ آئندہ ان پروگراموں میں وسعت کیسے آئے گی۔

جواب: دکھی انسانیت کی خدمت دینی تعلیم کا حصہ ہے اور چونکہ بورکینا فاسو میں جماعت کا قیام کافی دیر کے بعد ہوا اس لئے یہ خدمات پہلے انجام نہ دی جا سکیں۔ اب ان پروگراموں میں اضافہ بھی ہو گا اور وسعت بھی آئے گی۔

حضور انور نے افتتاحی تقریب کے اختتام پر ایک پودا اس موقعہ کی یادگار کے طور پر لگایا اور ایک پودہ وزیر موصوف نے بھی لگایا۔ اور آخر پر معزز مہمانوں نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو کا شرف بھی پایا۔

اس کے بعد حضور انور نے دفتر میں ڈاک ملاحظہ فرمائی اور پھر ساڑھے سات بجے شب بیت المہدی واگاڈوگو میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

4/اپریل 2004ء

صبح پانچ بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت المہدی (واگاڈوگو) میں نماز فجر پڑھائی۔

صبح 9 بجے حضور انور اپنی قیام گاہ ہوٹل Sofitel سے مشن ہاؤس تشریف لائے اور اپنے دفتر میں ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

مربیان کے ساتھ میٹنگ

ساڑھے نو بجے مجلس عاملہ بورکینا فاسو اور مربیان کرام بورکینا فاسو کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی جو بارہ بجکر بیس منٹ تک جاری رہی۔ حضور انور نے باری باری تمام سیکرٹریان سے ان کے کام اور ان کے سپرد ذمہ داریوں کے بارہ میں دریافت فرمایا اور موقع پر ساتھ ساتھ ہر سیکرٹری کو ہدایات دیں اور بتایا کہ آپ کی کیا ذمہ داری ہے اور آپ نے آئندہ کس طرح کام کرنا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ عاملہ کے ہر شعبہ کو فعال ہونا چاہئے اور ملک کے مختلف ریجنز اور پھر آگے جماعتوں میں جو مجالس عاملہ قائم ہیں۔ نیشنل عاملہ کے سیکرٹریان کا اپنے شعبہ کے سیکرٹری سے براہ راست رابطہ قائم ہونا چاہئے۔ پوری منصوبہ بندی سے مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر کام کو آگے بڑھائیں۔

حضور کی مفید نصائح

حضور انور نے چندوں کی ادائیگی، مجلس عاملہ کے ممبران کو باشرح چندہ دینے اور ہر کمانے والے شخص کو چندہ کے نظام میں شامل کرنے اور چندہ کے نظام کو مضبوط بنانے کے بارہ میں تفصیلی ہدایات دیں اور رہنمائی فرمائی۔ حضور انور نے اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی کہ چونکہ افریقہ میں عموماً عورتیں مردوں کی نسبت زیادہ کام کرتی ہیں اور زیادہ کماتی ہیں اس لئے چندہ کے نظام میں خواتین کو بھی شامل کریں۔

حضور انور نے عاملہ کے ممبران کو اس طرف بھی توجہ دلائی کہ کوئی احمدی بھی بیکار، بے روزگار اور فارغ نہیں رہنا چاہئے۔ ہر احمدی کو کوئی نہ کوئی کام کرنا چاہئے اس بارہ میں شعبہ امور عامہ اپنا فعال کردار ادا کرے۔ ریجنل صدران اور مربیان کی مدد سے جائزے تیار کئے جائیں۔ اگر اس بارہ میں پہلے کام شروع نہیں ہو سکا تو اب شروع کر دیں۔

تعلیم کے متعلق نصائح

بچوں اور نوجوان نسل کی تعلیم کے تعلق میں حضور انور نے تفصیل کے ساتھ مجلس عاملہ کو توجہ دلائی کہ کوئی احمدی بچہ تعلیم سے محروم نہ رہے۔ تمام ریجنز اور پھر آگے جماعتوں میں باقاعدہ جائزے اور فہرستیں تیار ہوں اور والدین کو ترغیب دلائی جائے اور تاکید کی جائے کہ اپنے بچوں کو سکولوں میں بھجوائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ان بچوں کی فہرستیں بنوائیں جو کسی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر رہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ٹارگٹ بنالیں کہ امسال ہم نے اتنا حاصل کرنا ہے۔ اتنے بچوں کو تعلیم دلوانی ہے۔

کام کی تفصیل کا جائزہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام مربیان سے باری باری ان کے ریجنز میں کام کا تفصیل سے جائزہ لیا اور نو مبائعین سے رابطوں کے بارہ میں ہر ایک مربی کو فرداً فرداً ہدایات دیں اور تاکید کی کہ ہر ایک جماعت تک پہنچیں اور رابطے بحال کریں اور ساتھ ساتھ چندہ کے نظام میں بھی شامل کریں حضور انور نے فرمایا تربیت کا کام بے حد ضروری ہے اور یہ سارا سال جاری رہنا چاہئے۔ باقاعدہ ٹیمیں بنائیں جو سارا سال اس کام پر مامور ہیں اور دعوت الی اللہ کا کام اپنی جگہ پر جاری رہنا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب دعوت الی اللہ کریں تو پہلی بار شروع میں کھل کر بتائیں کہ یہ دینی تعلیم ہے۔ یہ پیشگوئیاں ہیں جن کے مطابق امام مہدی آ گئے ہیں اور یہ ہمارے عقائد ہیں اور یہ سارا نظام ہے۔ چندہ کے نظام کے بارہ میں بھی شروع میں ہی بتائیں کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ نماز کے قیام کے ساتھ مالی قربانی کا حکم ہے اس لئے شروع میں جو حسب استطاعت دے سکتے ہیں دیں۔ فرمایا اس طرح بعد میں جب نو مبائعین کو چندہ کے نظام میں شامل کیا جائے گا تو انہیں پہلے سے ہی علم ہو گا کہ یہ چندہ نظام کا حصہ ہے۔

نیشنل مجلس عاملہ سے میٹنگ

اس میٹنگ کے بعد بارہ بجکر بیس منٹ پر نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ جس میں حضور انور نے شعبہ وار خدام کے کام کا جائزہ لیا، ساتھ ساتھ ان کی رہنمائی کی اور ہدایات دیں۔ حضور انور نے اس بات کی طرف خدام الاحمدیہ کو خصوصی توجہ دلائی کہ ریجنل سطح پر تو آپ کی مجالس قائم ہیں۔ لیکن ریجن میں جو جماعتیں ہیں وہاں بھی اپنی مجالس قائم کریں۔ اس طرح ہر جماعت میں مجلس خدام الاحمدیہ قائم ہونی چاہئے اور قائدین ہر ماہ اپنی رپورٹس صدر کو بھجیں۔ پھر صدر اپنی ماہانہ رپورٹ خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بھجوائے۔

مجلس عاملہ انصار اللہ سے میٹنگ

بارہ بجکر 45 منٹ پر مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ میٹنگ کا آغاز ہوا۔ حضور انور نے شعبہ وار عاملہ کے ممبران کے کام کا جائزہ لیا اور تفصیل سے ہدایات دیں۔ حضور انور نے فرمایا انصار اللہ کے نمونہ سے ہی دوسروں نے سبق لینا ہے اس لئے آپ کو اعلیٰ نمونہ قائم کرنا چاہئے۔ فرمایا شروع سے ہی اپنے نظام کو مضبوط کریں۔ اگر آپ نے شروع سے ہی اس طرف توجہ نہ دی تو پھر بہت پیچھے چلے جائیں گے۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ سے میٹنگ

بارہ بجکر پچپن منٹ پر نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ حضور انور نے لجنہ کے کام کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات دیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ مختلف دیہات اور جماعتوں میں جا کر لجنہ کی تنظیم قائم کریں اور اس طرح چھوٹے لیول پر تمام جماعتوں میں لجنہ کی تنظیم قائم ہو۔ فرمایا اگر ہر جماعت میں لجنہ کی تنظیم قائم نہ ہوئی تو پھر عورتوں کی تربیت کرنا مشکل ہو جائے گا۔ فرمایا لجنہ یہ کوشش بھی کرے کہ ہر جگہ عورتوں کو نماز پڑھنی آنی چاہئے۔ نماز کے الفاظ اور پھر اس کا ترجمہ بھی آنا چاہئے۔ فرمایا ناصرات میں تعلیم کا رجحان بڑھائیں۔ ناصرات کی تربیت اس لئے ضروری ہے کہ آئندہ نسل میں انہوں نے مائیں بننا ہے اور آگے نسل چلنی ہے اس لئے ان کا تعلیمی معیار بلند ہونا چاہئے۔

ایک بجکر بیس منٹ پر لجنہ کی میٹنگ اختتام کو پہنچی اس کے بعد تصاویر کھینچی گئیں۔ نیشنل مجلس عاملہ۔ مربیان کرام، مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ اور سیکورٹی ٹیم نے باری باری تصاویر بنوائیں۔ آئیوری کوسٹ سے آنے والے مربیان کے وفد نے بھی حضور انور سے الوداعی ملاقات کی اور تصویر بنوائی۔

ایک بجکر تیس منٹ پر حضور نے بیت المہدی واگاڈوگو میں نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں نماز کے بعد بیت الذکر میں موجود تمام احباب جماعت نے حضور انور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

بورکینا فاسو سے روانگی

اس کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ تشریف لے گئے۔ اب بورکینا فاسو سے روانگی کا وقت قریب آ رہا تھا۔ اڑھائی بجے تمام سامان ایئر پورٹ پر جا چکا تھا۔ چار بجے حضور انور ہوٹل سے ایئر پورٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ ایئر پورٹ پر احباب جماعت حضور انور کو الوداع کہنے کی غرض سے اکٹھے ہوئے تھے جونہی حضور انور گاڑی سے اترے احباب جماعت مرد و خواتین نے نعرہ تکبیر بلند کئے۔ اور انی معک یا مسرور کے الفاظ کہتے ہوئے حضور انور کو الوداع کیا۔ حضور انور VIP لاؤنج میں تشریف لے آئے۔ اس دوران امیگریشن کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ VIP لاؤنج میں قریباً ایک گھنٹہ قیام کیا۔ جہاں نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران اور مربیان باری باری حضور انور سے ملتے رہے اور مصافحہ کا شرف حاصل کرتے رہے۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اور مربیان کی فیملیاں باری باری حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کے پاس آتی رہیں اور الوداعی ملاقات کرتی رہیں۔

VIP لاؤنج میں امیگریشن محکمہ کے سٹاف اور ایک پولیس افسر نے بھی حضور سے ملاقات کی اور دعا کی درخواست کی۔ 5 بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور VIP لاؤنج سے جہاز پر سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ ساڑھے پانچ بجے ایئر بورکینا کا طیارہ فضا میں بلند ہوا اور بینن کی طرف روانگی ہوئی۔ مکرم امیر صاحب بورکینا فاسو، مکرم ڈاکٹر محمود بھنوں صاحب اور صدر خدام الاحمدیہ بورکینا فاسو نے جہاز کی سیڑھیوں پر حضور انور کو الوداع کیا۔

☆......☆......☆......☆

سرکاری نام:

جمہوریہ بینن (Republique Du Benin)

پرانا نام: ڈھومی (Dahomey)

حدود اربعہ:

اس کے شمال میں نائیجر، مشرق میں نائیجیریا، جنوب میں بحراوقیانوس، مغرب میں ٹوگو اور شمال مغرب میں بورکینا فاسو واقع ہیں۔

جغرافیائی صورتحال:

بینن زمین کی ایک تنگ پٹی کی شکل کا ملک ہے جو کہ تقریباً 700 کلومیٹر بحراوقیانوس کے ساحل سے شمال میں دریائے نائیجر تک پھیلی ہوئی ہے۔ بینن کی شمال سے جنوب تک لمبائی 668 کلومیٹر اور مشرق سے مغرب تک چوڑائی 325 کلومیٹر ہے۔ بینن 5 قدرتی علاقوں پر مشتمل ہے۔ ساحلی علاقہ نشیبی، ہموار اور ریتلا ہے۔ شمال مشرق میں دریائے نائیجر کی ہموار وادی واقع ہے جہاں 16 ہزار مربع میل رقبے میں جنگلات ہیں۔ شمال مغرب میں اٹاکورا کا بلند پہاڑی سلسلہ واقع ہے۔ ملک کے وسط میں 80 کلومیٹر کا علاقہ دلدلی ہے۔ اوپی، آلبوری اور میکرو بڑے دریا ہیں۔ ساحل 124 کلومیٹر

رقبہ:

1,12,680 مربع کلومیٹر

آبادی:

60 لاکھ نفوس (1999ء)

دارالحکومت:

بینن مغربی افریقہ کا خوبصورت ملک۔ بادشاہوں کی سرزمین

پورٹونووو Porto-Novo (4 لاکھ)

بلندترین مقام:

ماؤنٹ اٹاکورا (641 میٹر)

بڑے شہر:

کوٹونو۔ کانڈی۔ پاراکو۔ آبومی۔ نائی ٹنگو۔ نکی۔ باسیلا۔ جوگو۔ سوالو۔ ساکیٹی۔ بانٹی۔ سیٹو۔ گرینڈ پوپو۔ مالان ویل۔

سرکاری زبان:

فرنچ (فون۔ یوروبا۔ آجا۔ سومبا)

مذاہب:

مظاہر پرست 60% ، عیسائی 25% ، مسلمان 15%

اہم نسلی گروپ:

فون 50% ، آجا، یوروبا، سوما، شیپے 50% ۔ ملک میں 50 نسلی گروپ ہیں۔

یوم آزادی:

یکم اگست 1960ء

رکنیت:

اقوام متحدہ 20 ستمبر 1960ء

کرنسی یونٹ:

فرانک CFA=100 سینٹ (سنٹرل بینک آف افریقن سٹیٹس)

انتظامی تقسیم:

6 صوبے

موسم:

خط استواء سے ملتا ہے یعنی گرم و مرطوب ہوتا ہے۔ بارش کی سالانہ اوسط 30 اور 60 انچ کے درمیان ہے۔

اہم زرعی پیداوار:

پام۔ مونگ پھلی۔ کپاس۔ کافی۔ تمباکو۔ مکئی۔ سورگم۔ کساوا۔ چاول۔ پھل وسبزیاں

اہم صنعتیں:

پام آئل کی مصنوعات۔ کپڑا۔ سیمنٹ۔ صابن۔ شراب۔ ایلومینیم کی چادریں۔ پھلوں کا جوس۔ پٹ سن کی تھیلیاں۔

اہم معدنی پیداوار:

معدنی تیل۔ سیمنٹ کا پتھر۔ چونے کا پتھر۔ خام لوہا۔ خام کروم

مواصلات:

قومی فضائی کمپنی ''ایئر بینن'' پورٹونووو میں انٹرنیشنل ایئرپورٹ اور کوٹونو بڑی بندرگاہ ہے۔

تاریخی پس منظر

بنین پہلے ڈھومی کہلاتا تھا۔ آثار قدیمہ کی کھدائی سے جو ظروف وغیرہ دریافت ہوئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں قدیم زمانے میں بھی انسانی معاشرت اور تہذیب موجود تھی۔ یہاں اسلام کا ظہور ابتدائی ہجری صدیوں ہی میں ہوگیا تھا۔

بینن کا علاقہ 11 ویں صدی عیسوی سے مختلف سلطنتوں کا مرکز رہا ہے۔ 16 ویں صدی میں یہ غلاموں کی تجارت کا بڑا مرکز بن گیا۔ سب سے پہلے 1580ء میں پرتگالیوں نے اس علاقہ میں اپنی تجارتی کوٹھیاں قائم کیں اور جونہی غلاموں کی تجارت میں ترقی ہوئی تو یہاں انگریزوں، ہسپانویوں اور فرانسیسیوں نے بھی اپنی تجارتی چوکیاں قائم کرلیں۔ پرتگالی جلد ہی یہاں سے واپس چلے گئے۔

1625ء میں جنوبی علاقے کے فون Fon قبائل نے آبومی Abomey سلطنت کی بنیاد رکھی۔ ویگ باجا Vegbaja جو کہ اس سلطنت کا سب سے پہلا اور مضبوط ترین حکمران تھا۔ اس نے ہمسایہ ریاست کے بادشاہ ڈان کو شکست دی اور ڈان کی لاش کو اس محل کی بنیادوں میں ڈال دیا گیا جو شاہ ویگ باجا تعمیر کررہا تھا۔ 17 ویں صدی میں اس سلطنت نے ہمسایہ ریاستوں سے جنگ کرکے زبردست طاقت حاصل کرلی۔

17 ویں صدی کے شروع میں تین طاقتور بھائیوں نے الاڈا (Alada) ریاست سے زبردست مقابلہ کیا۔ ہمسایہ وائڈہ کی طرح یہ غلاموں کی تجارت سے مالامال تھی۔ ان میں ایک بھائی نے الاڈا ریاست پر کامیاب کنٹرول حاصل کرلیا۔ دوسرے دو ملک سے فرار ہوگئے۔ ایک جنوب مشرق میں پہنچا اور پورٹونووو کی بنیاد رکھی۔ دوسرا بھائی ڈوآکلین (Do-Aklin) شمال میں پہنچا اور سلطنت آبومی کی بنیاد رکھی۔ یہی سلطنت مستقبل میں سلطنت ڈھومی کہلائی۔ یہ تمام مشرق میں واقع طاقتور سلطنت آیو Oyo کو خراج ادا کرتے تھے۔

ڈھومی کے لغوی معنی ہیں ''ڈین کا پیٹ'' ڈین قبیلے کے سردار کا نام تھا جو آدم خور تھا۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ملزم کا جرم ثابت ہونے پر موت کی سزا دیتا تھا اور اسے خود کھا جاتا تھا۔ ڈھومی کے قبائل بہت وحشی اور جنگجو تھے۔

ڈوآکلین کے پوتے ویگ باجا (عہد حکومت 85-1645ء) نے آبومی کو ایک طاقتور ریاست بنا دیا۔ یہ طاقتور سلطنت جنوبی ڈھومی میں موجود تھی۔

ویگ باجا کا جانشین آکابا Akaba تھا جس نے 1685ء تا 1708ء تک حکمرانی کی۔ اس کے بعد شاہ آگاجا Agaja (عہد حکومت 32-1708ء) حکمران ہوا۔ آگاجا نے یورپی تاجروں سے جدید اسلحہ وغیرہ خریدا۔ یہ یورپی تاجر خلیج گنی کے ساحل تک آتے تھے۔

سلطنت آبومی طاقتور ہوکر سلطنت ڈھومی میں بدل گئی۔ یہ سلطنت 17 ویں صدی سے 1818ء تک اپنے عروج پر تھی۔ آبومی الاڈہ اور وائڈہ اس سلطنت کے صوبے تھے۔ یورپی ممالک کو غلاموں کی تجارت کے بدلے سلطنت ڈھومی اور پھیلی۔ شاہ آگاجا سابق بادشاہ ویگ باجا کا بیٹا تھا۔ اس نے 1724ء میں الاڈہ اور 1727ء میں وائڈہ کو فتح کیا جہاں کچھ عرصہ پہلے یورپی اور فرانسیسی قلعے تعمیر ہوچکے تھے۔

شاہ آگاجا نے مسلح اور تربیت یافتہ عورتوں کی ایک بڑی فوج تیار کی تھی اور ان کا دستہ ''ایمزن'' کہلاتا تھا۔ یہ تربیت یافتہ دستہ 18 ہزار خواتین پر مشتمل تھا۔ یہ خواتین جب دشمن پر حاوی ہو جاتی تھیں تو بے پناہ خونخواری کا مظاہرہ کیا کرتی تھیں اور دشمنوں کے دل نکال کر کھا جاتی تھیں۔ پرتگالی اور فرانسیسی اس وقت یہاں حکومت کی طرف توجہ نہ دیتے تھے کیونکہ ان کا مقصد صرف غلاموں کی تجارت تھا۔

شاہ ٹیگ بیسو Teg Besu کے عہد حکومت (1732-74ء) کے دوران ڈھومی نے فرانسیسیوں کو یہاں سے نکال باہر کیا۔ 1774ء سے 1789ء تک شاہ کیپنگلا (Kpengla) اور 1789ء سے 1797ء تک شاہ اگونگلو Agonglo نے حکومت کی۔ ان حکمرانوں نے ریاست کے لئے نئے صوبے حاصل کئے۔ 1797ء میں شاہ آڈان ڈوزن (Adan Dozan) حکمران بنا۔

19 ویں صدی کے آغاز میں غلاموں کی تجارت 20 ہزار سالانہ سے گھٹ کر 10 ہزار رہ گئی۔ اس کے باوجود یورپی تجارت کرتے رہے۔ جب غلاموں کی تجارت غیر قانونی قرار دی گئی تب بھی ڈھومی سے تجارت ہوتی رہی۔ قبائل میں لڑائی رہتی جو ہار جاتا اس کے سب افراد غلام بنا کر یورپی سوداگروں کے حوالے کردیئے جاتے۔ 1818ء میں عظیم شاہ گیزو Gezo نے شاہ ڈوزن کو معزول کردیا۔ گیزو نے ڈھومی کے پایہ سلطنت کو وسیع کرنے کے لئے نائیجیریا کے علاقے یوروبا (Yuroba) پر کئی حملے کئے۔ گیزو کے عہد میں ڈھومی شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئی۔ اس نے افریقہ میں ایک مطلق العنان بادشاہت کی سلطنت تشکیل دی۔

1851ء میں فرانس نے آبادکاری کا آغاز کیا اور شاہ گیزو سے ایک تجارتی معاہدہ کیا تاکہ انگریز یہاں قابض نہ ہوجائیں۔ 1858ء میں آخری پرتگالی جہاز غلاموں کو لے کر یہاں سے روانہ ہوا۔ اب تک یورپی اقوام نے محض چند قلعوں پر قبضہ کررکھا تھا۔ جہاں وہ غلاموں کو جمع کرتے رہتے تھے اور جہاز آنے پر انہیں برآمد کرتے تھے۔ وہ حکومت کرنے کے خواہاں نہ تھے۔ 1857ء میں فرانسیسیوں نے اپنے آپ کو سامراج کے طور پر منظّم کیا۔

1858ء میں گیزو کی موت پر شاہ گلیلی Glele نے حکومت سنبھالی۔ 1868ء اور 1878ء کے معاہدوں کے تحت کوٹونو کا علاقہ فرانس نے حاصل کرلیا۔ 1883ء میں انہوں نے پورٹونووو پر بھی قبضہ کرلیا۔ ادھر 1885ء میں پرتگالیوں نے ملک کے ساحلی علاقوں پر قبضہ کا اعلان کردیا مگر نامعلوم وجوہ کی بناء پر 1887ء میں وہ یہاں سے چلے گئے۔

1889ء میں گلیلی کے بعد شاہ بہانزین Benhanzin تخت نشین ہوا۔ یہ سلطنت ڈھومی کا آخری بادشاہ تھا۔ اسی سال جرمنی، برطانیہ اور فرانس کے درمیان سہ فریقی معاہدہ طے پایا جس کے مطابق سرحدوں کی حدبندی مستقل ہوگئی۔ بینن کے بادشاہ اور فرانس کے درمیان چپقلش شروع ہوگئی۔ باضابطہ جنگ ہوئی جس میں ڈھومی کی ایمزون خواتین نے غیر معمولی شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ 1890ء میں صلح نامہ ہوا جس کی رو سے طے پایا کہ فرانس ڈھومی کا محافظ ہوگا اور بادشاہ کو سالانہ 800 پونڈ پنشن ملے گی۔

بعدازاں بہانزین نے فرانس کے خلاف مہمات میں اپنی قوم کی سربراہی کی اور کوٹونو کا علاقہ فرانس سے واپس حاصل کرنے کی کوشش کی۔ بہانزین نے 1892ء میں پھر فرانس کے خلاف جنگ چھیڑ دی لیکن فرانسیسیوں نے کرنل الفریڈ آمیڈی ڈوڈس کی قیادت میں ڈھومی کی شاہی فوج کو شکست دی چنانچہ شاہ بہانزین نے دارالحکومت کو آگ لگوادی اور خود فرار ہوگیا۔ 1893ء میں فرانس نے پورے ملک پر قبضہ کرلیا۔ ادھر بہانزین نے مزاحمت جاری رکھی۔ بالآخر جنوری 1894ء میں فرانسیسیوں نے شاہ بہانزین کو گرفتار کرکے مارٹینق جزائر (ویسٹ انڈیز) میں جلاوطن کردیا۔ انہوں نے اس سلطنت کو فرنچ کالونی میں ضم کردیا۔

قبضہ کرنے کے بعد فرانس نے ملک کو دو حصوں آبومی اور الاڈہ میں تقسیم کردیا۔ آبومی کے تخت پر بہانزین کے بڑے بیٹے کو بٹھا دیا اور باقی ملک پر خود قابض ہوگیا۔ 1898ء میں برطانیہ اور فرانس کے مابین ایک اور معاہدہ طے پایا جس کی رو سے مشرقی سرحدوں کا تعین ہوا۔ 1900ء میں فرانسیسیوں نے شاہ آبومی کو بھی معزول کرکے کانگو روانہ کردیا۔ اسی سال پورٹونووو ڈھومی کا دارالحکومت قرار پایا۔ 1904ء میں فرانس نے ڈھومی کو اپنی کالونی بنا کر ''فیڈریشن آف فرنچ ویسٹ

افریقہ‘‘ میں مدغم کردیا۔ فرانس نے یہاں ریلوے اور سڑکیں تعمیر کیں اور کافی کی پیداوار میں اضافہ کیا۔ ترقیاتی کاموں کے ساتھ ساتھ عیسائیت کی تبلیغ بھی زور وشور سے جاری رہی۔ سکولوں اور ہسپتالوں کی تعمیر سے تبلیغ کے کاموں میں آسانی پیدا ہوئی چنانچہ 20 سال کے اندر اندر عیسائیوں کی تعداد پونے تین لاکھ تک پہنچ گئی۔ 1906ء میں ڈھومی کے آخری شاہ بہانزین کا انتقال ہوگیا۔

1912ء میں فرانس نے جرمنی سے معاہدہ کیا جس کے مطابق ٹوگو اور بینن کی مغربی سرحدوں کا تعین ہوا اور یوں جغرافیائی طور پر موجودہ بینن وجود میں آیا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران مقامی لوگوں نے فرانس کی طرف سے جنگ میں حصہ لیا۔ 1946ء میں فرنچ آئین کے تحت ڈھومی کو فرانس کا سمندر پار صوبہ قرار دیا گیا۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد یہاں پہلی نیم خودمختار حکومت فرانس کے زیرسایہ قائم ہوئی۔ 1958ء میں ڈھومی کو داخلی خودمختاری ملی جبکہ 1959ء میں فرنچ کمیونٹی کے اندر اسے خودمختار ریاست کا درجہ دے دیا گیا۔

1960ء میں فرانس کا نیا آئین بنا تو سمندر پار مقبوضات کو آزادی ملنا شروع ہوئی چنانچہ یکم اگست 1960ء کو ڈھومی آزاد ملک بن گیا۔ اسی روز اس کا آئین نافذ ہوا ملک میں صدارتی طرز حکومت رائج ہوا۔ ہیوبرٹ میگا (Hubert Mega) (پ 1916ء) پہلے صدر منتخب ہوئے۔

27-28 /اکتوبر 1963ء کو فوجی انقلاب برپا ہوا۔ آرمی کمانڈر کرنل کرسٹوف سوگلو نے اقتدار سنبھال کر ملک میں مارشل لاء نافذ کردیا۔ فوجی صدر نے ایک ریفرنڈم کے بعد نیا آئین نافذ کیا۔ چنانچہ 5 جنوری 1964ء کو دوسری جمہوریہ قائم ہوئی۔ مارچ میں آئین نافذ ہوگیا اور سورو مائیگن کو صدر جمہوریہ منتخب کرلیا گیا۔ دوسرا انقلاب 22 دسمبر 1965ء کو برپا ہوا اور جنرل کرسٹوف سوگلو نے پھر حکومت سنبھال لی۔

17 دسمبر 1967ء کو میجر ماریس کوانڈیٹے (Koundete) کی قیادت میں انقلابی ملٹری جنتا نے سوگلو کو معزول کردیا۔ عوامی ریفرنڈم کے بعد 31 مارچ 1968ء کو تیسرا آئین نافذ ہوا۔ چنانچہ جون میں فوجی حکومت نے سابق وزیر خارجہ ایمائیل ڈرلن زنسو کو صدر مقرر کیا۔ 17 جولائی کو انہوں نے صدر اور یکم اگست کو ہیڈ آف سٹیٹ کا عہدہ سنبھال لیا۔ 1969ء میں ڈھومی مسلسل اقتصادی مشکلات کا شکار رہا۔ چنانچہ 10 دسمبر 1969ء کو میجر ماریس کوانڈیٹے نے پھر مداخلت کی اور فوجی انقلاب کے ذریعے زنسو کو معزول کردیا۔ حکمرانی کے لئے ملٹری ڈائریکٹوریٹ قائم کردی گئی۔ مارچ 1970ء میں فوج کی نگرانی میں انتخابات ہوئے۔ ان میں ڈھومی کے تین سابق صدور نے حصہ لیا مگر انتخابات کو مکمل ہونے سے پہلے ہی ملتوی کردیا گیا کیونکہ دو شمالی صوبوں میں تشدد کے واقعات سے صورتحال بگڑ چکی تھی۔

مئی 1970ء میں فوج نے تین رکنی صدارتی کونسل قائم کی۔ یہ کونسل یا کمیشن تین لیڈروں مسٹر میگا، احمادیب اور سورو مائیگن پر مشتمل تھا۔ یہ طے پایا کہ اس کا ہر رکن دو سال کے لئے ڈھومی کی صدارت کے فرائض انجام دے گا۔ چنانچہ مسٹر میگا صدر مقرر ہوئے۔ 2 سال بعد مئی 1972ء میں میگا نے اقتدار پر امن طور پر نئے صدر جسٹین احمادیب کے حوالے کردیا۔ یہ حکومت چھ ماہ بھی پورے نہ کرسکی اور 26 /اکتوبر 1972ء کو میجر میتھیو کیریکو کی قیادت میں فوجی انقلاب برپا ہوا۔ کیریکو نے تختہ الٹ کر ملٹری انقلابی کونسل (CNR) قائم کردی اور بحیثیت صدر اور وزیر اعظم اقتدار سنبھال لیا۔ 30 نومبر 1974ء کو فوجی حکومت نے ملک میں مارکسزم۔ لینن ازم رائج کردیا۔ 30 نومبر 1975ء کو صدر کرنل کیریکو نے ملک کا نام بدل کر ’’پیپلز ری پبلک آف بینن‘‘ رکھ دیا۔ ملک کو سوشلسٹ ریاست قرار دے دیا گیا اور مارکسسٹ و لینن ازم کا نعرہ اپنا لیا گیا۔ صدر نے ملک کا پرچم، ترانہ اور تمام اعزازات تبدیل کردیئے۔

26 /اگست 1977ء میں نیا آئین نافذ ہوا جس کے ذریعے بینن کو یک جماعتی ریاست قرار دے دیا گیا اور ’’عوامی انقلابی پارٹی آف بینن‘‘ (PRPB) ملک کی واحد قانونی سیاسی جماعت ٹھہری۔ 1979ء میں (CNR) کو توڑ دیا گیا اور اسمبلی کے انتخابات ہوئے جس میں صدر کی جماعت نے اکثریت حاصل کی۔ فروری 1980ء میں کرنل کیریکو کو نیشنل انقلابی اسمبلی (پارلیمنٹ) نے باقاعدہ صدر منتخب کرلیا۔ کیریکو نے لیبیا کے قذافی سے باہمی تعاون کا معاہدہ کیا۔ 29 ستمبر 1980ء کو صدر کیریکو نے اسلام قبول کرکے اپنا نام احمد کیریکو (Kerekou) رکھا۔ 31 جولائی 1981ء کو انہوں نے 5 سال کے لئے صدر اور وزیراعظم کے عہدوں کا حلف اٹھالیا۔

1984ء میں کیریکو کو دوبارہ صدر منتخب کرلیا گیا۔ 1988ء میں حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش ناکام ہوئی۔ دسمبر 1989ء میں صدر کیریکو نے اعلان کیا کہ مارکسزم لینن ازم عرصہ تک ملک کے ساتھ نہیں چل سکتے۔ چنانچہ صدر نے سوشلسٹ نظام کو مسترد کرکے پرانا پرچم بحال کردیا۔

1990ء میں کیریکو نے عبوری حکومت قائم کرکے کثیر جماعتی نظام بحال کرنے کا اعلان کیا۔ 2 دسمبر 1990ء کو نیا آئین نافذ ہوا۔ اس کے تحت 24 مارچ 1991ء کو بینن کے پہلے آزادانہ صدارتی انتخابات منعقد ہوئے۔ جن میں نائس فورے سوگلو (پ 29 نومبر 1934ء) نے بریگیڈیئر جنرل صدر کیریکو کو شکست دی۔ مارچ 1996ء میں ایک آئینی ترمیم کے بعد وزیراعظم کا عہدہ رائج ہوا۔ ڈیموکریٹک ری نیول پارٹی (PRD) کے ایڈرین ہونگ بیجی پہلے وزیراعظم بنے۔ اسی ماہ صدارتی انتخابات ہوئے جن میں سابق صدر نے سوگلو کو شکست دی۔ 8 مئی 1998ء کو وزیراعظم ہونگ بیجی نے استعفیٰ دے دیا۔ صدر کیریکو نے اعلان کیا کہ آئندہ ان کی حکومت میں وزارت عظمیٰ کا عہدہ نہ ہوگا۔ 4 مارچ 2001ء کو صدارتی انتخابات ہوئے۔ کیریکو نے سابق صدر سوگلو کو شکست دی۔

حکومت

بینن ایک آزاد جمہوریہ ہے جہاں صدارتی طرز حکومت رائج ہے۔ صدر ریاست کا سربراہ مملکت (ہیڈ آف سٹیٹ) تمام انتظامی اختیارات کا مالک اور مسلح افواج کا سپریم کمانڈر انچیف ہے۔ حکومت کا سربراہ وزیراعظم ہے جسے صدر نامزد کرتا ہے۔

قانون سازی کا اختیار ایک ایوانی پارلیمنٹ (قومی اسمبلی) کو حاصل ہے۔ صدر اور قومی اسمبلی کے ارکان 5 سال کے لئے عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں۔

بینن کے صدور

1۔ ہیوبرٹ کوٹو کومیگا۔ یکم اگست 1960ء-27 اکتوبر 1963ء

2۔ کرنل کرسٹوف سوگلو۔ 27 /اکتوبر 1963ء-5 جنوری 1964ء

3۔ جسٹین احمادیب ٹامنٹن۔ 5 جنوری 1964ء- مارچ 1964ء

4۔ سورو مائیگن آپیتھی۔ مارچ 1964ء- جون 1965ء

5۔ ٹائروکانگاکو۔ جون 1965ء- دسمبر 1965ء

6۔ جنرل کرسٹوف سوگلو۔ 22 دسمبر 1965ء- 17 دسمبر 1967ء

7۔ الفانس احمد وعلی۔ 17 دسمبر 1967ء- 16 جولائی 1968ء

8۔ ایمائیل ڈرلن زنسو۔ 17 جولائی 1968ء- 10 دسمبر 1969ء

9۔ میجر ماریس کوانڈیٹے۔ 10 دسمبر 1969ء- مئی 1970ء

10۔ ہیوبرٹ کوٹو کومیگا۔ مئی 1970ء- مئی 1972ء

11۔ جسٹین احمادیب ٹامنٹن۔ مئی 1972ء- اکتوبر 1972ء

12۔ میجر میتھیو کیریکو۔ 26 /اکتوبر 1972ء-3 اپریل 1991ء

13۔ نائس فورے سوگلو۔ 4 /اپریل 1991ء-3 اپریل 1996ء

14۔ جنرل احمد کیریکو۔ 4 /اپریل 1996ء

(انسائیکلوپیڈیا اقوام عالم)

1957ء کا وہ دن جب احمدیت کا پودا مغربی افریقہ کے چھوٹے سے ملک Benin کے شہر Portonovo میں لگا۔ جماعت کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ نائیجیریا سے 3 افراد پر مشتمل داعیان الی اللہ کا ایک گروپ جس کی سرکردگی مکرم الحاج سیکرو داؤدہ کررہے تھے۔ مکرم الحاج راجی بصیرو کے گھر آئیملو فیڈے محلے میں آئے۔ ظہر کی نماز ہوچکی تھی۔ مکرم الحاج راجی صاحب نماز کے بعد گھر پر موجود تھے۔ آپ نے آنے والوں کا خیر مقدم کیا۔ مکرم راجی صاحب ان کو جانتے تھے کیونکہ الحاج سیکرو داؤدہ کا تعلق بھی پورتونووو Portonovo سے تھا۔ مکرم الحاج سیکرو داؤدہ صاحب نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور جماعت احمدیہ کے متعلق وضاحت سے (یوروبا زبان) میں تعارف پیش کیا۔ ہر بات مکرم الحاج راجی بصیرو کے دل پر اثر کرتی گئی اور جب بات چیت ختم ہوئی تو مکرم سیکرو داؤدہ صاحب نے بیعت فارم پیش کیا۔ الحاج راجی بصیرو صاحب نے وہ فارم یہ کہہ کر واپس کردیا کہ یہ تو انگریزی زبان میں ہے۔ فرانسیسی زبان میں چاہئے تاکہ میں تمام باتوں کو اچھی طرح سمجھ کر اس پر دستخط کروں۔

چنانچہ انہیں فرانسیسی میں بیعت فارم دیا گیا اور آپ نے دستخط کئے۔ آپ نے احمدی ہوتے ہی جو پہلی اپنی عملی زندگی میں تبدیلی پیدا کی وہ یہ تھی کہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنی شروع کردی اور نماز کی ابتداء بھی ’’وجہت‘‘ سے کی۔

پہلی مخالفت

جماعت احمدیہ بینن کی ابتدائی تاریخ اور ترقیات

نائیجیریا کے ایک وفد نے یہاں پیغام پہنچایا۔ پہلے احمدی الحاج راجی بصیرو صاحب تھے

صفدر نذیر گولیکی صاحب

یہ دونوں باتیں جب مقامی امام مسجد صاحب کو پتہ چلیں تو وہ بہت سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ نیا مذہب کہاں سے لے آئے ہو۔ یاد رہے بینن کے اکثر مسلمان مالکی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ ہاتھ چھوڑ کر نماز ادا کرتے ہیں۔

امام مسجد صاحب چند افراد کے ساتھ حاجی صاحب کے گھر ان کی والدہ کے پاس شکایت لے کر آئے اور کہا کہ آپ کے بیٹے نے نئے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔ اسے منع کریں۔ جب والدہ صاحبہ کو حاجی صاحب نے خود تفصیل بیان کی اور قرآن و حدیث سے بات واضح کی تو والدہ صاحبہ بھی اپنے بیٹے کی بات سے متفق ہوئیں اور امام صاحب کو پیغام بھجوایا کہ میرے بیٹے نے صحیح طریق اختیار کیا ہے۔

جماعت احمدیہ ترقی کی راہوں پر

مکرم الحاج راجی بصیرو کی نیک اور صالح فطرت نے رنگ دکھایا اور آہستہ آہستہ جماعت کے افراد بڑھنے لگے۔ نائیجیریا جماعت نے جو پہلا پودا لگایا تھا وہ اس کی آبیاری کرتے رہے۔ گاہے بگاہے مرکزی معلومات پہنچاتے رہے۔ بینن سے بھی احمدی احباب جلسے اجتماعات میں نائیجیریا جا کر شامل ہوتے رہے۔ اسی طرح معلمین کرام ان کے پاس وقتاً فوقتاً آ کر ٹھہرتے اور تربیت کرتے رہے۔

پہلی احمدیہ بیت الذکر

بینن میں جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر 1974ء میں بینن کی پہلی احمدیہ بیت الذکر تعمیر ہوئی جو الحاج بصیرو صاحب نے اپنی ذاتی زمین پر تعمیر کی۔ جو مین روڈ پر واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ الحاج بصیرو صاحب کو جنت الفردوس میں بہت بڑا گھر عطا فرمائے۔ ان ابتدائی احمدیوں میں مکرم و محترم الحاج حمزہ۔ الحاج ذکر اللہ ابراہیم۔ الحاج لطیف توکورو۔ مکرم علاموں صاحب۔ والد محترم علامو قاسم صاحب۔ محترم آناگو محمود کی والدہ ماجدہ۔ مکرم کافو نصیرو صاحب۔ الحاج راجی ابراہیم صاحب قابل ذکر ہیں۔

جماعت کی مزید ترقی

1974ء میں تعمیر ہونے والی بیت الذکر نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور پورتو نوو کے قرب و جوار میں احمدیت پھیل گئی۔ اور باقاعدہ جماعتیں قائم ہوئیں۔ ان جماعتوں میں ایفائین، ادجارہ، کیتو، کیتو، بوزوں قابل ذکر ہیں۔

مکرم الحاج راجی بصیرو نے ایک اور بیت الذکر گانیو یئے میں تعمیر کر دی۔ گانیو یئے میں جہاں ہماری بیت الذکر ہے وہ جھیل کے اندر پانی میں کشتی پر سوار ہو کر قریباً 40 منٹ کی مسافت پر ہے۔ یہ سب آبادی ماہی گیروں پر مشتمل ہے۔ جھیل کے اندر اپنی اپنی جگہ ان کی ریز رو ہے جس میں سے یہ اپنی مچھلیاں پکڑتے ہیں اور بیچتے ہیں۔

الحاج سیکرو داؤدہ صاحب نے بھی 3 منزلہ مکان پورتو نو میں تعمیر کرنا شروع کیا۔ 1988ء میں وہ رہائش کے قابل ہوا تو مشن ہاؤس کے طور پر استعمال ہونے لگا۔ ایک مکان کوتونو میں تعمیر کیا۔ پورتو نوو کے مکان میں خاکسار 8 سال رہا اور اب وہ احمدیہ ہسپتال ہے۔

ایک اور قربانی

الحاج راجی بصیرو صاحب نے ایک اور بڑی قربانی کی۔ اپنے کوکونٹ کے باغ کی زمین میں سے ڈیڑھ ایکڑ زمین برائے عیدگاہ جماعت کو پیش کر دی۔ جہاں ہر سال دونوں عیدیں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ Portonovo سے کوتونو جاتے ہوئے 3 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

نارتھ کے علاقہ میں احمدیت

احمدیت ملک کے دارالحکومت اور گرد و نواح سے نکل کر نارتھ کے علاقہ مانی گیری پہنچ گئی اور یہ کاوش مکرم عثمانی صاحب کی تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا عطا فرمائے۔ اسی طرح Parako میں احمدیت کا پودا لگا۔

پہلے باقاعدہ مربی سلسلہ

82-1981ء میں ماریشس سے مکرم مولانا شمشیر سوکیہ صاحب مربی بینن مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جماعتی نظام کو مستحکم کیا۔ 8 بیوت الذکر 8 سالوں میں تعمیر کروائیں۔ بہت سا فرانسیسی لٹریچر شائع کیا۔ جو آج تک مشن کی ضروریات پوری کر رہا ہے۔ ان بیوت الذکر میں جو تعمیر ہوئیں۔ بوزوں، کیتو، مانی گیری کی بیوت قابل ذکر ہیں۔

جماعت احمدیہ کے خلاف باقاعدہ مہم جوئی

سچی جماعتوں کی مخالفت لازمی امر ہے۔ اور یہ مخالفت کھاد کا کام کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے سچی جماعتیں پھیلتی اور پھولتی ہیں۔ احمدیت کی ترقی کو دیکھ کر مخالفین کی نیندیں حرام ہونی شروع ہو گئیں اور انہوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی شروع کر دی۔ اور ملک کے سربراہ جنرل ماتھیو کیرے کو Mathiou Kere Ko کو غلط رپورٹیں دینی شروع کر دیں۔ اس مخالفت میں پورتو نوو کے بڑے امام پیش پیش رہے۔ جن کا بیٹا احمدی ہو گیا تھا۔ جو رپورٹیں صدر مملکت کو احمدیوں کے خلاف دی گئیں اس میں احمدیت کو ایک خطرہ کے طور پر پیش کیا گیا۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی آمد

1988ء کو محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب گورنمنٹ بینن کی دعوت پر بینن تشریف لائے۔ چند دن کا سرکاری دورہ تھا۔ دورہ کے دوران جمعہ کے روز مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں جمعہ پڑھوں گا۔ سرکاری طور پر Cotono کی بڑی مرکزی مسجد میں آپ کے آنے کی خبر گرم ہوئی۔ اور خوب تیاری کی گئی مگر عین وقت پر مکرم ڈاکٹر صاحب بیت احمدیہ Cotono میں تشریف لے گئے۔

بیت احمدیہ لکڑی کے تختوں سے بنی ہوئی جھیل کے کنارے ایسے علاقہ میں جہاں بیت تک پختہ سڑک بھی نہ تھی۔ (اب تو خدا کے فضل سے نہایت خوبصورت بیت الذکر بنی ہوئی ہے۔ جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حالیہ دورہ کے دوران خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا ہے۔)

ڈاکٹر صاحب تو دورہ کر کے چلے گئے۔ اب علماء کو ایک بہانہ اور ہاتھ آ گیا اور جنرل ماتھیو کیرے کو کے لگے کان بھرنے اور آخر اپنی چال میں کامیاب ہو گئے۔ 1988ء میں مشن سیل کر دیا گیا اور مربی سلسلہ کو ملک چھوڑنے کا حکم دیا گیا اور کچھ افراد کو پکڑ کر پابند سلاسل کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خاص توجہ اور دعا

حضور انور نے تمام دیگر پڑوسی ممالک کے امراء کو لکھا کہ وہ بینن کے صدر کو خطوط کے ذریعہ یہ باور کروائیں کہ جماعت احمدیہ کسی کی مخالف نہیں۔ ہر ملک کے قانون کی پاس داری کرتی ہے۔ احترام کرتی ہے۔ جب یہ خطوط صدر صاحب کو ملے تو انہوں نے ایک کمیشن مقرر کیا تا کہ تحقیق کرے کہ حقیقت احوال کیا ہے۔

کمیشن نے دونوں فریقوں کو بلایا جماعت کی طرف سے مکرم سیکرو داؤدہ صاحب اور دیگر افراد پیش ہوئے۔ باتیں ہوئیں اور آئندہ کی تاریخ دی گئی۔ اگلی تاریخ کو علماء حاضر نہ ہوئے۔ پھر کمیشن بلاتا رہا مگر وہ نہ آئے۔ چنانچہ کمیشن نے مکمل رپورٹ صدر مملکت کو دی جس پر جنرل صاحب نے جماعت کو باقاعدہ رجسٹرڈ کر کے اجازت نامہ جاری کر دیا۔

اجازت نامہ کا خلاصہ

”یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت ...... احمدیہ کو باقاعدہ رجسٹرڈ کر دیا گیا ہے۔ اس کے افراد ملک میں جہاں چاہیں جسے چاہیں جب چاہیں تبلیغ کر سکتے ہیں اگر کوئی ان کی راہ میں روک ڈالے گا تو وہ قابل گرفت ہوگا۔“

قید ہونے والے سعادت مند خاندان آتے شیدے آدم کا خاندان تھا جو کہ بوزوں کے رہنے والے ہیں۔

مشن ہاؤس رجسٹرڈ ہونے کے بعد مکرم انعام الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ آئیوری کوسٹ سے بینن پہنچے جو 3 ماہ رہے۔

1989ء میں خاکسار آئیوری کوسٹ سے بینن پہنچا۔ مکرم سیکرو داؤدہ صاحب کوتونو کے ایئرپورٹ پر خاکسار کو لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اپنے گھر کوتونو لے گئے جہاں میں 3 دن رہا اور پھر پورتو نوو میں مستقل رہائش رکھی۔

بینن کے مربیان

مکرم خالد محمود صاحب

مکرم عارف محمود شہزاد صاحب
مکرم اصغر علی بھٹی صاحب
مکرم مرزا انوار الحق صاحب
مکرم مجیب احمد منیر صاحب
مکرم قمر احمد میاں صاحب
مکرم جمیل احمد صاحب
مکرم ناصر احمد محمود صاحب
مکرم مظفر احمد ظفر صاحب
مکرم آصف محمود صاحب
مکرم شاکر مسلم صاحب
مکرم محمد فخر الاسلام صاحب (نائیجر)
مکرم رشید احمد طیب صاحب Sao Tome
مکرم عرفان احمد ظفر صاحب Togo

4/اپریل 2004ء

حضور کا بینن میں ورود مسعود

بینن کے مقامی وقت کے مطابق رات 7 بجکر بیس منٹ پر حضور انور کا طیارہ بینن کے انٹرنیشنل کوتونو (Cotunou) ایئرپورٹ پر اترا اور وہ تاریخ ساز لمحہ آ پہنچا جب خلیفۃ المسیح کے قدم پہلی بار بینن (بادشاہوں کی سرزمین) پر پڑے۔ جہاز کی سیڑھیوں پر امیر صاحب بینن، مجلس عاملہ کے بعض ممبران، مربیان اور ڈاکٹرز نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ صدر مملکت بینن کی نمائندگی میں Acting وزیر خارجہ نے ائیرپورٹ پر حضور انور کا استقبال کیا۔

جب حضور انور VIP لاؤنج کے قریب پہنچے تو Portonovo کے بادشاہ Onikoyi نے حضور انور کا استقبال کیا اور حضور انور کے گلے میں ایک سکارف پہنایا جس کے اوپر دائیں طرف ”حضرت مرزا مسرور احمد“ اور بائیں طرف ”خلیفۃ المسیح الخامس“ اور گردن والے حصہ پر Wel Come to Benin کے الفاظ درج تھے۔

حضور انور ذرا آگے بڑھے تو ہمسایہ ملک (Niger) کے سلطان آف آگادیس نے اپنے گیارہ رکنی وفد کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔ سلطان آف آگادیس 2500 کلو میٹر کا لمبا اور مشکل سفر کر کے حضور انور کے استقبال کے لئے ایئرپورٹ پر آئے تھے۔ اس کے بعد حضور

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ نائیجیریا

(11 تا 13 اپریل 2004ء)

انور VIP لاؤنج میں تشریف لے گئے۔ جہاں مذکورہ سلطان نے جو اپنے ملک نائیجر کے سب سے بڑے بادشاہ ہیں نے گفتگو کے دوران حضور انور کی آمد پر بے حد خوشی کا اظہار کیا۔ حضور انور نے ان کا شکریہ ادا کیا کہ وہ بہت محبت اور خلوص کے ساتھ اتنا لمبا سفر طے کر کے حضور انور کو خوش آمدید کہنے کے لئے یہاں پہنچے ہیں۔

نمائندہ صدر بینن کا استقبال

صدر مملکت بینن کے نمائندہ نے (جو خود بھی منسٹر ہیں اور اس وقت Acting وزیر خارجہ ہیں) حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ بینن کے تمام لوگ آپ کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں اور آپ کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا یہی اصل انسانیت ہے۔ یہی ہونا چاہئے اور یہی مذہب کی تعلیم ہے۔

جناب منسٹر نے کہا بینن میں احمدیت کی ترقی پر ہم بے حد خوش ہیں اس پر حضور انور نے فرمایا اسی لئے میں افریقہ کو پسند بھی کرتا ہوں اور اس لئے بھی کہ میں افریقہ میں آٹھ سال رہا ہوں اور میرا تجربہ بھی ہے۔ ان کو دیکھ کر بھی پتہ لگ رہا ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔

منسٹر نے کہا۔ میں آپ کی تشریف آوری پر بہت شکر گزار ہوں اور آپ کی دعاؤں کا منتظر ہوں۔ اللہ کرے کہ آپ کی برکتیں یہاں پر بہت ہوں۔ حضور انور نے منسٹرز اور اس موقع پر آنے والے بادشاہوں اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

ایئر پورٹ میں آمد

VIP لاؤنج میں ملک کے نیشنل T.V، ریڈیو اور اخبارات کے بائیس نمائندے موجود تھے۔ پریس کے نمائندگان نے حضور انور سے سوال کیا کہ آپ کے دورہ بینن کا مقصد کیا ہے؟ جس کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ میں جماعت کے ممبران کا وزٹ کرنے آیا ہوں اور یہ دیکھنے آیا ہوں کہ ہم اس ملک میں انسانیت کی خدمت کیسے کر رہے ہیں۔ جرنلسٹس نے منسٹر سے سوال کیا کہ آپ امام جماعت کے اس دورے کو کیسے لیتے ہیں جس پر منسٹر نے کہا میں بینن میں سب مذاہب کے ساتھ مل کر امن اور بھائی چارے کا پیغام دیتا ہوں اور اس وقت ترقی نہیں ہو سکتی جب تک سب مل کر کام نہ کریں۔ ہم گورنمنٹ کی طرف سے جماعت احمدیہ کے سپریم ہیڈ کو خوش آمدید کہتے ہیں کہ ان کا وزٹ بابرکت ہو۔

ایمان افروز اور روح پرور منظر

اس انٹرویو کے بعد حضور انور ایئر پورٹ سے Portonovo (پورٹونووو) روانہ ہونے کے لئے VIP لاؤنج سے جب باہر تشریف لائے تو بینن کی مختلف جماعتوں سے حضور انور کے استقبال کے لئے آئے ہوئے دو ہزار سے زائد افراد نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ اھلاً و سھلاً و مرحبا لکم کی آوازیں ہر طرف سے آ رہی تھیں۔ خواتین اور بچیاں استقبالیہ گیت گا رہی تھیں۔ اور مرد و زن چھوٹے بڑے سبھی ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ حضور انور نے ہاتھ ہلا کر سب کو سلام کیا۔ خدام الاحمدیہ کے گروپس اپنے مخصوص لباس میں چاق و چوبند ڈیوٹی پر موجود تھے۔ بچیاں سفید لباس میں ملبوس والہانہ انداز میں نغمے گا رہی تھیں۔ بڑا ہی ایمان افروز اور روح پرور منظر تھا۔ سبھی کی نظریں اپنے پیارے امام کے چہرہ پر مرکوز تھیں سبھی نے پہلی بار حضور انور کو اپنے درمیان دیکھا تھا۔ ہر کوئی خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔

صدر مملکت کی طرف سے حضور انور کو سفر کے لئے ایک گاڑی مہیا کی گئی۔ اس کے علاوہ پولیس کا مسلح اسکواڈ تھا۔ پھر حکومت نے ملٹری کا ایک خاص مسلح دستہ حضور انور کو مہیا کیا جو بینن کے سارے سفروں میں حضور انور کے ساتھ رہا۔

احمدیہ مشن ہاؤس پورٹونووو میں

ایئر پورٹ سے ساڑھے آٹھ بجے پولیس اور ملٹری کے اسکواڈ میں قافلہ پورٹو نووو (Portonovo) کے لئے روانہ ہوا۔ نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد رات 9 بجے حضور انور احمدیہ مشن ہاؤس پورٹونووو پہنچے۔ یہاں بھی احباب جماعت نے حضور انور کا نہایت محبت بھرے انداز میں والہانہ استقبال کیا۔

پورٹونووو شہر جہاں جماعت کا مرکزی ہیڈ کوارٹر ہے اس شہر کے چوراہوں پر حکومت نے اپنے قومی جھنڈوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کے جھنڈے لگائے ہوئے ہیں۔ اس طرح شہر میں سڑکوں پر جگہ جگہ جماعت احمدیہ کے جھنڈے لگے ہوئے ہیں۔ حکومت بینن نے بڑے کھلے دل کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا ہے۔ اور حضور انور کا استقبال کیا ہے۔ الحمدللہ۔

9 بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور نے نماز مغرب وعشا جمع کر کے پڑھائیں اس کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ تشریف لے گئے۔

5 اپریل 2004ء

صبح 6 بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر پڑھائی۔

کلاوی کی طرف روانگی

صبح 9 بجے حضور انور نے دفتر تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ نو بجکر 40 منٹ پر Portonovo سے Calavi (کلاوی) جماعت کے لئے روانگی ہوئی۔ پورٹونووو سے کلاوی کا فاصلہ 55 کلو میٹر ہے گیارہ بجکر دس منٹ پر حضور انور Calavi پہنچے۔ پولیس اور ملٹری کے دستوں نے قافلہ کو اسکواڈ کیا۔

والہانہ استقبال

مین روڈ سے اتر کر مشن ہاؤس جانے والی سڑک پر جونہی حضور انور کی گاڑی داخل ہوئی سڑک کے دونوں طرف کھڑے احباب جماعت نے والہانہ انداز میں حضور انور کا استقبال کیا بچے استقبالیہ نغمے پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ اٹھا کر حضور انور کو سلامی دے رہے تھے۔ جب حضور انور گاڑی سے اترے تو ایک طفل نے حضور انور کی خدمت میں پھول پیش کئے اور ساتھ ہی تمام بچوں نے یک زبان ہو کر اردو میں یہ کہا "ہم پیارے حضور کو بینن کی سرزمین پر خوش آمدید کہتے ہیں" یہ فقرہ بچوں نے بار بار دہرایا۔ اور پھر فرنچ زبان میں بھی حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس ریجن کے مربی مجیب احمد صاحب نے صدر جماعت اور دیگر نمائندوں کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور جب سٹیج پر پہنچے تو اس ریجن کی 17 جماعتوں کے 1700 سے زائد احباب نے والہانہ انداز میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔ ہر طرف سے اھلاً و سھلاً و مرحبا لکم کی آوازیں آ رہی تھیں۔

خلافت سے وابستگی

یہ سب احباب دور دور کی جماعتوں سے سفر کی تکالیف اٹھا کر یہاں پہنچے تھے اکثر جگہوں پر کچے راستے ہیں اور ٹرانسپورٹ بھی نہیں ہے۔ بعض جماعتیں 18 کلو میٹر تک پیدل سفر کر کے اس جگہ پہنچیں جہاں سے ٹرانسپورٹ مل سکتی تھی۔ بعض لوگ 135 کلو میٹر کے کچے راستوں سے سفر کر کے پہنچے۔ لیکن کسی کے چہرے پر تھکاوٹ کے کوئی آثار نہیں تھے ہر ایک کے چہرہ پر خوشی و مسرت تھی۔ ہر ایک مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے بیتاب تھا ایسا کیوں نہ ہوتا آج ان کی زندگی میں ایسا دن آیا تھا جب ان کا محبوب امام ان میں موجود تھا۔

تقریب کا آغاز

اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ بعد میں 13 مقامی بچوں نے کورس کی شکل میں خوش الحانی سے نظم

ہے دست قبلہ نما لاالہ الااللہ

پڑھی۔ یہ سب بچے عیسائیت سے احمدی ہوئے تھے۔ جب یہ بچے نظم پڑھ رہے تھے تو بڑا روح پرور منظر تھا۔ اس کے بعد ایک طفل نے جس کی عمر چھ سال ہے حضرت اقدس مسیح موعود کے قصیدہ

یاعین فیض اللّٰہ والعرفان

کے چند اشعار پڑھے اور بعد میں نعرہ تکبیر بلند کیا۔ حضور انور نے اس بچے کو اپنے پاس بلایا اور پیار کیا اور انعام سے نوازا۔

اس کے بعد باری باری تمام جماعتوں کا تعارف کروایا گیا۔ تعارف میں ہر جماعت کا نام لیا جاتا۔ اس جماعت کے احباب کھڑے ہو جاتے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے اور بیٹھ جاتے۔ جماعتوں کے اس تعارف کے بعد صدر جماعت نے استقبالیہ ایڈریس پیش کیا اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

حضور کا خطاب

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔حضور نے فرمایا۔

''آج کے پروگرام میں صرف آپ لوگوں سے ملنا ہی تھا۔سٹیج پر آ کر کچھ کہنا نہیں تھا۔لیکن آپ لوگوں کے جذبہ اور خلوص کو دیکھ کر میں نے سوچا چند الفاظ آپ سے کہہ دوں۔

آپ لوگ مختلف قبیلوں اور مختلف نظریات رکھنے والے لوگوں میں سے شامل ہوئے ہیں۔یقیناً آپ کے دلوں کی نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ پر فضل فرمایا۔بعض ایسے بھی ہیں جو بالکل لامذہب تھے اللہ کے فضل سے احمدیت کو قبول کیا۔بعض عیسائیت میں سے آئے اور احمدیت کو قبول کیا اور بعض مسلمانوں میں سے آئے اور انہوں نے پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے امام مہدی کو قبول کیا۔اب آپ کا فخر نہ کسی قبیلہ کی حیثیت میں ہے اور نہ کسی امارت یا غربت میں ہے۔اب آپ کا فخر صرف احمدی ہونے میں ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہے۔ہم سب احمدی ہیں اور احمدی ہونے کی حیثیت سے بھائی بھائی ہیں اور اسی جذبہ کے تحت ہم نے معاشرہ میں اپنی زندگیاں بسر کرنی ہیں اور اسی جذبہ کے تحت ہم نے معاشرے کے کام آنا ہے اور اسی جذبہ کے تحت جماعت احمدیہ نے جو علم اٹھایا ہوا ہے اس کو بلند کرنا ہے۔پس اب آپ نے احمدیت قبول کرنے کے بعد اور دین کو پہچاننے کے بعد اللہ کی عبادت کرنی ہے اور اسی کے حضور جھکنا ہے اور ہمیشہ اسی کی عبادت کرنی ہے اور بھائی چارے کی فضا قائم رکھنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا ۔ یقیناً آپ کے دلوں میں شرافت تھی ۔ایک نور تھا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو موقع دیا کہ آپ نے احمدیت کو قبول کیا۔اب اس کو نکھارنا اور آگے بڑھانا آپ کا کام ہے۔اللہ آپ کو اس کی توفیق دے۔

حضور انور نے آخر پر فرمایا میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو سفر کی صعوبتیں اور تکالیف برداشت کر کے بڑی دور دور سے یہاں آئے۔ یہ چیز ظاہر کرتی ہے کہ آپ کو جماعت سے اور خلافت سے محبت ہے۔جس کی وجہ سے آپ لوگ سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے یہاں آئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزاء دے۔اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

دعا کے بعد ایک بار پھر احباب جماعت نے نعرے بلند کئے اور خواتین اور بچوں نے نغمات پڑھے۔اس روح پرور ماحول میں حضور انور یہاں سے روانہ ہوئے اور کچھ دیر کے لئے مربی سلسلہ مجیب احمد صاحب کے گھر قیام فرمایا اور پھر وہاں سے واپس Portonovo کے لئے روانہ ہوئے اور دوپہر 1 بجکر 30 منٹ پر Portonovo مشن ہاؤس پہنچے۔

پورٹونووو کے احباب سے ملاقات

4 بجے حضور انور نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔نماز کے بعد Portonovo ریجن کی مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت کا تعارف حضور انور سے کروایا گیا۔اس ریجن کی 32 جماعتوں سے 791 احباب جماعت مرد وخواتین تشریف لائے تھے۔جس جماعت کا نام لیا جاتا اس کے ممبران کھڑے ہو جاتے اور ہاتھ بلند کر کے اپنے اخلاص اور محبت اظہار کرتے۔یہ احباب بڑے لمبے فاصلے طے کر کے آئے تھے۔بعض جماعتیں جو جنگلوں میں آباد ہیں 210 کلومیٹر کا سفر طے کر کے پہنچیں۔کچے راستوں پر یہ سفر بڑا تکلیف دہ ہوتا ہے۔

تعارف کے بعد حضور انور نے ان احباب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔

''اس وقت میں چند الفاظ آپ سے کہوں گا۔

آپ لوگوں کو اس وقت یہاں دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہو رہی ہے۔بینن میں چند سال قبل یہاں کوئی احمدی نہیں تھا اب خدا کے فضل سے یہاں ایک بڑی جماعت قائم ہو چکی ہے۔

آپ لوگوں میں یقیناً نیکی اور شرافت ہے۔جس کی وجہ سے خدا نے آپ کو توفیق دی کہ آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود کو مانا۔ ہزاروں میل دور سے ایک آواز اٹھی کہ آؤ خدا کے مامور کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ اور ایک خدا کی عبادت کرو۔آپ نے اپنی نیکی اور دلوں کے نور کی وجہ سے اس آواز کو سنا اور قبول کیا۔

لیکن یاد رکھیں کہ مومن کا قدم ایک جگہ آ کر ٹھہر نہیں جاتا بلکہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کے حکم کے مطابق آپ کو آگے بڑھنا چاہئے۔آپ نے اپنی نیکیوں کو مزید نکھارنا ہے۔مزید چمکانا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ نیکیوں میں آگے بڑھنا بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتا ہے اب جب کہ اللہ کے فضل سے آپ نے اپنی شرافت کی وجہ احمدیت کو قبول کر لیا ہے۔اب آپ کا فرض ہے کہ اس سے مزید مدد مانگیں تا کہ وہ آپ کو آگے بڑھائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اور زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے بن جائیں۔ہر قسم کی برائی کو اپنے اندر سے ختم کر دیں اور اس کے ساتھ ہی محنت کی بہت زیادہ عادت ڈالیں۔آپ کی نیکی کے ساتھ ساتھ جب لوگ آپ کی وطن سے محبت اور نیکی کو دیکھیں گے تو آپ کے لئے دعوت الی اللہ کے اور مواقع پیدا ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا۔ پڑھنے والے بچے تعلیم کے میدان میں آگے بڑھیں اور کام کرنے والے لوگ اپنی اپنی فیلڈ میں سب سے آگے ہوں۔ تعلیم کے بغیر کوئی ترقی نہیں۔والدین اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف خاص توجہ دیں کوئی بچہ ایسا نہ ہو جو تعلیم سے محروم رہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ وہ ہر میدان میں آگے بڑھنے والا ہو۔جس پیار اور خلوص سے آپ سب لوگ یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اس کے لئے میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔گو احمدیت کو اس ملک میں آئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا لیکن آپ کے اخلاص اور محبت نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔آپ کا یہاں اکٹھے ہونا اور خلافت سے محبت محض اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزاء دے اور آپ کو ہر پریشانی اور تکلیف سے محفوظ رکھے اللہ تعالیٰ آپ کی نسلوں کو بھی اس پیار اور محبت میں بڑھاتا چلا جائے اللہ تعالیٰ آپ کو حقیقت میں اپنے مامور کی امت بنائے اور آپ کی آئندہ نسلیں بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندوں میں شمار ہوں۔آمین

حضور انور نے اپنے اس خطاب کے بعد دعا کروائی اور پھر عورتوں کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں شرف زیارت بخشا۔

بیت پورٹونووو کا سنگ بنیاد

5 بجکر 20 منٹ پر حضور انور بیت احمدیہ Portonovo کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔سنگ بنیاد کی اس تقریب میں چار صد کے قریب احباب جماعت اور مہمان موجود تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود کے قصیدہ

''یا عین فیض اللّٰہ والعرفان''

کے چند اشعار پڑھے گئے اس کے بعد صدر جماعت Portonovo نے جماعت کا تعارف کروایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سنگ بنیاد رکھنے سے قبل خطاب فرمایا۔حضور نے فرمایا۔''

اس وقت ہم یہاں جماعت احمدیہ کی بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھنے والے ہیں۔بیوت الذکر کی بنیاد اس لئے رکھی جاتی ہے کہ ایک خدا کو ماننے والے اکٹھے ہو کر اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالائیں اور دنیا میں امن کا پیغام پہنچائیں اور بتائیں کہ سب اکٹھے ہو کر رہیں۔ بھائی بھائی بن کر رہیں اور انشاء اللہ جماعت احمدیہ کی یہ بیت امن کا پیغام پہنچانے کے لئے اس علاقے میں ایک نشان ہوگی اور ایک خدا کی عبادت کرنے والوں کو اکٹھا کرنے کے لئے نشان بنے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ ہم سب کو توفیق دے کہ اس کے حکموں پر عمل کرنے والے ہوں اور اس بیت کا صحیح حق ادا کرنے والے ہوں۔

اس خطاب کے بعد حضور انور سنگ بنیاد کی جگہ پر تشریف لے گئے اور پہلی اینٹ رکھی۔اس کے بعد امیر صاحب بینن نے اور پھر حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے اینٹیں رکھیں اور بعض دوسرے عہدیداران کو بھی اس موقع پر اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ Portonovo کے بادشاہ کنگ آف Onikoyi نے بھی اینٹ رکھی۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ مشروبات سے آنے والے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔اس کے بعد حضور انور واپس مشن ہاؤس تشریف لے آئے۔

بادشاہ کی وفد کے ساتھ شرکت

اس سنگ بنیاد کی تقریب میں King Of Portonovo کے بادشاہ Onikoyi اپنے گیارہ رکنی وفد کے ہمراہ شامل ہوئے۔پورٹونووو کے میئر کے علاوہ T.V، ریڈیو اور اخبارات کے 18 جرنلسٹس شامل ہوئے۔جنہوں نے اس پروگرام کی مکمل کوریج کی۔

مشن ہاؤس پہنچنے کے بعد حضور انور نے مجلس نصرت جہاں کے تحت کام کرنے والے ڈاکٹرز مکرم عبدالوحید صاحب، مبارک احمد صاحب اور جرمنی سے وقف عارضی پر آئے ہوئے ڈاکٹر اطہر زبیر صاحب سے میٹنگ کی اور ہسپتالوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور مختلف امور سے متعلق ہدایات دیں۔یہ میٹنگ چالیس منٹ تک جاری رہی۔

اس کے بعد حضور انور نے نماز مغرب وعشا جمع کر کے پڑھائیں۔

6/اپریل 2004ء

صبح چھ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور نے نماز فجر پڑھائی پروگرام کے مطابق آج Portonovo سے Parakou (نارتھ کی طرف) براستہ Allada روانگی تھی۔

الاڈا روانگی

صبح سات بج کر پچپن منٹ پر دعا کے بعد حضور انور پورٹونووو سے الاڈا (Allada) کے لئے روانہ ہوئے۔پورٹونووو سے الاڈا کا فاصلہ 80 کلومیٹر ہے۔آرمی کی دو گاڑیاں ساتھ تھیں جو اسکواڈ کر رہی تھیں۔ اس کے علاوہ بینن کے ساؤتھ ایریا میں Cotonou, Portonovo اور Calavi ان شہروں کے اسکاڈز بھی اپنی اپنی حدود میں ساتھ رہے اور بڑی عمدگی سے پروٹوکول کرتے ہوئے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور جب ان کی حدود ختم ہونے لگتیں تو الوداعیہ سلام کرتے ہوئے اگلے شہر کی انتظامیہ کے سپرد کر دیتے تھے۔

کنگ آف الاڈا پیلس میں ورود

نو بج کر چالیس منٹ پر حضور انور Allada پہنچے تو کنگ آف الاڈا کے پیلس تک پہنچنے سے قبل سڑک کے دونوں طرف سکول کے طلباء نے لائنیں بنا کر حضور انور کا استقبال کیا اور اپنی لوکل زبان میں نغمے گاتے ہوئے خوش آمدید کہا۔ کنگ آف الاڈا کے پیلس کے سامنے بچوں نے بینن کا قومی ترانہ گا کر حضور

انور کا استقبال کیا جبکہ بادشاہ نے اپنی ملکہ اور اپنے تمام کارندوں کے ساتھ اپنے پیلس سے باہر حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور کی آمد پر اس نے انتہائی خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے سلام پیش کیا۔ اس دوران عورتیں اور بچے اپنے روایتی نغمے گا کر حضور انور کی آمد پر خوشی کا اظہار کر رہی تھیں۔ کنگ آف الاڈا حضور انور کو ساتھ لے کر پیلس میں داخل ہوئے جہاں روایتی انداز میں ڈھول وغیرہ بجا کر حضور انور کو خوش آمدید کہا گیا۔

حضرت خلیفہ رابع کو خراج تحسین

حضور انور کے تشریف فرما ہونے کے بعد ملکہ نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا۔

آج کا دن ہمارے لئے بڑی عظمت کا دن ہے۔ آج احمدیت کے پانچویں خلیفہ ہمارے پاس آئے ہیں۔ چوتھے خلیفہ نے بھی اپنی عمر کے آخری سال آنے کی خواہش کی تھی مگر حضور اپنی بیماری کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے ہماری یہاں کی آبیاری حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے کی ہوئی ہے۔ ہم ان کی وفات پر افسوس اور محرومی کے اظہار کیلئے چند منٹ کھڑے ہوں گے۔ اس پر اس موقعہ پر موجود تمام احباب نے کھڑے ہو کر اور خاموش رہ کر حضور کی وفات پر اظہار افسوس کیا۔ پھر ملکہ نے حضور انور سے کنگ کے گزشتہ سال جلسہ سالانہ لندن پر اپنی بیماری کی وجہ سے نہ پہنچ سکنے کی معذرت کی اور حضور انور کی آمد کو اپنے لئے الاڈا کی بادشاہت کے لئے اور عوام کیلئے باعث برکت وسعادت قرار دیا۔

اس کے بعد امیر صاحب بینن نے تعارفی خطاب کیا اور کنگ آف الاڈا اور عوام کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے آج کی اس تقریب کا انتظام کیا تھا۔

حضور انور کا خطاب

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

"میں کنگ آف الاڈا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے یہاں آنے کا انتظام کیا اور بڑا پر جوش استقبال کیا۔ گو انہوں نے تو شاید مجھے پہلے نہ دیکھا ہو لیکن میں ان کے جلسے پر جانے کی وجہ سے ان کو دیکھتا رہا ہوں۔ ان کے چہرہ پر جو خوش اخلاقی تھی اس نے مجھے ہمیشہ متاثر کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے علاقے میں ان کی Kingdom میں تمام لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی ہے۔ اس کی برکت سے اللہ ان پر بہت فضل فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مجھے امیر صاحب نے بتایا ہے کہ یہاں سکول کیلئے جگہ لے لی گئی ہے۔ یہاں انشاء اللہ اس سال سکول شروع کر دیا جائے گا۔ اور ایسے اچھے اور مخلص دوست کے علاقے میں ڈسپنسری کا ہونا بھی ضروری ہے وہ بھی انشاء اللہ جلد شروع کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو صحیح معنوں میں انسانیت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا۔ گزشتہ سال کنگ آف الاڈا اپنی بیماری کی وجہ سے جلسہ لندن پر نہیں آسکے۔ امسال میں ان کو اور ان کی ملکہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ لندن جلسہ پر ضرور تشریف لائیں۔ اب اس کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کنگ آف الاڈا اور ان کی قوم پر اپنا بے حد فضل فرمائے۔ آمین

کنگ کی تقریر

حضور انور کے خطاب کے بعد کنگ آف الاڈا نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس، امیر صاحب بینن اور تمام افراد جماعت کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ حضور کی آمد کی وجہ سے آج تمام برکتیں الاڈا کے پیلس میں نازل ہو گئی ہیں۔ یقیناً ہم بہت خوش ہیں اور بہت خوش قسمت ہیں۔ پھر اس نے اپنی بادشاہت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ الاڈا کی بادشاہت بینن کی پہلی بادشاہت ہے اور الاڈا بینن کا پہلا بادشاہ ہے۔ کنگ نے آخر پر ایک بار پھر حضور انور کی آمد پر شکریہ ادا کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا۔

کنگ کے خطاب کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اس کے بعد حضور انور کنگ کے پیلس کے اندر تشریف لے گئے۔ جہاں کنگ کی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ تصویر لگی ہوئی تھی۔ حضور انور کی تصویر بھی آویزاں تھی۔ کنگ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ اپنی ملاقاتوں کا ذکر کیا۔ محل کی دیواروں پر الاڈا بادشاہت کے مختلف ادوار کے چارٹ بنے ہوئے تھے۔ کنگ نے ان کا تعارف کروایا۔ حضور انور نے دعا کی کہ اللہ کرے آپ کی بادشاہت کا دور سب سے لمبا ہو۔

برکتوں کا حصول

بعد ازاں حضور انور کی خدمت میں کنگ نے اپنے باغ کے اناس کا جوس پیش کیا جو حضور انور نے پیا۔ بوتل میں باقی بچا ہوا جوس امیر صاحب بینن پینے ہی لگے تھے کہ ملکہ نے جلدی سے آکر بوتل لے لی اور کہا کہ یہ برکتیں تو آج ہم نے لینی ہیں۔ میں اسے پیئوں گی اور میری بیماریاں اس سے ٹھیک ہو جائیں گی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بہت خوش خلق ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ خوش خلق رہیں اور ان کو بیماریوں سے شفاء عطا ہو۔ حضور انور نے کنگ اور کوئین کو تحائف دیئے۔ یہاں سے جب روانہ ہونے لگے تو کنگ اور کوئین اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضور انور کو باہر تک الوداع کہنے آئے اس دوران عورتیں اور بچیاں ڈھول کی تھاپ پر روایتی نغمے پڑھ رہی تھیں۔

کنگ کی اس استقبالیہ تقریب میں 15 گاؤں کے آٹھ صد سے زائد افراد نے شرکت کی تھی۔

ڈاسا میں استقبال

Allada سے گیارہ بج کر پندرہ منٹ پر روانہ ہو کر بارہ بج کر 45 منٹ پر ڈاسا (Dassa) پہنچے۔ جہاں کنگ آف ڈاسا نے اپنے ماتحت 41 گاؤں کے بادشاہوں اور اماموں اور لوگوں کے ساتھ حضور انور کو بڑے والہانہ انداز میں خوش آمدید کہا اور حضور انور کا استقبال کیا۔ یہاں بھی ان گاؤں سے آنے والی خواتین اور بچیاں دف کی آواز پر نغمے گا کر حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں وہ یہ فقرات بار بار پڑھتیں کہ اھلا و سھلا و مرحبا لکم آج ہم اپنے خلیفہ کو خوش آمدید کہہ رہی ہیں۔ آج ہم بہت خوش ہیں۔

Dassa میں کچھ دیر کے لئے حضور انور نے قیام فرمایا۔

پاراکو میں ورود

اس کے بعد یہاں سے Parakou کے لئے روانگی تھی۔ یہاں سے پاراکو کا فاصلہ دو صد کلومیٹر ہے۔ ڈیڑھ بجے یہاں سے روانہ ہو کر سہ پہر 4 بجے پیراکو پہنچے۔ پیراکو اپنی آبادی کے لحاظ سے بینن کا تیسرا بڑا شہر ہے۔

حضور انور جب پاراکو پہنچے تو صوبہ بورگو (Borgo) اور آلی بوری کے گورنر الحاج تونجو ذوالقرنین صاحب اور پاراکو شہر کے میئر اور بینن کے تمام میئرز کے صدر جناب راشدی بادا ماسی (Rashidi Badamasi) نے شہر سے 5 کلومیٹر باہر نکل کر حضور انور کا استقبال کیا۔ اس موقع پر پاراکو شہر اور اس علاقہ کے چاروں صوبوں سے آئے ہوئے ہزاروں احمدی افراد نے سڑک کے دونوں طرف کھڑے ہو کر حضور انور کا پر جوش نعروں کے ساتھ والہانہ استقبال کیا۔

لوگوں کے اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ قافلہ کے ایک گھنٹہ تاخیر سے آنے کے باوجود تمام لوگ شدید گرمی میں بہت صبر وتحمل سے اپنے امام کے انتظار میں قطاروں میں کھڑے رہے۔ ان لوگوں میں بچے، بوڑھے، مرد وزن سب شامل تھے اور اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے بے چین تھے۔ گورنر اور میئر حضور انور کی آمد سے پون گھنٹہ قبل ہی استقبال کی جگہ پر پہنچ گئے تھے۔ اور حضور کے استقبال میں جو وقت گزرا اس میں ریڈیو پاراکو اور ایک پرائیویٹ ریڈیو (Arzeke Fm99) نے ان دونوں شخصیات سے حضور انور کی آمد کے بارہ میں انٹرویوز براہ راست نشر کئے۔

جونہی حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے تو گورنر نے حضور انور کو بینن کا ایک روایتی لباس پہنایا۔ اس موقع پر پاراکو جماعت کے صدر اور مربیان سلسلہ خالد محمود صاحب و انوار الحق صاحب اور مظفر احمد صاحب نے جماعت کی طرف سے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور 200 میٹر تک سڑک پر پیدل چلتے رہے اور ہاتھ ہلا کر سڑک کے دونوں طرف کھڑے احباب جماعت کے نعروں کا جواب دیتے رہے۔

استقبال کا منفرد انداز

بعد ازاں حضور انور اپنی گاڑی میں تشریف لے گئے اور قافلہ گورنر اور میئر کی معیت میں ہوٹل Majestic کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں حضور انور کا قیام تھا۔ ہوٹل سے تین سو میٹر قبل سو گھڑ سوار اپنے روایتی لباس میں ملبوس حضور انور کے استقبال کیلئے وہاں موجود تھے۔ گھوڑوں پر سوار یہ احباب سڑک کے دونوں طرف موجود تھے۔ جونہی حضور انور کی کار ان گھوڑوں کے قریب پہنچی تو ان سواروں نے کار کو اپنے درمیان لئے ہوئے آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا اور تین سو میٹر کا فاصلہ اس طرح طے ہوا کہ دونوں طرف گھڑ سوار چل رہے ہیں اور درمیان میں آہستہ آہستہ حضور انور کی گاڑی چل رہی تھی۔ یہ استقبال کا ایک مسحور کن اور بہت پیارا، دلفریب منظر تھا۔

4:30 بجے سہ پہر حضور انور ہوٹل پہنچے تو ہوٹل کے مالک نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا خوبصورت گلدستہ پیش کیا۔

5:30 بجے حضور انور نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد میئر سے ملاقات کے لئے روانگی ہوئی۔ چھ بجے حضور انور Merie پہنچے جہاں میئر نے صدر دروازے پر آکر حضور انور کا استقبال کیا اور حضور انور کو اپنے دفتر لے گئے۔ جہاں پر ریڈیو، ٹیلی ویژن اور سرکاری رپورٹرز بڑی تعداد میں موجود تھے۔ میئر نے حضور انور کی خدمت میں پاراکو شہر اور اس کے لوگوں کی طرف سے اظہار تشکر کا پیغام پڑھ کر سنایا اور حضور انور سے دعا کی درخواست کی۔

گورنر سے ملاقات

یہاں سے فارغ ہو کر حضور انور گورنر سے ملاقات کے لئے گورنر ہاؤس تشریف لے گئے جہاں گورنر نے نیچے آکر حضور انور کا استقبال کیا اور حضور انور کو اپنے دفتر لے گئے۔ گورنر نے حضور انور کا جماعت کی بے لوث خدمات کا ذکر کر کے شکریہ ادا کیا اور اپنے لئے اور اپنی قوم کیلئے دعا کی درخواست کی۔ حضور انور نے گورنر سے کہا کہ ہم کوشش کریں گے کہ آپ کے صوبہ میں دیہات میں سکول اور ہسپتال کی سہولیات پہنچائیں کیونکہ شہروں میں یہ سہولیات مل جاتی ہیں مگر گاؤں میں نہیں۔ اسی طرح حضور انور نے گورنر کو بتایا کہ کل ہم آپ کے شہر میں ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ حضور انور نے گورنر کو بتایا کہ ان کی یہاں آمد کا ایک مقصد ان کا شکریہ بھی ادا کرنا تھا۔ کیونکہ وہ شدید گرمی میں شہر سے باہر حضور کے استقبال

کے لئے تشریف لے گئے اور یہ یقیناً ان کے دل کے خلوص پر شہادت ہے۔

نائیجر کے وفد سے ملاقات

اس ملاقات کے بعد حضور انور واپس ہوٹل تشریف لے آئے۔ جہاں حضور انور نے ہمسایہ ملک Niger سے آئے ہوئے وفد سے ملاقات کی۔ نائیجر سے آنے والے 62 افراد کے اس وفد میں سلطان آف آگا دیس اپنے گیارہ رکنی وفد کے ساتھ شامل تھے۔ حضور انور نے سلطان سے ان کا حال دریافت فرمایا اور گفتگو فرمائی۔ حضور انور نے نومبائعین کی تربیت سے متعلق نصائح فرمائیں۔ اس موقع پر نائیجر سے آنے والے ایک بزرگ نے حضور انور سے معانقہ کا شرف حاصل کیا۔ یہ نائیجر کے پہلے احمدی ہیں۔ حضور انور سے چمٹ کر رونے لگ گئے اور کہتے جاتے تھے کہ میں سوچا کرتا تھا کہ اب شاید میری زندگی میں ایسا موقع نہ آئے کہ میں کبھی خلیفۃ المسیح کو دیکھ سکوں۔ مگر آج اللہ نے یہ موقع عطا کر دیا ہے کہ اپنی زندگی میں آپ سے مل رہا ہوں۔ انہوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بھی بنوائی۔ اسی طرح نائیجر کے اس وفد کو حضور انور نے شرف مصافحہ بخشا اور تصاویر بھی کھینچی گئیں۔

نائیجر کا یہ وفد اس سخت گرمی کے موسم میں دو ہزار کلومیٹر سے زائد کا فاصلہ طے کر کے حضور انور سے ملاقات کیلئے پہنچا تھا۔ اس وفد میں 12 غیر از جماعت لوگ بھی شامل تھے۔

دیگر وفود سے ملاقاتیں

7:30 بجے حضور انور نماز مغرب وعشا کی ادائیگی کیلئے اس بڑے پنڈال میں تشریف لے گئے جہاں صوبہ بورگو، آلی بوری، اتاکورا، اور ڈونگا سے آئے ہوئے 6789 افراد (مرد وخواتین) حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔ ان لوگوں میں سے ایک بڑی تعداد 435 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے یہاں پہنچی تھی۔ یہ لوگ صبح سے ہی حضور انور کے استقبال کیلئے پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ بعض جماعتوں کے احباب 12 کلومیٹر کا فاصلہ پیدل طے کر کے اس جگہ پہنچے جہاں ٹرانسپورٹ مہیا تھی۔ جونہی حضور انور پنڈال میں پہنچے فضا نعرہ ہائے تکبیر، حضرت مرزا غلام احمد کی جے اور خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد اور احمدیت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ بجلی کے قمقموں کی روشنی میں ان لوگوں نے اپنی زندگیوں میں پہلی بار کسی خلیفۃ المسیح کا چہرہ مبارک دیکھا تھا۔ دور دراز کے علاقوں سے لمبے سفر طے کر کے آنے والے ان لوگوں کے دلوں پر اس وقت کیا بیت رہی تھی۔ ان کے کیا جذبات تھے۔ یہ صرف وہی بتا سکتے ہیں۔

حضور انور کا خطاب

نماز مغرب وعشا کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن کریم ہوئی۔ اس کے بعد حضور انور نے ان احباب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''میں آپ سب لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو سفر کی تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے بڑی دور دور سے یہاں تشریف لائے ہیں۔ یہ سفر کی تکلیفیں اور پریشانیاں کیوں برداشت کیں۔ صرف اس لئے کہ آپ کو جماعت سے ایک تعلق اور محبت ہے اور خلیفہ وقت سے ایک تعلق اور محبت ہے۔ اور یہ تعلق اور محبت آپ میں اس لئے قائم ہوا کہ آپ نے امام مہدی کو پہچانا اور قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود، مہدی معہود کو اس لئے دنیا میں بھیجا کہ دنیا کے تمام مذاہب کے ماننے والوں کو اللہ کے جھنڈے تلے جمع کر دیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا اس لحاظ سے آپ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جنہوں نے اس غرض کو پورا کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مانا۔

اب آپ کا فرض ہے کہ اس تعلیم پر عمل کریں۔ وہ تعلیم یہی ہے کہ ایک خدا کی عبادت کریں۔ اس کے مقابلہ میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ نہ ظاہری شرک ہو اور نہ چھپا ہوا شرک۔ انسانیت اپنے اندر پیدا کی جائے۔ ایک دوسرے کا لحاظ رکھا جائے۔ خیال رکھا جائے۔

فرمایا۔ یاد رکھیں کہ جو ہمارے کام ہیں، جو ہماری ضروریات ہیں وہ کسی بندے سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ ہر ضرورت کے لئے خدا کے حضور جھکنا چاہئے۔ اس کی عبادت کرنی چاہئے اور اپنی عبادت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ طریقہ سکھایا ہے کہ اس کے حضور حاضر ہوا جائے۔ نمازیں ادا کی جائیں، پانچ وقت بیوت الذکر میں جا کر نمازیں ادا کی جائیں۔ مزدور اپنے کام پر نماز ادا کرے۔ اسی طرح جو لوگ مختلف کام کرتے ہیں نماز کا وقت آنے پر اپنے کام پر نماز ادا کریں۔ لیکن یاد رکھیں کہ وقت پر نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ نمازوں کی ادائیگی آپ نے نہ صرف خود کرنی ہے بلکہ اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی عادت ڈالنی ہے۔ گھر کا ہر فرد نماز ادا کرنے والا بن جائے اگر کسی سے نماز چھوٹ جائے تو اس کو بے چینی پیدا ہونی چاہئے کہ میں نماز ادا نہیں کر سکا۔ حضرت اقدس مسیح موعود سے کسی نے پوچھا کہ مجھے کوئی وظیفہ بتائیں جو میں کروں۔ فرمایا نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔ پس نماز میں آپ کو ایسا لطف وسرور آنا چاہئے جو ہر چیز سے بڑھ کر ہو۔ نماز ایسے شوق سے ادا کرنی چاہئے۔ آپ کے رکوع وسجود ایسے ہونے چاہئیں کہ آپ خدا کے حضور گڑگڑا رہے ہیں۔ شوق سے، خشوع وخضوع سے آپ نمازیں پڑھیں گے تو خدا تعالیٰ انہیں قبول بھی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نمازوں میں وہ ذوق وشوق عطا کرے جو اس کے حضور مقبول ہو اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جو ایک احمدی کو حضرت اقدس مسیح موعود کو ماننے کے بعد اپنے اندر پیدا کرنی ضروری ہے۔ اگر یہ پیدا نہ ہوئی تو پھر احمدی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ایسا نیک نمونہ دکھانے کی توفیق دے کہ دوسرے بھی کہیں کہ احمدی ہونے کے بعد نیک تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی وناصر ہو۔ اور سب کو گھروں میں خیریت سے لے کر جائے اور آپ کے اس خلوص، جذبہ اور آپ جو خلیفۃ المسیح سے ملنے کے لئے ایک جماعتی نظام کے تحت اکٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ آپ کو اس کی بہترین جزاء دے۔

ایک گاؤں کے صدر کا پیغام

حضور انور کے اس خطاب کے بعد ایک شخص نے سمیزے گاؤں کے صدر (یاتے مومونی) Yatche Modmouni کی طرف سے پیغام سنانے کی اجازت لی۔ صدر نے یہ پیغام اپنی تمام کمیونٹی کی طرف سے دیا تھا۔

پیغام فرنچ زبان میں سنایا گیا۔ ترجمہ درج ذیل ہے۔

''آج بینن کے سارے مومنوں کیلئے بہت عزت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا شخص بھیجا ہے جس کا نام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ہے جو جماعت احمدیہ عالمگیر کے سپریم ہیڈ ہیں۔

پیارے خلیفۃ المسیح! آپ کی اجازت سے میں چند باتیں کہنا چاہتا ہوں ہم سب بے حد خوشی اور فخر کے ساتھ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارے دل میں آپ کے لئے اور جماعت کیلئے بے حد محبت واحترام ہے۔ آپ حقیقی..... کی حفاظت کر رہے ہیں اور آنحضرت ﷺ کا پیغام ساری دنیا میں پیش کر رہے ہیں۔ روحانی علاج کے ساتھ جسمانی علاج کے لئے بھی آپ ساری دنیا میں اور پھر ہمارے ملک بینن میں بہت کام کر رہے ہیں۔ بینن اس بات کا گواہ ہے کہ احمدیہ میڈیکل سنٹر گاؤں گاؤں جا کر لوگوں کا علاج کر رہے ہیں اور غریبوں کا مفت علاج کر رہے ہیں۔ یہ علاج بلا مذہب وتخصیص ہے۔ آپ کی جماعت نے بیوت الذکر بھی تعمیر کی ہیں تا کہ ایک خدا کی عبادت کی جا سکے۔

میں یہ بات دوبارہ دوہرانا چاہتا ہوں کہ ہم سب آپ کی جماعت کی وجہ سے اپنے آپ کو مومن کہنے کیلئے فخر کرتے ہیں۔ آپ کے T.V ریڈیو پر سب ایسے پروگرام آتے ہیں جو ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ خدا کی عبادت کس طرح کرنی ہے اور رسول کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلنا ہے اس وجہ سے ہم سب جو سمیزے علاقہ کے رہنے والے ہیں ہم بیس ہزار سے زائد لوگ ہیں۔ میری آواز میں آج یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم مکمل طور پر جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی آپ سے اجازت چاہتے ہیں اور انشاء اللہ ہم سب مل کر تمام وہ کام جو جماعت نے شروع کئے ہیں ان میں آپ کے ساتھ ہیں تا کہ ان کو جاری رکھ سکیں۔ ہم حضور پر نور کو ایک بار پھر اپنے اس خوبصورت ملک بینن میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خلیفہ کو اور ترقی دے اور احمدیت کو مزید ترقی کی راہوں پر گامزن کرنے کے انہیں مواقع میسر آتے رہیں۔

اس پیغام کے پڑھے جانے کے بعد احباب جماعت نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ حضور انور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب لوگوں کو اخلاص اور ایمان میں بڑھائے اور آپ کا شامل ہونا خیر وبرکت کا موجب بنائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اس تقریب کے اختتام پر حضور انور نے دعا کروائی اور واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔

ایک عشائیے میں شرکت

رات سوا نو بجے حضور انور گورنر ہاؤس تشریف لے گئے جہاں جماعت نے عشائیہ کا اہتمام کیا تھا۔ گورنر نے خود اپنا گھر اس پروگرام کیلئے پیش کیا تھا۔ اس تقریب میں پاراکو شہر اور تمام صوبوں کے صوبائی افسران، ائمہ اور بادشاہان شامل ہوئے۔ سلطان آف آغا دیس اپنے وفد کے ساتھ شامل ہوئے۔ زندگی کے مختلف طبقوں اور شعبوں سے تعلق رکھنے والے ڈیڑھ صد کے قریب مہمان اس تقریب میں شامل ہوئے۔

حضور انور جب گورنر کی رہائش گاہ تک پہنچے تو گورنر نے اپنے گھر کے دروازے پر حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور کو اپنے ڈرائنگ روم میں لے گئے۔ جہاں کچھ دیر حضور انور سے بات چیت کرتے رہے اس کے بعد تقریب کا آغاز ہوا۔ حضور انور نے مہمانوں سے تعارف حاصل کیا۔ اس موقع پر بادشاہوں کے نمائندہ نے کہا۔ آج ہمارے لئے بہت خوشی کا دن ہے ہم بینن کے جتنے بادشاہ اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ کی جماعت بینن، نائیجر میں انسانیت کی جو خدمت کر رہی ہے اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

تقریب کے آخر پر گورنر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ حضور انور کے بابرکت قدم اس سرزمین پر پڑے ہیں جو اس سرزمین کی خوش قسمتی ہے۔ گورنر نے کہا میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نارتھ (North) میں آئے ہیں اور یہاں تک پہنچے ہیں۔ یہ آپ کا ہم سے پیار اور محبت ہے جو آپ یہاں تک آئے ہیں۔ جتنا کام جماعت احمدیہ کر رہی ہے وہ قابل قدر ہے۔ جماعت کی اس خدمت کا سب کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ گورنر نے کہا میں آج سب کے سامنے کہتا ہوں کہ ہم آج گواہ ہیں کہ جماعت احمدیہ انسانیت کی قابل قدر خدمت کر رہی ہے۔ گورنر کے اس شکریہ کے جواب میں حضور انور نے فرمایا۔

میں بھی گورنر اور تمام کنگز کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے وقت دیا اور اس موقع پر تشریف لائے یہ ثبوت ہے ان کی محبت کا جو ایک انسان کو دوسرے

انسان سے ہونی چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ پہلا موقع ہے جو مجھے بینن آنے کا ملا۔ میں نے سب کو انتہائی ملنسار اور مہمان نواز پایا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔

اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور یہ تقریب رات 11:00 بجے اپنے اختتام کو پہنچی۔ مہمانوں نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ اس کے بعد حضور انور واپس ہوٹل تشریف لے آئے۔

آج کے دن بینن کے نیشنل T.V اور ریڈیو اور اخبارات نے حضور انور کی ائیر پورٹ پر آمد سے لے کر حضور انور کی مصروفیات اور پروگراموں کی مکمل Coverage دی۔ اور اپنی خبروں میں ان پروگراموں اور تقریبات کو نشر کیا۔

7/ اپریل 2004ء

صبح 6 بج کر 15 منٹ پر حضور انور نے Majestic Hotel میں (جہاں نماز کے لئے جگہ مخصوص کی گئی تھی) نماز فجر پڑھائی۔

بیت العافیہ کا افتتاح

صبح نو بجے حضور انور ہوٹل سے روانہ ہوئے اور نو بج کر دس منٹ پر حضور انور نے سلائی سکول کا افتتاح فرمایا۔ یہاں مربی سلسلہ اصغر علی بھٹی صاحب کی اہلیہ خواتین اور بچیوں کو سلائی اور کڑھائی وغیرہ سکھاتی ہیں اور اس طرح سلائی سیکھنے کے نتیجہ میں غریب عورتوں کی مدد ہو رہی ہے۔ اس سکول کا آغاز چار سلائی مشینوں سے کیا گیا تھا۔ حضور انور نے یہاں مزید دس مشینیں رکھنے کی ہدایات فرمائی۔ نیز ملک کے North کے علاقوں میں مزید دو سلائی سکول کھولنے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا کہ ان دونوں سکولوں میں بھی دس دس مشینیں رکھی جائیں۔ یہاں دعا کروانے کے بعد حضوانور پیراکو (Parakou) شہر میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ بیت الذکر ''بیت العافیہ'' کے افتتاح کے لئے تشریف لے گئے اور تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ حضور انور نے بیت کے رقبہ کے متعلق پوچھا اور فرمایا ماشاء اللہ یہاں تین صد آدمی تو نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یہ بیت ایک ماہ سے کم عرصہ میں تعمیر ہوئی۔ حضور انور نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ اس بیت کو کون سنبھالے گا۔ اس پر بتایا گیا کہ اس علاقہ کے لوکل مربی یہاں ہوں گے۔ اس پر حضور انور نے دریافت فرمایا کہ ان کا گھر بیت سے کتنے فاصلے پر ہے۔ اس پر منتظمین نے بتایا کہ بیت کے قریب ہی ہے۔

پاراکو کے پہلے ہسپتال کا سنگ بنیاد

بیت کے افتتاح کے بعد حضور انور پاراکو (Parakou) میں تعمیر ہونے والے پہلے احمدیہ ہسپتال کے سنگ بنیاد کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ جگہ گورنمنٹ کے سرکاری پلان میں ہسپتال کیلئے مقرر ہے اور تین سال قبل یہ جگہ گورنمنٹ نے جماعت احمدیہ کو دے دی تھی۔

9 بج کر 35 منٹ پر حضور انور نے اس ہسپتال کی بنیاد میں پہلی اینٹ رکھی۔ اس کے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے اینٹ رکھی۔ پھر امیر صاحب بینن ڈاکٹر تاثیر صاحب اور دوسرے عہدیداران نے باری باری اینٹ رکھنے کا شرف حاصل کیا آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

احمدیہ ہسپتال Parakou کی سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد دستی بیعت ہوئی۔ ڈیپارٹمنٹ ڈونگا کے ایک گاؤں ''سے میرے'' (Semere) سے 393۔ افراد اپنے امام بادشاہ اور یونین کونسل کے دو افسران کی معیت میں 370 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے آئے تھے۔ ان لوگوں نے پیراکو آنے اور قبل ازیں رات کے پروگرام میں شمولیت کے بعد اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ حضور انور نے از راہ شفقت ان لوگوں کی دستی بیعت لی۔ دستی بیعت میں ان 393۔ احباب کے علاوہ اس موقع پر موجود ہزار ہا احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔

بیعت لینے سے قبل حضور انور نے اس صوبہ کے مربی سلسلہ سے ان لوگوں کے متعلق رابطہ وغیرہ کی تفصیلات دریافت فرمائیں اور بعد میں بھی مستقل رابطہ رکھنے کی ہدایت فرمائی۔

توئی شہر میں استقبال

اس کے بعد حضور انور Parakou سے Toui (توئی) کیلئے روانہ ہوئے۔ پیراکو سے توئی کا فاصلہ 72 کلومیٹر ہے۔

بارہ بج کر 40 منٹ پر حضور انور Toui پہنچے۔ حضور انور کے استقبال کے لئے باہر مین سڑک پر ایک گیٹ بنایا گیا تھا جس پر استقبالیہ کلمات درج تھے۔ اسی طرح جو سڑک یہاں سے جلسہ گاہ کی طرف جا رہی تھی اس پر چھ بینرز لگائے گئے تھے اور سڑک پر دو کلومیٹر تک خوبصورت رنگ برنگے جھنڈے لگائے گئے تھے جن پر کلمہ طیبہ لکھا گیا تھا۔ اسی طرح لکڑی کے بڑے بڑے تختے بنا کر ان پر سفید اور سیاہ رنگ کا کپڑا چڑھا کر خوبصورت جماعتی جھنڈے بنا کر مین روڈ پر لگائے گئے تھے۔

جب حضور انور کی گاڑی Toui پہنچی تو پچاس موٹر سائیکل سواروں نے حضور انور کا استقبال کیا اور حضور انور کی گاڑی کو اپنے درمیان لے کر جلسہ گاہ تک پہنچے۔ راستہ میں دونوں طرف احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد حضور انور کے استقبال کیلئے کھڑی تھی۔ لوگوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کر کے اور کلمہ طیبہ کا ورد کر کے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ سبھی لوگ ہاتھ ہلا ہلا کر خوشی و مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔ یہ لوگ مرد و زن اور بچے بوڑھے اس ریجن کی 32 جماعتوں سے آئے تھے۔ آنے والے مہمانوں کی تعداد چھ ہزار پانچ صد سے زائد تھی۔ ایک گاؤں بتیرو کے لوگ 29 کلومیٹر پیدل چل کر اس جگہ پہنچے جہاں سے سواری مہیا ہونی تھی۔

حضور کے دیدار کی خواہش

ایک گاؤں ایداجو کی جماعت جنگل میں 89 کلومیٹر کا فاصلہ پیدل طے کر کے سڑک تک پہنچی۔ اس دن بڑی شدید بارش ہوئی تھی جو رات بھر جاری رہی لیکن یہ سب لوگ راستوں کی خرابی اور شدید مشکلات کے باوجود حضور انور کے دیدار کے لئے پہنچے تھے۔ Dassa کے علاقہ سے غیر احمدی تین بڑے ٹرکوں پر آئے پوتورو کی جماعت 29 کلومیٹر کا انتہائی دشوار گزار رستہ طے کر کے جلسہ میں شامل ہوئی۔ جلسہ میں شامل ہوئے بیدے نامی گاؤں کی جماعت سڑک سے 17 کلومیٹر اندر جنگل میں ہے۔ شدید بارش میں رات ایک بجے ٹرک اس گاؤں پہنچا۔ یہ اسی وقت سوار ہو کر صبح 5 بجے پہنچ گئے۔ 125 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے حضور انور کا دیدار کرنے کے لئے آئے تھے۔ ساولے اور ڈاسا کے درمیان کا علاقہ جماعت کا شدید مخالف ہے۔ اپنی مخالفت کے باوجود یہ لوگ سینکڑوں کی تعداد میں حضور انور کو دیکھنے کے لئے آئے تھے۔

جب حضور انور جلسہ گاہ پہنچے تو ڈاسا (Dassa) کے میئر ویسے ریجن کے میئر اور اس ریجن کے چیف آف پولیس اور 13 بادشاہوں اور 24 بڑے اماموں نے حضور انور کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔

ڈاسا میں خطاب

تلاوت اور نظم کے بعد حضور انور نے احباب جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

'' تمام روایتی بادشاہ، معزز مہمان، میرے پیارے بھائیو۔ بہنو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگوں کو یہاں دیکھ کر اس وقت میرا دل خوشی کے جذبات سے لبریز ہے۔ آپ لوگوں میں یقیناً نیکی اور شرافت ہے جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آپ لوگوں کو حضرت مسیح موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی اور آپ ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ آنحضرت ﷺ نے امام مہدی کو جو سلام پہنچایا تھا وہ آپ ان تک پہنچا سکیں اور جو...... دوسرے مذاہب میں سے احمدیت میں داخل ہوئے ہیں ان کو بھی خدا نے توفیق دی کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی غلامی کے ذریعہ احمدیت میں آ جائیں۔ پھر اللہ کا فضل ہی ہے کہ افریقہ کے ایک دور دراز ملک میں اور پھر شہروں سے ہٹ کر دور دراز جگہ کو خدا نے توفیق دی کہ ہزاروں میل دور سے جو ایک آواز اٹھی تھی کہ آؤ اور خدا کی آواز پر لبیک کہو۔ آپ نے اسے قبول کیا۔

حضور انور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جن وانس کی پیدائش کا مقصد اپنی عبادت قرار دیا ہے۔ اس لئے آپ لوگ جو احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں آپ کا فرض ہے کہ پانچوں نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں۔ بچے ہوں یا بڑے ہوں، نوجوان ہوں یا بوڑھے ہوں سب کا کام ہے کہ اپنی بیوت الذکر کو آباد کریں۔ آپ کے کام، آپ کی مصروفیات یا آپ کے شغل، آپ کی عبادت اور آپ کی نمازوں میں روک نہ بنیں ورنہ یہ بھی ایک قسم کا مخفی شرک ہے اور خدا کو سخت ناپسند ہے۔ فرمایا احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ لوگوں میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہونی چاہئے۔ عبادت کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اخلاق کا اظہار کرنا بھی ایک احمدی کیلئے بہت ضروری ہے۔ کبھی بھی کسی قسم کے لڑائی جھگڑے فتنہ وفساد میں شامل نہ ہوں بلکہ ہر ایک کو پتہ لگے کہ اگر کوئی شخص پہلے کسی قسم کے جھگڑوں میں ملوث تھا تو احمدیت قبول کرنے کے بعد مکمل تبدیل شدہ انسان ہو چکا ہے۔ بعض دفعہ فساد پیدا کرنے والے لوگ کوئی ایسی بات کہہ دیتے ہیں جس سے انسان کو غصہ آ جاتا ہے۔ لیکن آپ کبھی بھی ایسے فساد پیدا کرنے والوں اور مخالفین کی باتوں کی پرواہ نہ کریں بلکہ قرآن کریم کے حکم کے مطابق اگر ایسی باتیں سنیں تو منہ پھیر کر گزر جایا کریں اور پرواہ نہ کیا کریں۔ یہی اعلیٰ اخلاق ہیں جو ایک احمدی میں ہونے چاہئیں۔ یہی اعلیٰ قسم کی باتیں ہیں جن کے کرنے کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ تو یہی عبادت کے طریقے اور اعلیٰ اخلاق ہیں جو آنحضرت ﷺ دیکھنا چاہتے تھے اور انہی کو جاری کرنے کے لئے رائج کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود کو بھیجا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اعلیٰ اخلاق کے ساتھ احمدیت کا ایک طرہ امتیاز انسانیت کی خدمت بھی ہے جس میں ایک سکیم کے تحت اس ملک میں کچھ ہسپتال کھولے گئے ہیں۔ ڈسپنسریاں کھولی گئی ہیں اور مزید کھولی جائیں گی۔ سکول بھی کھولے جائیں گے۔ اسی خدمت کے جذبے کے تحت انشاء اللہ پیراکو میں ایک ہسپتال کا قیام بھی عمل میں آئے گا جس کی میں آج بنیاد رکھ کر آیا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا تعلیم حاصل کرنا ہمارے بچوں کا حق ہے۔ اس کے لئے جتنی کوشش کی جائے کم ہے۔ اس کے لئے میں والدین سے ماؤں سے، باپوں سے کہتا ہوں خواہ وہ پڑھے ہوئے ہوں یا ان پڑھ ہوں بچوں کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ آئندہ اس کے بغیر گزارہ نہیں۔ بچے صرف اس لئے نہیں ہونے چاہئیں کہ وہ بڑے ہو کر ہاتھ بٹائیں گے۔ Farming میں ہماری مدد کریں گے۔ بلکہ بچوں کا جو حق ہے وہ ادا کریں کہ ان کی تربیت کریں اور تعلیم دلوائیں۔

فرمایا اپنی مالی مجبوری کی وجہ سے والدین بچوں کو پڑھائی سے نہ روکیں۔ اگر مالی مجبوری کی وجہ سے بچے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تو مجھے بتائیں۔ کوئی بچہ اس وجہ سے پڑھائی سے محروم نہیں رہے گا۔ اس علاقہ میں جہاں نہ پانی، نہ بجلی کی سہولت ہے اور نہ تعلیم کی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس علاقہ کے بچے اتنا پڑھ لکھ جائیں

کہ ملک کے لیڈر بن سکیں۔ اس علاقے کے لوگوں میں یقیناً ایک فراست ہے اور دلوں میں ایک روشنی ہے جس کی وجہ سے ان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس فراست کو مزید چمکائیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ تعلیم حاصل کریں۔ اس لئے میری آپ لوگوں سے یہی درخواست ہے کہ اپنے بچوں کو ضائع نہ کریں۔ برباد نہ کریں۔ اگلی نسلوں کی اگر حفاظت نہیں کریں گے تو خدا تعالیٰ کے حضور پوچھے جائیں گے کہ کیوں اپنی نسلوں کی حفاظت نہیں کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں عورتوں کو بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ ان میں تعلیم کی کمی ہے اور مصروفیت زیادہ ہے لیکن وہ بھی عبادت کی طرف توجہ دیں اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بھی توجہ دیں۔

فرمایا آخر میں، میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس پیار اور خلوص سے آپ لوگ یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ میں اس کا بہت ممنون ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کا یہاں اکٹھے ہونا اور خلافت سے محبت کا تعلق خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے۔ اللہ آپ کو اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آپ کو اور آپ کی نسلوں کو اس پیار اور محبت میں بڑھاتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر پریشانی سے محفوظ رکھے۔ آمین

اجتماعی بیعت

حضور انور کے اس خطاب کے بعد اجتماعی بیعت ہوئی جس میں دس گاؤں کے 822 لوگوں نے حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس موقع پر موجود ہزاروں احمدی احباب نے بھی بیعت کی اس تقریب میں شمولیت کی۔ بیعت لینے کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ اس طرح ایک بج کر 20 منٹ پر Toui کا پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ یہاں سے Portonovu روانگی سے قبل حضور انور نے اس علاقہ کے میئر، کنگ آف ڈاسا، Toui گاؤں کے بادشاہ اور آرمی کے ایک افسر کو الیس اللہ ...... کی انگوٹھیاں پہنائیں۔ 30-1 بجے یہاں سے روانہ ہو کر تین بجے کے قریب ڈاسا پہنچے۔ جہاں ایک ہوٹل میں کچھ دیر قیام کیا۔ حضور انور نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں اور دوپہر کا کھانا بھی یہیں تناول فرمایا۔

چار بجے سہ پہر یہاں سے Portonovu کے لئے روانگی ہوئی اور رات 7:30 بجے پورتو نووو پہنچے۔ آٹھ بجے حضور انور نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

8 اپریل 2004ء

صدر بینن سے ملاقات

صبح چھ بجے حضور انور نے نماز فجر پڑھائی۔ صبح دس بجے صدر مملکت بینن سے ملاقات کیلئے پیراکو سے کوتونو Cotonou کیلئے روانگی ہوئی۔ سوا گیارہ بجے حضور انور ایوان صدر پہنچے۔ صدر مملکت بینن کے پروٹوکول آفیسر نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد صدر مملکت سے ملاقات ہوئی جو پون گھنٹہ جاری رہی بہت ہی دوستانہ اور خوشگوار ماحول میں ملاقات ہوئی۔ صدر مملکت نے کہا کہ میں بینن کی حکومت اور تمام عوام کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ صدر مملکت نے حضور انور کی بینن آمد پر خوشی کا اظہار کیا اور دورہ کے کامیاب ہونے کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ حضور انور نے صدر مملکت کا شکریہ ادا کیا اور ملک کی ہر میدان میں ترقی کیلئے دعا کی۔ ملاقات کے دوران زراعت کے حوالہ سے مختلف امور زیر بحث آئے اور حضور انور نے رہنمائی فرمائی کہ ان ان پہلوؤں سے آپ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور آپ کا ملک ترقی کر سکتا ہے ملک میں گندم اگانے کے تعلق میں بھی تفصیل سے بات ہوئی۔ ملاقات کے آخر پر تصاویر اتاری گئیں۔ اس موقع پر بینن کے نیشنل T.V اور میڈیا کے نمائندہ موجود تھے۔ نیشنل T.V ریڈیو نے اپنی خبروں میں اس ملاقات کو تفصیلی Coverage دی۔ جب تصاویر لی جا رہی تھیں تو حضور انور نے صدر مملکت سے فرمایا کہ کیا ہم آپ کی اس ملاقات کی تصویر MTA پر دکھا سکتے ہیں۔ اس پر صدر مملکت نے بڑے کھلے دل کے ساتھ کہا کہ بے شک جہاں چاہیں دکھائیں، آسمان پر دکھائیں۔ صدر مملکت نے خوشی کے ساتھ حضور انور کو الوداع کہا۔

جب حضور انور ملاقات کے کمرہ سے باہر آئے تو آگے ریڈیو، T.V اور اخبارات کے نمائندے موجود تھے۔ جنہوں نے اس ملاقات کے تعلق میں حضور انور سے انٹرویو کیا۔

اس کے بعد حضور انور ایوان صدر سے روانہ ہو کر 1:30 بجے بیت التوحید Cotonou پہنچے جہاں نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ حضور انور نے بیت الذکر میں موجود تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور بچوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائیں۔ اس کے بعد حضور انور لجنہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں خواتین اور بچیوں نے نغمات اور گیت گا کر حضور انور کا استقبال کیا اور خوشی سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ حضور انور نے یہاں بھی بچیوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائیں۔

اس کے بعد حضور انور بینن کے ایک ابتدائی مخلص احمدی خاندان، مکرم داؤدا احمد صاحب کے گھر تشریف لے گئے جہاں دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

یونیورسٹی میں خطاب

یہاں سے 4:30 بجے سہ پہر یونیورسٹی کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاں حضور انور نے طلباء سے خطاب فرمانا تھا۔ یونیورسٹی پہنچنے پر یونیورسٹی کے ریکٹر نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے The Religion of Peace کے عنوان پر یونیورسٹی میں خطاب فرمایا۔ حضور انور کے خطاب کے بعد اس کا فرنچ ترجمہ مکرم حافظ احسان سکندر صاحب امیر جماعت بینن نے پیش کیا۔ پروگرام کے آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

کوتونووو ہسپتال کا معائنہ

6-15 بجے اس پروگرام کے اختتام پر حضور انور احمدیہ ہسپتال Cotonou کے معائنہ کیلئے تشریف لے گئے۔ حضور انور نے اس تین منزلہ ہسپتال کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا اور ڈاکٹر مبارک احمد صاحب سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔

ہیومینیٹی فرسٹ بینن کے بورڈ سے میٹنگ

ہسپتال کے معائنہ کے بعد سات بجے شام حضور انور نے ''ہیومینیٹی فرسٹ بینن'' کے بورڈ سے میٹنگ کی۔ جس میں حضور انور نے بورڈ کے ممبران کی راہنمائی فرمائی۔ اور ہدایات دیں کہ کس طرح اور کن کن لائنوں پر خدمت کرنی ہے۔ حضور انور نے کمپیوٹر سنٹر کے بارہ میں بھی ہدایات دیں کہ سارا جائزہ لیں اور اپنی رپورٹ بھجوائیں۔ اس میٹنگ کے بعد حضور انور ساڑھے سات بجے شام Cotonou سے Portonovo کیلئے روانہ ہوئے اور آٹھ بجے Portonovo پہنچے۔ جہاں حضور انور نے ساڑھے آٹھ بجے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

9 اپریل 2004ء

صبح چھ بجے حضور انور نے Portonovo کی بیت الذکر میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ یہ Portonovo کی پہلی بیت الذکر ہے۔ اور موجودہ مشن ہاؤس سے جہاں حضور انور کا قیام تھا۔ تین کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ بارہ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے ''بیت التوحید'' Cotonou تشریف لے گئے۔ جہاں ایک بجے حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ ٹیلی فون لائن کے ذریعہ MTA پر براہ راست نشر کیا گیا۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی بینن میں آمد

Cotonou میں ''بیت التوحید'' ایک تاریخی بیت الذکر ہے یہاں پہلے کچی بیت ہوا کرتی تھی۔ جنوری 1987ء میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم بینن تشریف لائے تھے تو نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے حکومت نے Cotonou کی سب سے بڑی مسجد کا انتخاب کیا تھا اور قالین وغیرہ بچھائے تھے۔ جب نماز جمعہ کا وقت آیا تو ڈاکٹر صاحب نے پوچھا یہاں احمدیوں کی بیت الذکر کہاں ہے مجھے وہاں جانا ہے تو حکومت کے افسران نے کہا ہم نے نماز جمعہ کیلئے سب سے بڑی مسجد میں انتظام کیا ہے۔ آپ وہاں چلیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا میں احمدیہ بیت الذکر میں جاؤں گا۔ چنانچہ پروٹوکول کو بالائے طاق رکھ کر ڈاکٹر صاحب بیت الذکر پہنچے۔ افسران بھی ساتھ تھے۔ اس وقت یہ بیت الذکر ایک چھوٹی سی خستہ حال بیت تھی۔ جس پر ٹین کی چھت تھی۔ چند آدمی اندر نماز پڑھ سکتے تھے۔ بیت الذکر کی جگہ بھی بہت خراب تھی اردگرد گندا پانی جمع رہتا تھا۔ ہر کوئی دیکھنے والا حیران تھا کہ یہ شخص شہر کی سب سے بڑی مسجد چھوڑ کر اس خستہ حال بیت الذکر میں آیا ہے۔ ڈاکٹر سلام صاحب نے اس بیت الذکر میں نماز جمعہ ادا کی اور جو چند احمدی احباب تھے ان کے ساتھ گھل مل گئے اور باتیں کرتے رہے۔ آج اسی جگہ پر اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک وسیع و عریض دو منزلہ بڑی خوبصورت بیت الذکر بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے جس میں آٹھ صد افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یہ بیت الذکر مین ہائی وے کے اوپر ہے اور دور سے نظر آتی ہے۔

نماز جمعہ وعصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے بیت الذکر کی بیرونی دیوار پر لگی ہوئی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ بیت الذکر کی بیرونی دیواروں کو ٹائلز سے مزین کرنے کا پروگرام ہے۔ حضور انور نے فرمایا اب اس کام کو بھی جلد مکمل کروائیں۔

اس کے بعد حضور انور Portonovo میں ایک ابتدائی مخلص احمدی 'راجی' خاندان کے گھر تشریف لے گئے جہاں حضور نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

صدر نیشنل اسمبلی بینن سے ملاقات

چار بجکر چالیس منٹ پر حضور انور صدر نیشنل اسمبلی حکومت بینن سے ملاقات کیلئے اسمبلی ہاؤس تشریف لے گئے۔ صدر نیشنل اسمبلی سے ملاقات پندرہ منٹ تک جاری رہی۔ صدر نیشنل اسمبلی نے حضور انور کی تشریف آوری پر خوش آمدید کہا اور جماعتی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ میں سارے ممبران اسمبلی کو بتاؤں گا کہ جماعت احمدیہ کے سپریم ہیڈ تشریف لائے تھے۔ ہمارے ان سے بہت اچھے تعلقات ہیں اور میں ہر طرف دیکھ رہا ہوں کہ جماعت احمدیہ خوب خدمات بجا لا رہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا۔ ہمارا یہاں آنے کا مقصد اور ہمارے مذہب کا بھی یہی مقصد ہے کہ انسانیت کو اکٹھا کریں۔ ان سے محبت کریں اور مجھے اچھا لگا ہے کہ یہاں کے لوگوں میں محبت ہے اور مہمان نوازی بھی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ملک ترقی کرے آپ مزید خدمت کر سکیں اور اس کام کو بینن کے لوگوں کیلئے اور آگے بڑھا سکیں۔

آخر پر صدر اسمبلی نے حضور انور کا پھر شکریہ ادا کیا کہ حضور انور نے مجھ سے براہ راست بات کی ہے

اور ملاقات کا موقع دیا ہے۔

اس ملاقات کے بعد پریس کے نمائندگان نے انٹرویو لیا۔ جس میں حضور انور نے فرمایا کہ ہماری دوستانہ ماحول میں عام سادہ باتیں ہوئی ہیں۔ نہ ہم سیاسی لیڈر ہیں اور نہ ہی سیاسی باتیں کرتے ہیں۔ انسانیت کی ترقی اور بہبود پر گفتگو ہوئی ہے۔

عبدالسلام انٹرنیشنل سنٹر کا معائنہ

اس کے بعد شام چھ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے انسٹیٹیوٹ تشریف لے گئے جہاں انسٹیٹیوٹ کے ڈائریکٹر اور وائس ڈائریکٹر نے حضور انور کا استقبال کیا۔ اس انسٹیٹیوٹ کا نام یہ ہے:۔

Universtie Abomey-Calavi
The Abdussalam International
Centre for Theoretical Physics (Italy)
Institut De Mathematioues
Et De Sciences Physicuss

یونیورسٹی کے ڈائریکٹر اور وائس ڈائریکٹر نے حضور انور کی تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی بینن کے لئے خدمات کو سراہا۔

اس کے بعد حضور انور نے مختصر خطاب کیا اور فرمایا۔ یہاں آنے سے پہلے علم نہیں تھا کہ فارمل خطاب کرنا پڑے گا۔ میں آپ کے اس انسٹیٹیوٹ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں کہ دنیا کے اس ایریا میں ایسا انسٹیٹیوٹ ہے جو Highly کمانڈ کرتا ہے اور آپ جو کوششیں کر رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ افریقہ میں بہت پوٹینشل ہے۔ مگر بہت سے وسائل کی ضرورت ہے یہ ایک حوصلہ افزا بات ہے کہ ایسا ادارہ ہے جو اس قوم کے ذہنوں کو جلا بخشتا ہے۔ اللہ کرے کہ یہاں سے سٹاف کو اچھی ایڈمنسٹریشن کی توفیق ملے اور جو طلباء پڑھ رہے ہیں اور جو آئندہ پڑھیں گے ان سب کو یاد رکھنا چاہئے کہ ملک کا آپ پر حق ہے کہ اپنے ملک کے لوگوں کی خدمت کریں۔ جب اپنی تعلیم مکمل کریں تو باہر جانے سے پہلے کچھ عرصہ ضرور اپنے ملک کی خدمت کریں۔ اگر آپ اپنے ملک کی ایمانداری محنت اور اخلاص سے خدمت کریں گے تو اپنے ملک کو ترقی یافتہ ممالک میں لاکھڑا کریں گے۔ خدا تعالیٰ آپ سب کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

اس مختصر خطاب کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ اور انسٹیٹیوٹ کے مختلف شعبوں کا وزٹ فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور واپس مشن ہاؤس تشریف لے آئے۔ جہاں حضور انور نے مربیان اور ان کی فیملیز سے ملاقات کی۔ یہ فیملی ملاقاتیں 30-8 بجے تک جاری رہیں۔

ٹوگو کے وفد سے ملاقات

اس کے بعد حضور انور نے ہمسایہ ملک ٹوگو (Togo) سے آنے والے وفد سے ملاقات کی۔ ٹوگو کی 27 جماعتوں سے 68 افراد پر مشتمل یہ وفد بڑا کٹھن اور تکلیف دہ سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا کے دیدار کیلئے پہنچا تھا۔ ان میں سے بعض لوگوں کی عمریں 70 سال سے اوپر تھیں۔ اس وفد میں خواتین بھی شامل تھیں۔ بعض لوگ 750 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے آئے تھے۔ یہاں راستے بھی خراب ہیں اور ٹرانسپورٹ کا بھی برا حال ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ سب احمدی احباب اپنے پیارے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے آئے تھے۔ حضور انور نے ان سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور تصویریں بھی کھنچی گئیں اس وفد نے دو دن قیام کیا اور پانچوں نمازیں حضور انور کی اقتداء میں ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس وفد سے ملاقات کے بعد حضور انور نے نماز مغرب وعشا جمع کر کے پڑھائیں۔

10 اپریل 2004ء

ایم ٹی اے سٹوڈیو کا افتتاح

صبح چھ بجے حضور انور نے نماز فجر پڑھائی۔

آٹھ بجے حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اس کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو پونے دس بجے تک جاری رہیں۔ دس بجے حضور انور نے دعا کے ساتھ MTA سٹوڈیو بینن کا افتتاح فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ MTA کیلئے ڈاکومنٹری فلم تیار کریں اور بھجوائیں اس پروگرام میں بینن کا کلچر وغیرہ بھی دکھائیں۔

وقف نو کلاس

MTA سٹوڈیو کے افتتاح کے بعد حضور انور ''وقف نو کلاس'' کیلئے تشریف لے گئے جس کا انتظام قریب ہی ایک ہوٹل کے ہال میں کیا گیا تھا۔ بچوں نے فرنچ زبان میں اپنے پروگرام پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کا نماز، نماز باترجمہ اور قرآن کریم ناظرہ کا جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ امیر صاحب، سیکرٹری وقف نو اور لجنہ، خدام اطفال و ناصرات کی تنظیمیں باقاعدہ پروگرام بنائیں اور نماز سکھائیں فرمایا ان بچوں کو کہیں کہ نماز باترجمہ سیکھیں۔ یہ بچے جو دعا مانگ رہے ہیں ان کو پتہ ہونا چاہئے کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا نماز اور اس کا ترجمہ ہر بچے کو آنا چاہئے۔ حضور انور نے ایک بچے سے کلمہ سنا اور دو ناصرات سے نظمیں سنیں۔ حضور انور نے بچوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ گھر جا کر اپنے ماں باپ کے پیچھے پڑیں اپنے مربیان کے پیچھے پڑیں اور ان سے قرآن کریم پڑھنا سیکھیں۔

حضور انور نے فرمایا فرنچ زبان کس کس کو آتی ہے۔ اس پر سبھی بچوں نے اپنے ہاتھ بلند کئے۔ حضور انور نے فرمایا آپ سب بچے مجھے اپنے خط میں لکھیں کہ آپ نے قرآن کریم پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ حضور انور نے وہاں پر موجود والدین کو بھی فرمایا کہ بچوں کو نماز اور قرآن کریم پڑھنا سکھائیں اس کے اختتام پر حضور انور نے بچوں میں قلم تقسیم فرمائے اور چاکلیٹ بھی تقسیم کروائے۔

نیشنل عاملہ اور مربیان کے ساتھ میٹنگ

وقف نو کلاس کے بعد اسی ہال میں بارہ بجکر دس منٹ پر نیشنل مجلس عاملہ اور مربیان کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی جو پونے دو بجے تک جاری رہی۔ حضور انور نے باری باری تمام سیکرٹریان سے ان کے کام کے بارہ میں دریافت فرمایا اور موقع پر ساتھ ساتھ ہر سیکرٹری کو ہدایات دیں اور بتایا کہ آپ کی کیا ذمہ داری ہے۔ آپ نے کس طرح کام کرنا ہے۔ آپ کے کام میں جو خلاء ہیں ان کو کس طرح دور کرنا ہے اور آئندہ کیسے کام کرنا ہے۔ حضور انور نے تمام شعبوں کا تفصیل سے جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ عاملہ کے ہر شعبہ کو فعال ہونا چاہئے۔ پوری منصوبہ بندی کے ساتھ کام کو آگے بڑھائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام مربیان سے باری باری ان کے علاقہ جات ریجنز میں کام کا تفصیلی جائزہ لیا اور نومبائعین سے رابطوں کے بارہ میں ہدایات دیں اور فرمایا آپ سب نے ہر ایک جماعت تک پہنچنا ہے اور نئے آنے والوں سے رابطہ قائم رکھنا ہے حضور انور نے فرمایا ان رابطوں کے ساتھ ساتھ نومبائعین کو چندہ کے نظام میں بھی شامل کریں۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ تربیت کا کام بے حد ضروری ہے۔ یہ سارا سال جاری رہنا چاہئے۔ باقاعدہ ٹیمیں بنائیں جو سارا سال تربیت کے کام پر مامور رہیں اور دعوت الی اللہ کے پروگرام اپنی جگہ پر جاری رہیں۔

یہ میٹنگ پونے دو بجے ختم ہوئی اس کے بعد حضور انور واپس مشن ہاؤس تشریف لے آئے۔ جہاں سے سوا دو بجے سمندر کے کنارے ایک تفریحی پروگرام کیلئے روانگی ہوئی۔ وہاں پہنچ کر پونے تین بجے حضور انور نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ اور دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ اس پروگرام میں تمام مربیان ڈاکٹرز صاحبان اور ان کی فیملیز شامل ہوئیں۔ جماعت کے مقامی عہدیداران نے بھی شرکت کی۔

بینن میڈیا پریس سے ملاقات

اسی جگہ پر شام پونے چھ بجے بینن میڈیا پریس کے ساتھ ایک ملاقات کا پروگرام تھا۔ اس پروگرام میں T.V ریڈیو اور اخبارات کے 41 جرنلسٹس شامل ہوئے۔ حضور انور باری باری ان سب نمائندگان سے ملے۔ امیر صاحب بینن نے حضور انور کا تعارف کروایا اور بینن (Benin) میں آمد اور دورہ کا مقصد بتایا۔ حضور انور نے آخر پر ان سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ چائے اور مشروبات سے ان مہمانوں کی تواضع کی گئی۔

بعد ازاں حضور انور کچھ دیر کے لئے ساحل سمندر پر تشریف لے گئے اور مربیان سے گفتگو فرماتے رہے۔

بعض دیگر میٹنگز

پونے سات بجے یہاں سے بیت احمدیہ Cotonou کے لئے روانگی ہوئی جہاں حضور انور نے نماز مغرب وعشا جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد آٹھ بجے نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ اور نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ علیحدہ علیحدہ میٹنگ ہوئی۔ حضور انور نے ان دونوں تنظیموں کے کام کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے فرمایا دستور اساسی کے مطابق عہدے بنا کر کام کریں اور ہر ماہ اپنی رپورٹس مجھے بھجوائیں۔ حضور انور نے دونوں مجالس عاملہ کی تفصیل سے رہنمائی فرمائی اور ہدایات دیں۔

عشائیہ اور عمائدین سے ملاقاتیں

اس کے بعد رات نو بجے حضور انور ایک تقریب عشائیہ میں شرکت کیلئے Marina Hotel تشریف لے گئے اور آنے والے مہمانوں سے ملاقات کی۔ اس تقریب میں

☆ میئر آف Parakou (یہ صاحب صدر میئرز ایسوسی ایشن آف بینن بھی ہیں)

☆ ڈائریکٹر ملٹری کیبنٹ پریذیڈنٹ آف بینن مع اپنی اہلیہ کے شامل ہوئے۔

☆ ایئر فورس کے چیف جنرل

☆ پریذیڈنٹ ریپبلک آف بینن کے ٹیکنیکل ایڈوائزر

☆ وائس ڈائریکٹر جنرل آرمی بینن

☆ پریذیڈنسی سیکیورٹی کے ہیڈ اور سپریم کورٹ کے جج وغیرہ شامل ہوئے۔

اس کے علاوہ زندگی کے دوسرے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمان بھی موجود تھے۔ یہ پروگرام رات گیارہ بجے تک جاری رہا۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی اور یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد حضور انور Cotonou سے مشن ہاؤس Portonovo تشریف لے گئے۔ رات ساڑھے گیارہ بجے مشن ہاؤس پہنچے۔

میئر آف Parakou (بینن) نے جو اس تقریب میں شامل تھے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ جب حضور انور بورکینا فاسو میں تھے تو وہاں کے میئر نے مجھے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہمارے ملک میں ہیں اور ہم نے اس طرح ان کا استقبال کیا ہے اور اعزاز دیا ہے۔

اس پر بینن کے اس میئر نے کہا کہ میں نے اسے یہ جواب دیا کہ جب خلیفۃ المسیح ہمارے ملک آئیں گے تو دیکھنا ہم ان کا کس طرح استقبال کرتے ہیں۔ چنانچہ اس میئر نے پیراکو شہر سے پانچ میل باہر آکر مین ہائی وے پر حضور انور کا استقبال کیا اور پھر حضور انور کو گورنر کے ساتھ مل کر ہوٹل تک چھوڑنے آئے۔ آپ اس تقریب کے لئے پیراکو سے 450 کلومیٹر کا سفر طے کر کے پہنچے تھے۔ Parakou میں جماعت کے پاس ہسپتال کے لئے 6 ہزار مربع میٹر زمین تھی۔ اس میئر نے 20 ہزار مربع میٹر مزید زمین جماعت احمدیہ کو

دینے کا اعلان کیا اور اپنے اعلان میں کہا کہ میں یہ زمین اس لئے جماعت احمدیہ کو دے رہا ہوں کہ اگر کوئی جماعت اس ملک میں انسانیت کی خدمت کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔ ریڈیو پر میئر کا یہ اعلان نشر ہوا۔

11 اپریل 2004ء

آج بینن سے نائیجیریا کیلئے روانگی کا دن تھا۔

صبح چھ بجے حضور انور نے نماز فجر پڑھائی۔ 9:00 بجے بینن، نائیجیریا، ٹوگو اور ساؤٹومے کے مربیان کے ساتھ میٹنگ ہوئی جس میں حضور انور نے مربیان کو بعض امور سے متعلق ہدایات دیں اور رہنمائی فرمائی۔ یہ میٹنگ بیس منٹ تک جاری رہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نائیجیریا کے لئے روانگی سے قبل مشن ہاؤس کے احاطہ میں ناریل کا ایک پودا لگایا۔

نائیجیریا کے لئے روانگی

سوا دس بجے احمدیہ مشن ہاؤس پورٹونووو (Portonovo) بینن سے نائیجیریا کے لئے روانگی ہوئی۔ اس موقع پر حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد مشن ہاؤس سے باہر جمع تھی۔ ٹوگو سے آنے والا وفد بھی موجود تھا۔ حضور انور نے ان سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا احباب جماعت کے چہرے اداس تھے۔ سبھی احباب کے مصافحہ کے بعد حضور انور نے بڑی پرسوز دعا کروائی اور قافلہ نعرہ ہائے تکبیر، احمدیت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں نائیجیریا کے لئے روانہ ہوا۔

سرکاری نام:

وفاقی جمہوریہ نائیجیریا

(Federal Republic of Nigeria)

پرانا نام:

ہاؤسا لینڈ

وجہ تسمیہ:

اس کا نام سب سے بڑے دریا نائیجر سے ماخوذ ہے۔ ''نائیجر'' کے معنی ہیں ''عظیم دریاؤں کی سرزمین''

حدود اربعہ:

اس کے شمال میں نائیجر، شمال مشرق میں جھیل چاڈ، مشرق میں کیمرون، جنوب میں خلیج گنی، مغرب میں بینن واقع ہیں۔

جغرافیائی صورتحال:

نائیجیریا مغربی افریقہ کے جنوبی ساحل پر واقع ہے۔ اس کی مشرق سے مغرب لمبائی 1287 کلومیٹر اور شمال سے جنوب چوڑائی 1050 کلومیٹر ہے۔ ارضی ساخت کے لحاظ سے ملک کا شمالی حصہ ایک وسیع سطح مرتفع ہے جس کو ہاؤسا لینڈ بھی کہتے ہیں۔ اس کا ڈھلان شمال سے جنوب کی طرف ہے۔ وسطی حصے میں مغرب سے مشرق تک دریائے نائیجر اور اس کی معاون ندیوں کی زرخیز وادی ہے۔ جنوبی حصہ ڈیلٹائی ہے جو دریاؤں کی لائی ہوئی زرخیز مٹی سے بنا ہے۔

وفاقی جمہوریہ نائیجیریا۔ عظیم دریاؤں کی سرزمین

ساحلی علاقہ گہرا دلدلی ہے جس کی گہرائی 10 سے 60 میل تک ہے۔ ساحل 853 کلومیٹر ہے۔

رقبہ:

9,23,768 مربع کلومیٹر

آبادی:

12 کروڑ 50 لاکھ نفوس (1998ء)

دارالحکومت:

ابوجہ Abuja

بلندترین مقام:

ووگل Vogel (2042 میٹر)

بڑے شہر:

لیگوس۔ عبادان۔ کانو۔ سوکوٹو۔ آبا۔ پورٹ ہارکورٹ۔ ابوکوٹا۔ کالابر۔ ایڈی۔ اینوگو۔ کاڈونا۔ زاریا۔ موشین۔

سرکاری زبان:

انگریزی (ہاؤسا۔ یوروبا۔ ایبو)

مذاہب:

مسلم 50 فیصد۔ عیسائی 38 فیصد۔ ارواح پرست 10 فیصد

اہم نسلی گروپ:

(250 نسلی قبائل) ہاؤسا 20 فیصد۔ یوروبا 20 فیصد۔ ایبو 17 فیصد۔ فولانی 9 فیصد (ایڈو۔ اجاو۔ نوپے۔ ٹیو۔ کانوری)

یوم آزادی:

یکم اکتوبر 1960ء

رکنیت اقوام متحدہ:

7/ اکتوبر 1960ء

کرنسی یونٹ:

نائرہ Naira=100 کوبو

(سنٹرل بینک آف نائیجیریا 1958ء)

انتظامی تقسیم:

30 ریاستیں۔ ایک دارالحکومت

موسم:

وسیع و عریض ہونے کی وجہ سے موسم میں رنگا رنگی پائی جاتی ہے البتہ موسم زیادہ گرم مرطوب ہوتا ہے۔ اپریل تا اکتوبر بارشیں ہوتی ہیں۔

اہم زرعی پیداوار:

کوکو۔ تمباکو۔ پام۔ مونگ پھلی۔ کپاس۔ سویابین۔ جوار۔ دالیں۔ گنا۔ ربڑ۔ ناریل۔ کیلا۔ چاول

اہم صنعتیں:

خام تیل۔ فوڈ پروسیسنگ۔ گاڑیوں کی اسمبلنگ۔ ٹیکسٹائل۔ سگریٹ۔ جوس۔ پلائی وڈ۔ سیمنٹ۔ سرامک۔ بجلی کا سامان

اہم معدنیات:

تیل۔ گیس۔ کوئلہ۔ لوہا۔ چونا۔ جست۔ سونا۔ زنک (قلعی کی پیداوار میں یہ دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے)

مواصلات:

قومی فضائی کمپنی ''نائیجیریا ایئرویز'' (WAAC) (14 ہوائی اڈے) لیگوس۔ پورٹ ہارکورٹ۔ واری۔ کالابر بڑی بندرگاہیں ہیں۔

تاریخی پس منظر

نائیجیریا کے موجودہ علاقے میں لوگ ہزاروں سال قبل بھی آباد تھے۔ اس کے مختلف حصوں سے ماہرین آثار قدیمہ نے چار ہزار سال پہلے کے پتھر کے اوزار اور ہتھیار دریافت کئے۔ انسانی ڈھانچے، کھوپڑیاں، چٹانوں پر پینٹنگ، لوہے کے آلات اور دیگر قبل از تاریخ کی باقیات بھی جوس Jos شہر کے جنوب مغرب میں دریافت ہوئے۔ بعض جغرافیہ دانوں کا خیال ہے کہ نائیجیریا میں انسانی آبادی کا آغاز 7000 ق م میں ہوا تھا۔ 500 ق م سے 200ء تک وسطی نائیجیریا کے علاقے میں نوک (Nok) تہذیب نے پرورش پائی۔

قرون وسطیٰ کے دوران نائیجیریا کا شمالی علاقہ منظّم ریاستوں کی آماجگاہ تھا۔ 8ویں صدی عیسوی میں جھیل چاڈ کے جنوب مغرب کا علاقہ کانم بورنو (Kanem -Bornu) سلطنت کا حصہ تھا۔ اس سلطنت نے 1086ء میں اسلام رائج کیا۔

1000ء کے لگ بھگ کئی ہاؤسا (Huasa) ریاستیں بورنو کے مغربی علاقے میں پروان چڑھیں۔ ان میں کانو Kanu اور کاٹسینا Katsina اہم تھیں۔ تقریباً 1300ء کے دوران بورنو اسلامی ثقافت کا اہم مرکز تھا۔ ادریس علومہ کی قیادت میں بورنو آزاد سلطنت کی شکل اختیار کرگئی۔ ادریس نے اپنی حکمرانی کئی مشرقی ہاؤسا (Hausa) ریاستوں تک بڑھائی جو کہ بورنو کے مغربی علاقے میں موجود تھیں۔ بورنو سلطنت کی تجارت شمالی افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے ممالک سے قائم تھی۔

16 ویں صدی کے آخر میں کانو، کیبی اور کچھ دوسری ہاؤسا ریاستیں مالی کی سونگھائی ایمپائر کا حصہ بن گئیں جبکہ کچھ ریاستوں نے آزادی حاصل کرلی اور 19 ویں صدی کے شروع تک پھلتی پھولتی رہیں۔

رفتہ رفتہ فولانی قبائلیوں نے زور پکڑا۔ وہ فولانی مسلم لیڈر عثمان دان فودیو کی قیادت میں منظر عام پر آئے۔ 19 ویں صدی کے آغاز پر عثمان نے ہاؤسا ریاستوں کے ساتھ جنگ کا اعلان کردیا۔ جلد ہی ان کی فوجوں نے شمالی نائیجیریا پر کنٹرول حاصل کرلیا۔ عثمان نے تمام ہاؤسا ریاستوں کو زیر کرکے ہاؤسا لینڈ سلطنت قائم کی۔ بعد ازاں عثمان نے علاقے کو مسلم ایمپائر (خلافت سوکوتو) کا نام دیا اور خود امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔ ملک کے جنوبی حصے میں یوروبا (Yoruba) قبائل کی اپنی ریاستیں قائم تھیں۔ دوسری ریاستوں کی نسبت یوروبا کے علاقے میں زیادہ ترقی یافتہ ثقافت کی ترویج ہوئی۔ 1817ء میں امیر المومنین عثمان کا انتقال ہوا تو ان کی جگہ محمد بیلو امیر المومنین بنے۔

پرتگالی پہلے یورپی تھے جو نائیجیریا پہنچے انہوں نے بینن کی سرحد کے قریب اپنے تجارتی مرکز قائم کئے۔ بعد ازاں انگریزوں اور دوسرے یورپی غلاموں کے تاجروں نے دریائے نائیجر کے علاقے میں تجارتی سٹیشن قائم کئے۔ ان لوگوں نے غلاموں کی تجارت شروع کی۔

دریائے نائیجر کے علاقے میں وسائل تلاش کرنے کی مہم کے سلسلے میں سب سے پہلے جو یورپی داخل ہوا وہ غالباً سکاٹ لینڈ کا سیاح مونگو پارک تھا جو 96-1795ء میں آیا۔ ان کے بعد برطانوی مہم جو رچرڈ لیمون لانڈر اور جان لانڈر 31-1830ء میں یہاں پر آئے۔ چنانچہ انگریز علاقے کی تجارت پر چھا گئے۔ اس دوران پام آئل کی صنعت علاقے کی اہم تجارت بن گئی اور ڈیلٹا کا علاقہ Oil Rivers کے نام سے جانا جانے لگا۔ برطانوی تاجر لیگوس میں آباد ہوچکے تھے۔ 1808ء میں برطانیہ نے یہاں غلاموں کی تجارت ممنوع قرار دے دی۔

1851ء میں برطانیہ نے لیگوس بندرگاہ پر قبضہ کرکے علاقے میں اپنا اثر و نفوذ بڑھانے کی کوشش کی۔ 1861ء میں لیگوس برطانوی کالونی بن گیا۔ مقامی سرداروں کے ساتھ کئی معاہدوں کے بعد جنوبی نائیجیریا میں ''برٹش آئل روِرز'' کے نام سے برطانیہ کے زیر حفاظت علاقے کا قیام عمل میں آیا۔ برطانیہ نے اس علاقے کی حفاظت کے لئے ''رائل نائیجر کمپنی'' قائم کی۔ 1886ء میں کمپنی نے ایک چارٹر کے تحت منظوری دی کہ زیر حفاظت علاقے کی حکومت کمپنی کے پاس ہوگی۔ 1888ء میں برطانیہ کو پتہ چلا کہ فرانس اس علاقے پر قبضہ کرنا چاہتا ہے تو اس نے مقامی سرداروں سے مزید معاہدے کرلئے۔ 1893ء میں زیر حفاظت علاقے کا نام ''نائیجر کوسٹ زیر حفاظت علاقہ'' رکھا گیا۔

1897ء میں جنوب مغرب میں واقع سلطنت دھومی (بینن) کا علاقہ بھی اس میں شامل کردیا گیا بعد ازاں اس کا پھیلاؤ جنوب مشرق تک ہوگیا۔ یکم جنوری 1900ء کو کمپنی کا حکمرانی کا چارٹر منسوخ ہوگیا۔ اسی سال برطانیہ نے شمالی نائیجیریا کو بھی اپنا زیر حفاظت علاقہ قرار دے دیا۔ 1901ء سے 1903ء میں برطانوی فوجوں نے تمام شمالی علاقہ فتح کرلیا۔ 1903ء میں ہی برطانیہ نے مسلمانوں کے مضبوط گڑھ کانو (Kano) پر قبضہ کرلیا۔ 1906ء میں جنوبی نائیجیریا کا تمام علاقہ جس میں لیگوس بھی شامل تھا برٹش کالونی بن گئے۔ تمام علاقوں کے باشندوں خصوصاً شمالی نائیجیرین نے برطانوی حکمرانی کی شدید مخالفت کی لیکن انگریزوں نے انہیں شکست دی۔

یکم جنوری 1914ء کو برطانوی تسلط مکمل ہوگیا۔ جب برطانیہ نے شمالی اور جنوبی نائیجیریا کو متحد کرکے ایک علاقے نائیجیریا کی شکل دی اور اسے کالونی وزیر حفاظت علاقے کا نام دیا۔ لیگوس اس کالونی کا دارالحکومت بنا۔ سر فریڈرک لوگرڈ متحدہ نائیجیریا کا پہلا گورنر جنرل تھا۔ اس نے روایتی قبائلی سرداروں یا کونسلوں کی مقامی حکومتی پالیسیاں بحال کیں۔ یہ کام برطانوی انتظامیہ کے مشورے سے ہوتے تھے۔

1920ء کی دہائی میں مقامی باشندوں نے حکومت میں نمائندگی کا مطالبہ شروع کیا۔ 1922ء میں لیگ آف نیشنز نے کیمرون کا مینڈیٹ بھی برطانیہ کو دے دیا۔ اسی سال نائیجیرین قانون ساز کونسل قائم ہوئی۔ جس کو کالونی آف لیگوس پر قانون سازی کا محدود اختیار دے دیا گیا۔ جنوبی صوبے کی اسمبلی کا افتتاح ہوا۔ شمالی صوبے برطانوی گورنر کی حاکمیت کے تحت برقرار رہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد عوام نے داخلی خودمختاری کا مطالبہ کیا۔ 1946ء میں برطانیہ نے نائیجیریا کو تین علاقوں (شمال، مغرب، مشرق) میں تقسیم کردیا۔ یکم جنوری 1947ء کو برطانیہ نے اسے پہلا آئین عطا کیا جس کے تحت ہر علاقے کی اپنی اسمبلی قائم ہوئی جو کہ نائیجیرین اور برطانوی ارکان پر مشتمل تھی۔ بعد ازاں آئین میں کئی تبدیلیاں ہوئیں جس کے تحت نائیجیریا میں وفاقی طرز حکومت قائم کردیا گیا۔ 1951ء میں برطانیہ نے حکومت کے کچھ اختیارات مقامی لوگوں کو سونپ دیئے۔

یکم اکتوبر 1954ء کے آئین کے تحت اسمبلیوں کے اختیارات بڑھا دیئے گئے اور نائیجیریا کو فیڈریشن کا درجہ دے دیا گیا۔ وفاق میں یہ علاقے شامل ہوئے۔ 1۔ شمالی نائیجیریا 2۔ مغربی نائیجیریا 3۔ وسطی مغربی نائیجیریا 4۔ مشرقی نائیجیریا 5۔ لیگوس کا وفاقی علاقہ۔ ہر علاقے کو حق انتخاب اور داخلی حکومت کی حیثیت دی گئی۔ 1956ء میں ملک میں تیل دریافت ہوا۔

1957ء میں اسے داخلی خودمختاری ملی۔ شمالی لیڈر سر ابوبکر تفاوا بلیوا (پ 1912ء) فیڈریشن کے پہلے وزیراعظم بنے۔ 1959ء کے انتخابات میں ابوبکر وزیراعظم منتخب ہوگئے۔ یکم اکتوبر 1960ء کو دولت مشترکہ کے اندر نائیجیریا آزاد ملک بن گیا۔ سر ابوبکر تفاوا بلیوا وزیر اعظم اور نامدی آزیکوے (Nnamdi Azikiwe) (پ 16 نومبر 1904ء) پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ نائیجیریا کو آئینی بادشاہت قرار دیا گیا۔ ملکہ برطانیہ ایلزبتھ دوم ملک کی ہیڈ آف سٹیٹ تھیں۔ گورنر جنرل

ملکہ کا نمائندہ تھا۔

12،11 فروری 1961ء کو سابقہ برطانوی کیمرون کا شمالی حصہ نائیجیریا میں شامل ہوگیا کیونکہ ریفرنڈم میں عوام نے نائیجیریا میں شمولیت کے لئے ووٹ دیا تھا۔ آزادی کے ابتدائی مہینوں میں ملک کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نسلی دشمنیوں، سیاسی اور مذہبی تفریق کی وجہ سے فیڈریشن کے اتحاد کو کافی دھچکا لگا۔ 1962ء میں مغربی حصے میں ایک بڑا سیاسی بحران کھڑا ہوگیا جہاں یوروبا نسل کے لوگوں اور سیاسی جماعت ''ایکشن گروپ'' کا تسلط تھا۔

یکم اکتوبر 1963ء کو نائیجیریا کو وفاقی جمہوریہ قرار دے دیا گیا۔ گورنر جنرل نامدی آزیکوے پہلے صدر مقرر ہوئے۔ اکتوبر 1965ء میں آزاد نائیجیریا کے پہلے عام انتخابات ہوئے۔ سر ابوبکر دوبارہ وزیراعظم منتخب ہوگئے۔ 15 جنوری 1966ء کو ملک کا پہلا فوجی انقلاب برپا ہوا۔ 25 نوجوان فوجی افسروں کے گروپ کی قیادت آرمی کمانڈر انچیف میجر جنرل جانسن آگوئی ارونسی Johnson Aguiyi Ironsi کررہا تھا۔ اس خونی انقلاب میں وزیراعظم سر ابوبکر تفاوا (54) کو قتل کردیا گیا۔ ان کے ساتھ شمالی نائیجیریا کے وزیراعلیٰ الحاج احمدو وبیلو، مغربی نائیجیریا کے وزیراعلیٰ اکنٹولا، فوج کے ایڈجوٹنٹ جنرل جیک پام اور دیگر اعلیٰ عہدیداروں کو بھی قتل کردیا گیا۔ جنرل جانسن نے 17 جنوری کو فوجی حکومت قائم کردی۔ مئی میں اس نے حکومت کا وفاقی نظام ختم کردیا اور مضبوط مرکزی حکومت قائم کی اور اپنے قبیلے IGBO کے کئی ارکان کو اپنا مشیر مقرر کیا۔ شمالی علاقے کے ہاؤسا قبائل نے اس تبدیلی اور اگبو کے تمام ملک پر کنٹرول کو تسلیم نہ کیا چنانچہ ہاؤسا اور اگبو کے درمیان خانہ جنگی شروع ہوگئی اور ہزاروں اگبو قتل کردیئے گئے۔

جون 1966ء میں فوجی حکومت نے آئین معطل کرکے ''سپریم ملٹری کونسل'' بنادی۔ سیاسی جماعتیں اور قبائلی جرگے ختم کردیئے گئے۔ 29 جولائی 1966ء کو شمالی آرمی افسروں کے گروپ نے انقلاب برپا کرکے جنرل جانسن (42) کو قتل کردیا۔ آرمی چیف آف سٹاف میجر جنرل یعقوبو گوون Yakubu Gowon (پ 19 اکتوبر 1934ء) نے اقتدار سنبھال لیا۔ 31 اگست کو فوجی صدر نے وفاقی طرز حکومت بحال کردیا۔ مشرقی ریاست کے فوجی گورنر کرنل اوڈومیگو اوجوکو نے یعقوبو گوون کو سربراہ تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ ادھر اگبو قبائل نے وفاق توڑنے کی دھمکی دے دی۔ ستمبر میں شمالی علاقے میں ہاؤسا قبائلیوں نے اگبو قبائل پر حملہ کرکے ان کے 30 ہزار افراد ہلاک کردیئے۔ چنانچہ خانہ جنگی شروع ہوئی۔

27 مئی 1967ء کو فوجی صدر نے نیا آئین نافذ کیا۔ جس کے تحت ملک کے چار سیاسی علاقوں کو 12 ریاستوں میں تبدیل کردیا گیا۔ کرنل اوجوکو (Ojukwu) نے اس اقدام کو بھی تسلیم نہ کیا کیونکہ اس کے مشرقی حصے کو تین ریاستوں میں تقسیم کردیا گیا تھا۔ چنانچہ 30 مئی 1967ء کو اوجوکو نے مشرقی علاقے (رقبہ 29,484 مربع میل) کو آزاد جمہوریہ بیافرا Biafra قرار دے کر یکطرفہ آزادی کا اعلان کردیا۔

نائیجیریا کی وفاقی حکومت نے اس علیحدہ ہونے والی ریاست کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ چنانچہ 6 جولائی 1967ء کو بیافرا کے دستوں اور وفاقی فوجوں کے درمیان خونریز خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ ابتدا میں بیافرا کو کچھ کامیابی ہوئی لیکن جلد ہی وفاقی فوجوں نے باغیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کردیا۔ 1968ء میں بیافرا چاروں جانب سے محصور ہوگیا۔ اناج کی سپلائی رک جانے سے پانچ لاکھ افراد بھوک و بیماری کا شکار ہوکر مرگئے۔ ''افریقی اتحاد کی تنظیم'' (OAU) نے جنگ بند کرانے کی کوشش کی مگر اسے کامیابی نہ ہوسکی۔

دنیا کے بیشتر ممالک نے وفاقی نائیجیریا کی حکومت کا ساتھ دیا۔ برطانیہ اور روس نے اسے اسلحہ فراہم کیا جبکہ گیبون، آئیوری کوسٹ، زیمبیا اور تنزانیہ نے بیافرا کی ریاست کو تسلیم کیا۔ فرانس بھی ہتھیاروں سے اس کی مدد کرتا رہا۔ وفاقی فوج کا پلہ بھاری رہا۔ دسمبر 1969ء میں بیافرا کو مکمل شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ پورے علاقے پر وفاقی افواج کا قبضہ ہوگیا۔ بالآخر 11 جنوری 1970ء کو 31 ماہ کی خانہ جنگی کے بعد اوجوکو آئیوری کوسٹ فرار ہوگیا۔ 15 جنوری کو بیافرن کمانڈر نے باقاعدہ طور پر لیگوس میں ہتھیار ڈال دیئے۔ مشرقی علاقے میں زندگی معمول پر آئی تو نائیجیریا نے اقتصادی پیداوار کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ آئل انڈسٹری نے ترقی کی۔ تیل سے مالا مال علاقے مشرقی نائیجیریا کی بدولت نائیجیریا امیر ترین ملک بن گیا اور دنیا میں تیل پیدا کرنے والا پانچواں بڑا ملک قرار پایا۔

تیل کی دولت سے حکومت نے متعدد ترقیاتی پروگرام شروع کئے جس سے عوام کا معیار زندگی بلند ہوا۔ ملک ترقی کرتا رہا لیکن سیاسی بےچینی برقرار رہی۔ مارچ 1974ء میں حکومت نے تمام املاک کو سرکاری تحویل میں لے لیا۔ 29 جولائی 1975ء کو ایک فوجی انقلاب میں یعقوبو گوون کا اس وقت تختہ الٹ دیا گیا جب وہ ایک سفارتی مشن پر یوگنڈا میں تھے۔ نائیجیریا کی مسلح افواج کے کمانڈر انچیف بریگیڈیئر جنرل مرتضیٰ رماط محمد (پ 1937ء) نے اقتدار سنبھال لیا۔ جنرل مرتضیٰ نے حکومت کا نظم ونسق چلانے کے لئے 22 رکنی ''سپریم ملٹری کونسل'' (SMC) تشکیل دی لیکن یہ ایک کمزور حکومت تھی اور ملکی حالات پر قابو پانے میں ناکام رہی۔

13 فروری 1976ء کو فوجی افسروں کے گروپ نے حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی لیکن وہ اس میں ناکام رہے لیکن صدر محمد نے خود کو گولی مار کر ہلاک کرلیا۔ لیفٹیننٹ جنرل اولوسیگن اوبانجو Olusegun Obasanjo نے اقتدار سنبھالا۔ 1976ء میں ہی اس حکومت نے 12 کے بجائے 19 ریاستیں تشکیل دیں اور لیگوس کی جگہ ابوجہ کو دارالحکومت قرار دینے کا منصوبہ بنایا گیا۔

1978ء میں نیا آئین تشکیل پایا۔ اس آئین کے تحت اگست 1979ء میں صدارتی انتخاب منعقد ہوئے۔ جن میں الحاج شیخو شگاری (پ 1925ء) صدر منتخب ہوئے۔ یکم اکتوبر کو دوسری جمہوریہ کا افتتاح ہوا۔ شگاری نے صدر کا عہدہ سنبھال لیا اور اس کے ساتھ ہی آئین باقاعدہ نافذ ہوگیا۔ اس طرح 13 سال کی فوجی حکومت کے بعد ملک میں جمہوریت قائم ہوئی۔ شگاری نے اپنے جانشینوں کی طرح تیل کی آمدنی کو ترقیاتی پروگراموں پر خرچ کیا۔ شگاری نے سبز انقلاب لانے کی کوشش کی۔ 1980ء میں تیل کی آمدنی 20 بلین ڈالر تھی جو 1982ء میں کم ہوکر دس بلین ڈالر رہ گئی اور نائیجیریا قرضے ادا کرنے کے قابل نہ رہا۔ جنوری 1983ء میں حکومت نے حکم جاری کیا کہ غیر ہنرمند غیرملکی ملک سے نکل جائیں چنانچہ دس لاکھ لوگ ملک سے چلے گئے۔ اگست 1983ء کے صدارتی انتخابات میں شگاری دوبارہ صدر منتخب ہوگئے۔ ان کی جماعت ''نیشنل پارٹی آف نائیجیریا'' (NPN) نے وفاقی اسمبلی اور ریاستی اسمبلیوں میں مضبوط اکثریت حاصل کی۔

ملک کی اقتصادی حالت بدستور خراب تھی چنانچہ انتخابات کے چند ماہ بعد 31 دسمبر 1983ء کو میجر جنرل محمد بوہاری (پ 13 دسمبر 1942ء) نے شگاری حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ یکم جنوری 1984ء کو جنرل بوہاری نے قومی اسمبلی کی جگہ سپریم ملٹری کونسل تشکیل دی۔ وہ اس کے چیئرمین اور ہیڈ آف سٹیٹ بنے۔ آئین معطل کردیا گیا۔ 9 فروری 1984ء کو نیا آئین نافذ ہوا۔ بوہاری نے سختی سے سادگی پروگرام رائج کیا۔ جس سے کئی لوگ منحرف ہو گئے۔ 27 اگست 1985ء کو چھٹا فوجی انقلاب برپا ہوا۔ میجر جنرل محمد ابراہیم بداموسی بابا نگیڈا (پ 17 اگست 1941ء) ہیڈ آف سٹیٹ بنے۔ آرمی چیف و فوجی سربراہ نے ''آرمڈ فورسز رولنگ کونسل'' (AFRC) تشکیل دی۔

بابا نگیڈا Babangida نے فوجی افسروں پر مشتمل کونسل تشکیل دی اور صوبوں میں فوجی گورنر تعینات کئے۔ انہوں نے بیشتر غیر مقبول احکامات منسوخ کردیئے۔ بابا نگیڈا نے نئے قرضوں کے لئے مذاکرات کئے اور اقتصادیات کو ترقی دی۔ صدر نے 1992ء تک سویلین حکومت بحال کرنے کا وعدہ کیا۔ مئی 1989ء میں نیا آئین نافذ ہوا اور صدارتی حکم کے تحت سیاسی جماعتوں پر پابندی ختم کردی گئی۔ ملک کی پانچ بڑی سیاسی جماعتیں تھیں۔ ''نائیجیرین نیشنل کانگرس'' (NNC)، ''پیپلز سالیڈیریٹی پارٹی'' (PSP)، دی لبرل کنونشن (LC)، ''پیپلز فرنٹ آف نائیجیریا'' (PFN)، نائیجیرین لیبر پارٹی (NLP)

1987ء میں ریاستوں کی تعداد 19 سے 21 کردی گئی۔ 7 اکتوبر 1989ء کو صدر ابراہیم نے اچانک اعلان کیا کہ حکمران کونسل کے فیصلے کے تحت صرف دو جماعتوں ''سوشل ڈیموکریٹک پارٹی'' (SDP) اور ''نیشنل ری پبلکن کنونشن'' (NRC) کو کام کرنے کی اجازت ہوگی۔

جنوری 1990ء میں صدر ابراہیم کے دست راست لیفٹیننٹ جنرل بالی نے بطور احتجاج وزارت داخلہ سے استعفیٰ دے دیا۔ ان کا تعلق ایک طاقتور عیسائی فرقے سے تھا۔ اپریل میں عالمی بینک سے 120 ملین ڈالر کے نئے قرضے کے خلاف طلباء نے ملک گیر مظاہرے شروع کردیئے۔ ملک کی تین بڑی یونیورسٹیاں بند کردی گئیں۔ حکومت ابھی اس بحران کا شکار تھی کہ صدر کے خلاف بغاوت ہوگئی۔ باغیوں نے لیگوس کے قومی ریڈیو سٹیشن پر قبضہ کرلیا۔ تاہم فوج نے بغاوت کو ناکام بنادیا۔

19 اپریل 1991ء کو شمال مشرق شہر باؤچی (Bauchi) میں مسلم کش فسادات میں 500 افراد ہلاک اور 30 عمارتیں تباہ ہوگئیں۔

اگست 1991ء میں مزید 9 ریاستیں تشکیل دی گئیں اس طرح ان کی تعداد 30 ہوگئی اور ابوجہ کو ملک کا سرکاری دارالحکومت قرار دیا گیا۔ جولائی 1992ء کے پارلیمانی انتخابات میں صدر ابراہیم کی (SDP) نے کامیابی حاصل کی۔ 23 جون 1993ء کو صدر ابراہیم نے صدارتی انتخابات منعقد کرائے جن میں (SDP) کے امیدوار، ارب پتی تاجر اور اپوزیشن لیڈر موشود ابیولا Moshood Abiola نے کامیابی حاصل کی تھی لیکن صدر نے نتائج کو کالعدم قرار دے دیا اور منتخب صدر کو اقتدار دینے سے انکار کردیا۔ چنانچہ ملک میں شدید مظاہروں نے جنم لیا۔ تیل کے مزدوروں نے ہڑتال کردی۔ بالآخر صدر ابراہیم نے مستعفی ہونے پر رضامندی ظاہر کردی اور اگست 1993ء میں صدر کا عہدہ ارینسٹ شونیکان Ernest Shonekan (پ 1936ء) کے حوالے کرکے رخصت ہوگئے۔ یہ ایک عبوری حکومت تھی، لیکن ملک میں سیاسی عدم استحکام اور بےچینی پیدا ہوچکی تھی۔

17 نومبر 1993ء کو وزیر دفاع و آرمی چیف جنرل سانی اباچہ Sani Abacha (پ 1943ء) نے عبوری حکومت کو برطرف کرکے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ صدر ارنسٹ نے استعفیٰ دے دیا۔ 20 نومبر کو اباچہ نے تمام سیاسی ادارے توڑ دیئے اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کردی۔ 1989ء کا آئین منسوخ کرکے 1978ء کا آئین بحال کردیا گیا۔

فروری 1994ء میں نائیجیریا اور کیمرون کے درمیان شدید سرحدی جھگڑا کھڑا ہوگیا جب نائیجیرین فوجوں نے کیمرون کے تیل سے مالا مال علاقے جزیرہ نما باکاسی پر قبضہ کرلیا۔ کیمرون یہ معاملہ عالمی عدالت انصاف میں لے گیا۔ مارچ میں دونوں ممالک کے مابین مذاکرات شروع ہوئے۔ مئی میں حکومت نے سیاسی اصلاحات اور قومی آئینی کانفرنس کے تحت انتخابات کا اعلان کیا۔ جمہوریت پسند گروپوں نے اس کا بائیکاٹ کیا اور اباچہ پر زور دیا کہ وہ اختیارات موشود ابیولا کو منتقل کردیں۔ 12 جون 1994ء کو بغاوت کی کوشش ہوئی اور موشود ابیولا نے خود کو منتخب صدر اور حکمران قرار دے دیا جواباً حکومت نے ابیولا کو گرفتار کرلیا۔ ابیولا کی گرفتاری سے مظاہرے پھوٹ پڑے۔ تیل کی صنعت میں ہڑتال ہوگئی۔ اقتصادی حالت خراب ہوئی اور تیل کی پیداوار کم ہوگئی۔ ستمبر میں مظاہروں کا سلسلہ اس وقت ختم ہوا جب اباچہ نے یونین لیڈروں کو گرفتار کرلیا۔ اخبارات پر سخت سنسر لگادیا گیا۔ اباچہ نے نائیجیریا پر مطلق العنان حکمرانی کا آغاز کردیا۔ اباچہ نے بےحد کرپشن کی اور ملکی وسائل کو بےدردی سے لوٹا۔

8 فروری 1995ء کو اباچہ نے سول کابینہ توڑ دی اور مارچ میں سابقہ فوجی صدر اولوسیگن اوبانجو (پ 5 مارچ 1937ء) کو گرفتار کرلیا گیا۔ فوجی عدالت نے انہیں

عمر قید کی سزا سنائی۔ لیکن اباچہ کی موت پر انہیں رہائی مل گئی۔

جون 1995ء میں اباچہ نے نائیجیریا پر ملٹری کنٹرول کم کرنا شروع کر دیا۔ اس نے دو سال پرانا سیاسی جماعتوں پر پابندی کا قانون نرم کیا اور اکتوبر 1995ء تک سویلین حکومت کی بحالی کا وعدہ کیا۔ اس کے باوجود سیاسی گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا۔ 11 مئی 1996ء کو ملک کے پہلے صدر نامدی آزیکوے انتقال کر گئے۔

6 دسمبر 1997ء کو ریاستی اسمبلیوں کے انتخابات منعقد ہوئے۔ 25 اپریل 1998ء کو وفاقی پارلیمنٹ کے انتخابات عمل میں آئے۔ 1998ء میں ہی اباچہ کی کرپشن اور لوٹ مار کی بدولت نائیجیریا دنیا کا 13 واں غریب ترین ملک بن گیا۔

8 جون 1998ء کو فوجی صدر جنرل سانی اباچہ (55) دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ 9 جون کو مسلح افواج کے سربراہ جنرل عبدالسلام ابوبکر (پ 13 جون 1942ء) نے نئے فوجی حکمران کا عہدہ سنبھالا۔ 7 جولائی کو موشود ابیولا قید کی حالت میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ 8 جولائی کو جنرل ابوبکر نے 34 رکنی حکمران انتظامی کونسل توڑ دی اور نئے انتخابات کرانے کا اعلان کیا۔

27 فروری 1999ء کو صدارتی انتخابات منعقد ہوئے۔ سابق فوجی حکمران اور پیپلز ڈیموکریٹک پارٹی (PDP) کے اولوسیگن اوباسنجو صدر منتخب ہو گئے۔ 5 مئی کو جنرل ابوبکر نے نیا جمہوری آئین نافذ کر دیا۔ 29 مئی کو اوباسنجو نے صدر کا عہدہ سنبھالا اور یوں تیسری جمہوریہ کا آغاز ہوا۔

مارچ 2000ء شمالی نائیجیریا میں اسلامی نظام کے نفاذ کے خلاف مسلم کش فسادات میں 800 افراد ہلاک ہو گئے۔ ان پرتشدد واقعات کے باوجود ملک کی کئی ریاستوں میں شریعت نافذ ہو گئی۔

طرز حکومت

نائیجیریا ایک وفاقی جمہوریہ ہے جہاں امریکی طرز کا صدارتی نظام حکومت قائم ہے۔ صدر ریاست کا سربراہ مملکت (ہیڈ آف سٹیٹ) تمام انتظامی اختیارات کا مالک، حکومت کا سربراہ اور مسلح افواج کا سپریم کمانڈر ہے۔ صدر براہ راست عوام کے ووٹوں سے پانچ سال کے لئے منتخب ہوتا ہے۔ کابینہ کے ارکان، اعلیٰ عدالتوں کے ججوں، ریاستی گورنروں کا تقرر صدر خود کرتا ہے۔ قانون سازی کا اختیار دو ایوانی پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ ایوان نمائندگان کے ارکان 593 اور سینٹ کے ارکان کی تعداد 91 ہے۔

نائیجیریا کے حکمران

☆صدر نامدی آزیکوے
(Namdi Azikiwe)
یکم اکتوبر 1963ء-15 جنوری 1966ء

☆میجر جنرل جانسن آگوئی ارونسی
(Johnson Ironsi)
15 جنوری 1966ء-29 جولائی 1966ء

☆لیفٹیننٹ جنرل یعقوبو گوون
(Yakubu Gowon)
29 جولائی 1966ء-29 جولائی 1975ء

☆بریگیڈیئر مرطلیٰ رماط محمد
(Murtala Rafai Mohammad)
29 جولائی 1975ء-13 فروری 1976ء

☆لیفٹیننٹ جنرل اولوسیگن اوباسنجو
(Olusegun Obasanjo)
13 فروری 1976ء-30 ستمبر 1979ء

☆الحاج شیخو عثمان علیو شگاری
(Shehu Aliou Shagari)
یکم اکتوبر 1979ء-31 دسمبر 1983ء

☆میجر جنرل محمد بوہاری
(Muhammad Buhari)
یکم جنوری 1984ء-27 اگست 1985ء

☆میجر جنرل ابراہیم بیڈاموسیٰ بابانگیڈا
(Ibrahim Babangida)
27 اگست 1985ء-26 اگست 1993ء

☆ارنسٹ شونیکان (Ernest Shonekan)
26 اگست 1993ء-17 نومبر 1993ء

☆جنرل سانی اباچہ (Sani Abacha)
17 نومبر 1993ء-8 جون 1998ء

☆جنرل عبدالسلام ابوبکر
(Abdul Salam Abubakar)
9 جون 1998ء-28 مئی 1999ء

☆اولوسیگن اوباسنجو
(Olusegun Obasanjo)
29 مئی 1999ء

نائیجیریا میں جماعت احمدیہ کے مربیان کی آمد سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے احمدیت کی تائید میں ہوا چلا دی تھی اور بعض سعید روحوں کو رویا وکشوف کے ذریعہ حضرت مسیح موعود کی آمد اور صداقت احمدیت منکشف فرما دی۔ چنانچہ نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس کی ایک مسجد کے امام ''الفا ایانمو مرحوم نے رویا میں مسیح موعود اور مہدی معہود کو دیکھا۔ اور آپ نے ان سے فرمایا کہ اگرچہ میں ذاتی طور پر تمہارے ملک نہیں آؤں گا لیکن میرا یعنی مہدی کا ایک بڑا اپیرو آئے گا اور وہ اس ملک کے لوگوں کی اصلاح کرے گا اور ان کی صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرے گا۔ اور لوگوں کی حالت کو پہلے سے اچھا اور مضبوط بنائے گا۔ اور جو کوئی اس کی آواز پر ہاتھ میں اپنے قرآن لئے ہوئے لبیک کہے گا وہ پھلے گا اور پھولے گا اور کامیاب ہوگا اور جو کوئی اس کی آواز پر کان نہ دھرے گا وہ تباہ ہو جائے گا۔

(بشارات رحمانیہ جلد دوم ص 126)

17-1916ء میں لیگوس (نائیجیریا) کے چند یوروبا مسلم طلباء قانون کی تعلیم کے لئے انگلستان پہنچے تو انہیں احمدیہ مشن لندن اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا علم ہوا۔ بعد ازاں ان کا قادیان سے بھی رابطہ ہو گیا۔ دوران تعلیم انہوں نے احمدیہ لٹریچر لیگوس بھجوایا اور تعلیم سے فراغت کے بعد قادیان سے باقاعدہ رابطہ رکھا۔

رویا وکشوف کے ذریعہ سعید فطرت لوگوں کی رہنمائی

نائیجیریا میں آغاز احمدیت کی ایمان افروز داستان

1921ء میں یہاں کے پہلے مربی حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کے ذریعہ ہزاروں افراد کی جماعت احمدیہ میں شمولیت

مکرم عبدالستار خان صاحب

مشن کا باقاعدہ قیام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے افریقہ میں پہلا مشن قائم کرنے کے لئے حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب (رفیق حضرت مسیح موعود) کا انتخاب فرمایا جو ان دنوں لندن میں دعوت حق کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب 9 فروری 1921ء کو لندن سے روانہ ہوئے اور سیرالیون اور غانا میں دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا کرتے ہوئے پہلی بار آپ بذریعہ جہاز 18/اپریل 1921ء کو نائیجیریا کے صدر مقام لیگوس میں پہنچے۔ لیگوس میں ان دنوں 35 ہزار کے قریب مسلمان تھے اور 20 ہزار کے قریب عیسائی مگر علم، دولت اور تجارت اور سرکاری عہدے سب عیسائیوں کے ہاتھ میں تھے۔ اور جہاں عیسائیوں کے چالیس مدارس تھے وہاں مسلمانوں کا صرف ایک (محمڈن سکول) تھا۔ ان حالات میں حضرت مولانا نیّر نے لیگوس میں قدم رکھا اور پہنچتے ہی مختلف بیوت الذکر میں لیکچر دیئے۔ پھر پبلک لیکچروں کا ایک باقاعدہ سلسلہ شروع کردیا جس سے سعید روحیں احمدیت کی طرف کشاں کشاں آنے لگیں۔

(تاریخ احمدیت جلد چہارم ص 269)

ایک روز نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس میں غیر از جماعت کی مرکزی مسجد میں تشریف لے گئے۔ یہ 1921ء کی بات ہے۔ حاضرین مجلس میں سے ایک نے کہا کہ مسجد کے ایک سابق امام ''الفاایانمو'' نے اپنی وفات سے قبل اپنا یہ خواب ہمیں سنایا تھا کہ انہوں نے ایک بار خواب میں حضرت امام مہدی کی زیارت کی اور انہوں نے اسے بتایا کہ وہ خود تو اس ملک میں نہ آسکیں گے مگر ان کا ایک مرید یہاں پہنچ کر ہدایت کا موجب بنے گا۔ مسجد میں موجود سب حاضرین نے یک زبان ہوکر اس بات کی تصدیق کی۔

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر جنہیں حضرت مسیح موعود کے رفقاء میں شمولیت کا شرف حاصل ہے، فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر اور اپنی خوش بختی کا تصور کرکے میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس واقعہ سے اگلے روز مسجد کے دو نمائندے آپ کے پاس آئے اور یہ پیغام لائے کہ ان کی ساری جماعت احمدیت میں داخل ہونا چاہتی ہے۔ آپ نے اس فرقہ کے چیف امام اور چالیس نمائندگان کو بلوا بھیجا کہ وہ سب کی طرف سے بطور نمائندہ بیعت کریں۔ چنانچہ اس طرح اس فرقہ کے سارے افراد نے جن کی تعداد دس ہزار تھی بیک وقت بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔

(الفضل 20 جون 1921ء)

حضرت مولانا نیّر صاحب نے پرنس الیکو سلطان لیگوس کوان کے محل میں جاکر احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ آپ دیوانہ وار یہاں لوگوں کو چار ماہ تک دعوت الی اللہ کرنے کے بعد اگست 1921ء میں واپس سالٹ پانڈ (غانا) تشریف لے گئے۔

آپ دوبارہ 15 دسمبر 1921ء کو نائیجیریا کے دارالخلافہ لیگوس میں تشریف لے گئے اور (دعوت الی اللہ) شروع کردی۔ اسی دوران میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 23 جنوری 1922ء کو گولڈ کوسٹ مشن سنبھالنے کے لئے مولوی حکیم فضل الرحمان صاحب کو روانہ فرمایا۔ جو 11 مارچ کو لندن اور 17/اپریل کو لیگوس پہنچے اور حضرت نیّر صاحب کے ذریعہ حالات کا جائزہ لینے کے بعد 13 مئی 1922ء کو سالٹ پانڈ پہنچ گئے۔ اس طرح نائیجیریا اور غانا مشن جو ایک ہی مربی کے مشن کے تحت تھے دو مستقل مشنوں کی صورت اختیار کرگئے گولڈ کوسٹ کے انچارج حکیم فضل الرحمان صاحب اور نائیجیریا مشن کے حضرت مولانا نیّر صاحب۔

حضرت مولانا نیر صاحب نے نائیجیریا مشن کے مستقل انچارج کی حیثیت سے لیگوس کے باہر بھی دعوت الی اللہ کو وسعت دینی شروع کی اور پہلے شمالی نائیجیریا کے ایک اہم شہر زاویہ کے امیر اور امیر کانو تک پیغام حق پہنچایا۔ پھر واپس لیگوس آکر 11 ستمبر 1922ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام جاری کیا جو صحیح معنوں میں لیگوس میں پہلا دینی مدرسہ تھا۔ نیز اردگرد کے علاقوں میں مقامی احمدیوں کے وفود بھجوائے۔ حضرت مولانا نیّر صاحب کو مغربی افریقہ میں بڑی جدوجہد کرنا پڑی اور آپ شمالی نائیجیریا کے دورہ سے واپس آکر کم وبیش 4 ماہ تک بیمار رہے اور گورنمنٹ ہسپتال میں داخل کئے گئے۔ پھر آپ ڈاکٹری ہدایت کے تحت تبدیلی آب وہوا کے لئے بتاریخ 21 جنوری 1923ء لندن بھجوا دیئے گئے۔

حضرت مولانا نیّر صاحب کے بعد مالی مشکلات کی وجہ سے سالہا سال تک کوئی مرکزی مربی نہیں بھجوایا جاسکا۔ آخر حضرت خلیفہ ثانی کے ارشاد سے الحاج حکیم فضل الرحمان صاحب نے ستمبر 1929ء کے قریب گولڈ کوسٹ (غانا) سے واپسی سے پہلے نائیجیریا کا دورہ کیا۔ پھر وہ مرکز میں تشریف لے آئے۔ حکیم صاحب فروری 1933ء کو قادیان سے روانہ ہوکر لندن، سیرالیون اور گولڈ کوسٹ میں قیام کرتے ہوئے جولائی 1934ء میں نائیجیریا پہنچے۔ آپ وہاں پہنچتے ہی ایک خطرناک اندرونی کشمکش سے دوچار ہوگئے۔ جو بعض لوگوں نے ایک خودساختہ قانون کی بناء پر پیدا کردی تھی۔ معاملہ آخر عدالت تک پہنچا۔ 20 مارچ 1937ء کو اس کا فیصلہ ہوا لیکن فیصلہ ہونے کے باوجود 1939ء تک حالات مخدوش رہے۔ 1940ء میں حضرت خلیفہ ثانی کے ارشاد پر جماعت کی دوبارہ تشکیل کی گئی۔ جس کے بعد مکرم حکیم صاحب نے جماعت نائیجیریا کی ترقی واستحکام کی طرف پوری توجہ دینی شروع کردی۔ اور اپنی مسلسل جدوجہد اور قابل رشک اخلاص سے مشن کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر کھڑا کردیا چنانچہ انہوں نے جماعت نائیجیریا کی تربیت واصلاح کے لئے متعدد اقدامات کئے۔ تعلیم الاسلام سکول کے لئے سرکاری گرانٹ منظور کرائی۔ نئی جماعتیں قائم کیں۔ لیگوس میں ایک نہایت خوبصورت بیت الذکر اور مشن ہاؤس تعمیر کیا۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ ''دی لائف آف محمدؐ'' کے نام سے تصنیف کی جو آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے شائع ہوئی اور جو مغربی افریقہ کے تمام سکولوں کے نصاب میں شامل ہے۔

جنوری 1945ء میں مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی نائیجیریا بھجوائے گئے جنہوں نے حکیم صاحب کی واپسی کے بعد جو 1947ء میں ہوئی مشن کا چارج لیا۔ اور (چند ماہ کے وقفہ کے ساتھ) قریباً انیس سال تک اہم دینی خدمات بجالاتے رہے۔ آپ ہی نے دی ٹرتھ (The Truth) کے نام سے نائیجیریا مشن کا پہلا ہفت روزہ اخبار جاری کیا جو نائیجیریا میں ...... کا واحد اخبار ہے جو عیسائیت کے حملوں کے سامنے ایک آہنی دیوار کا کام دے رہا ہے۔ اور دعوت حق کا نہایت کامیاب اور مؤثر ذریعہ ہے۔

مصر کے مشہور علمی رسالہ مجلۃ الازہر دسمبر 1960ء کی اشاعت میں بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

یعنی لیگوس سے ایک ...... رسالہ نکلتا ہے جس کا نام Truth ہے اور یہ اس علاقے میں واحد ...... رسالہ ہے۔

مکرم نسیم سیفی صاحب نے اہل نائیجیریا کو پاکستان سے روشناس کرانے کے لئے ایک سلسلہ مضامین بھی اس پرچہ میں شروع کیا جو بعد میں In Deffence of Pakistan کے نام سے کتابی شکل میں بھی شائع ہوچکا ہے۔

سیفی صاحب نے اپنے دور میں Truth کے علاوہ دینی تعلیمات پر چھوٹے چھوٹے پمفلٹ بھی کثرت سے شائع کئے جو بے حد مقبول ہوئے۔ اسی طرح الیاس برنی کی کتاب ''قادیانی مومنٹ'' کا جواب Our Movement کے نام سے لکھا جو ہالینڈ سے شائع ہوا۔

60-1959ء میں ہوسا قبیلہ کے لوگ سینکڑوں کی تعداد میں حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ آپ 1964ء میں ربوہ واپس تشریف لائے۔

نومبر 1961ء میں مکرم کرنل محمد یوسف شاہ صاحب مرحوم کے ذریعہ پہلی ڈسپنسری کا قیام عمل میں آیا۔ مرحوم نے بہت ہی محنت اور اخلاص سے کام کیا۔ 1962ء میں مکرم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب سیرالیون میں میڈیکل مشنری کے طور پر تشریف لے گئے تھے لیکن انہیں وہاں کی آب وہوا موافق نہ آئی لہٰذا مرکز کے حکم سے انہیں نائیجیریا بھجوایا گیا۔ انہوں نے کانو میں احمدیہ کلینک کے نام سے ادارہ کھولا۔

آپ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دورہ مغربی افریقہ میں حضور کے طبی مشیر کے طور پر فرائض دینے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

محترم مولانا نور محمد نسیم سیفی صاحب کے بعد مکرم مولانا شیخ نصیر الدین احمد صاحب امیر مقرر ہوئے۔ آپ کے بعد وقتاً فوقتاً مختلف امراء بیسیوں پاکستانی مربیان اور نائیجیرین معلمین کو دعوت حق پہنچانے کی سعادت نصیب ہورہی ہے اور یہ مشن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔

نائیجیریا کے مربیان

مکرم عبدالخالق نیر صاحب
مکرم ذکراللہ ایوب صاحب
مکرم سعیدالرحمان صاحب
مکرم محمد احمد صاحب شمس
مکرم محمد امین صاحب طاہر
مکرم امتیاز احمد نوید صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ)
مکرم نسیم احمد بٹ صاحب
مکرم اے جے گیوا صاحب
مکرم عبداللطیف الوری صاحب
مکرم عبدالرشید ثانی صاحب
مکرم حافظ عبدالغنی صاحب
مکرم مصلح الدین صاحب

ان کے علاوہ جامعہ احمدیہ الارو سے فارغ التحصیل 120 معلمین میدان عمل میں مصروف ہیں۔

11/اپریل 2004

بینن سے حضور انور کے قافلہ کی روانگی جماعت احمدیہ نائیجیریا کی گاڑیوں میں ہوئی۔ایک روز قبل امیر صاحب نائیجیریا مکرم الحاج ۔ ایم ۔ مشانو صاحب ۔ ذکر اللہ ایوب صاحب نائب امیر نائیجیریا اور سعید الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ چند خدام اور سات گاڑیوں کے ساتھ پورٹونووو (بینن) پہنچ چکے تھے۔

بینن کے بارڈر پر

دس بج کر پینتالیس منٹ پر قافلہ بینن کے بارڈر Idiroko پہنچا۔ بارڈر پر جو دلربا منظر نظر آیا وہ ناقابل بیان ہے۔ بارڈر کے ایک طرف بینن کے احباب جماعت جن میں مرد و خواتین اور بچے شامل تھے حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھے اور بارڈر کے دوسری طرف نائیجیریا جماعت کی ایک کثیر تعداد اپنے پیارے آقا کے استقبال کیلئے صبح سے ہی موجود تھی۔ دونوں جماعتیں آمنے سامنے کھڑی تھیں۔ ایک طرف حضور انور کو الوداع کہا جارہا تھا۔ بینن کے مرد و خواتین اور بچے سبھی رو رہے تھے۔ ان کی آنکھوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ نائیجیریا

(11 تا 13 اپریل 2004ء)

سے آنسو رواں تھے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے پیارے امام کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا اور اپنا ہاتھ ہلا رہا تھا۔ ہر ایک کی نظریں حضور انور کے چہرہ مبارک پر مرکوز تھیں۔ اور دوسری طرف نائیجیریا کے عشاق مسلسل نعرہ ہائے تکبیر، احمدیت زندہ باد، خلیفۃ المسیح زندہ باد کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ ان کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے۔ حضور انور دونوں طرف ہاتھ ہلا کر ان کے والہانہ نعروں اور سلام کا جواب دے رہے تھے۔

بارڈر پر حضور انور کی آمد سے قبل ہی امیگریشن کے تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے تھے۔ وہاں کے عملہ نے بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا۔ اسی طرح اوگن سٹیٹ (Ogun State) گورنمنٹ نے پولیس کی گاڑی قافلہ کے ساتھ چلنے کے لئے مہیا کی تھی۔

نائیجیریا آمد اور استقبال

بارڈر پر مکرم عبدالخالق نیر صاحب نائب امیر و مشنری انچارج نائیجیریا، مربیان سلسلہ اور واقفین زندگی ڈاکٹرز، ٹیچرز اور نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے ان سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ عزیزم عبدالحمید، عبدالنصیر نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا اور عزیزہ نتاشہ ندیم ماہم نے حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا اور محترمہ صدر صاحبہ لجنہ نائیجیریا مسز قدرت راجی صاحبہ اور ممبرات لجنات نے بیگم صاحبہ کو خوش آمدید کہا۔ بارڈر پر محترم الحاج آدم، کسٹم کنٹرولر کی شدید خواہش تھی کہ حضور انور کو خوش آمدید کہیں لیکن آفیشل کام کی وجہ سے انہیں Idiroko سے باہر جانا پڑا۔ لیکن جاتے ہوئے وہ ڈپٹی امیگریشن کنٹرول محترم عبداللہ علی صاحب کو لکھ کر دے گئے کہ میری شدید خواہش تھی کہ حضور انور کو خوش آمدید کہوں لیکن آفیشل کام کی وجہ سے مجبور ہوں۔ میری طرف سے حضور انور کو محبت بھرا سلام اور دعا کی درخواست کریں۔ جس کو حضور انور نے ازراہ شفقت قبول فرمایا۔ بارڈر پر امیگریشن اور کسٹم کے افسران نے بھی حضور انور کا پرتپاک استقبال کیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان افسران کو بھی شرف مصافحہ بخشا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور نائیجیریا کے شہر 'الارو' (Ilaro) کے لئے روانہ ہوئے۔

خوش آمدید کے نظارے

راستہ میں تمام اہم جگہوں پر پولیس کے ساتھ خدام الاحمدیہ نے ٹریفک کنٹرول سنبھالا ہوا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ کی آمد پر ٹریفک روک دی جاتی تھی۔ راستے میں تمام قریبی جماعتیں حضور انور کو خوش آمدید کہنے کے لئے سڑک کے دونوں اطراف موجود تھیں۔ حضور انور کی آمد پر ہاتھوں میں جھنڈیاں اور بینرز لئے ہوئے احباب جماعت والہانہ انداز میں لا الٰہ الا اللہ پڑھ رہے تھے۔

ساڑھے گیارہ بجے حضور انور Owode جماعت پہنچے جہاں پر سرکٹ پریذیڈنٹ محترم عبدالرشید آریو صاحب اور سرکٹ مشنری محترم عبدالحمید عبدالعزیز صاحب نے حضور انور کا استقبال کیا۔ عزیزہ شامہ الیاس نے پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ علاقہ کے تمام امام اور چیف حضور انور کے استقبال کیلئے موجود تھے۔ ہزارہا احمدی احباب اپنے پیارے امام کی آمد کے منتظر تھے اور دلکش انداز میں لا الٰہ الا اللہ کا ورد کر رہے تھے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے تھے۔ حضور انور نے یہاں Owode بیت الذکر کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی۔

یہاں سے پھر قافلہ 'الارو' کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں سڑک کے دونوں اطراف خدام جھنڈیاں لئے کھڑے تھے۔ 12 بج کر 5 منٹ پر قافلہ 'الارو' گیسٹ ہاؤس پہنچا۔ یہاں پر محترم امتیاز احمد نوید صاحب مربی سلسلہ الارو سرکٹ اور احباب جماعت نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

تین بجے سہ پہر حضور انور 'الارو' شہر کے Orete ایریا میں احمدیہ بیت الذکر کے افتتاح کے لئے تشریف لے گئے جہاں پر نسیم احمد صاحب بٹ مربی سلسلہ اور سرکٹ پریذیڈنٹ محترم ایم۔اے پوپولہ صاحب، محترم ڈاکٹر محمد ثاقب صاحب اور احباب جماعت نے بڑے والہانہ انداز میں حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور نے بیت الذکر کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی اور بیت الذکر کو دیکھ کر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور بیت کے سامنے ہی الطاہر سیکنڈری سکول کی بنیاد بھی حضور انور نے اپنے ہاتھ سے رکھی اور دعا کروائی۔

جلسہ سالانہ نائیجیریا

بیت الذکر کے افتتاح اور سنگ بنیاد کی اس تقریب کے بعد حضور انور تین بج کر پچیس منٹ پر جلسہ گاہ تشریف لے گئے جہاں 30 ہزار کی تعداد میں احباب جماعت نے حضور انور کا والہانہ استقبال کیا۔ سارا جلسہ گاہ نعروں سے گونج رہا تھا۔ جلسہ گاہ کو جھنڈوں اور بینرز کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ ایک بہت بڑی مارکی مردوں کے لئے اور ایک بڑی مارکی عورتوں کیلئے علیحدہ علیحدہ لگائی گئی تھی۔ یہ جلسہ گاہ جامعہ احمدیہ Ilaro کے احاطہ میں بنایا گیا تھا۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ گاہ پہنچے تو مکرم امتیاز احمد نوید صاحب مربی سلسلہ پرنسپل جامعہ احمدیہ نے اپنے سٹاف اور جامعہ اور حافظ کلاس کے طلباء کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ عزیزم فرہاد احمد مونس نے حضور انور کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ اس موقع پر جامعہ احمدیہ اور حافظ کلاس کے طلباء نے نظم ''اے مسیحا نفس ......'' ترنم کے ساتھ پڑھی۔ اس کے بعد ''ہے دست قبلہ نما لا الٰہ الا اللہ'' پڑھی گئی۔ افریقن بچوں کے منہ سے اردو زبان میں یہ نظمیں بہت ہی بھلی معلوم ہوتی تھیں۔

حضور کی خدمت میں

گارڈ آف آنر

خدام الاحمدیہ نائیجیریا نے حضور انور کی خدمت میں گارڈ آف آنر پیش کیا۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ امیر صاحب نائیجیریا نے قومی جھنڈا لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ بعدازاں حضور انور جامعہ احمدیہ کے باقاعدہ معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل مکرم امتیاز احمد نوید صاحب نے جامعہ احمدیہ کا تعارف کروایا۔ حضور انور نے لائبریری، سٹاف روم، ڈائننگ روم وغیرہ کا معائنہ فرمایا اور ضروری ہدایات سے بھی نوازا۔ حضور انور نے جامعہ احمدیہ کی ریمارکس بک پر لکھا:۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ کے طلباء کو مخلص خادم دین بنائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم، تقویٰ اور سعادت مندی میں اضافہ فرمائے۔ اور ان کو خلافت احمدیہ سے سچی محبت کرنے والا بنائے۔

ہوسٹل حافظ کلاس کی بنیاد

اس کے بعد حضور انور نے حافظ کلاس کے ہوسٹل کی بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھی۔ ایک بلاک امیر صاحب نے بھی رکھا۔ پھر حضور نے دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور قبرستان کے قطعہ موصیان میں بھی تشریف لے گئے جہاں مربی سلسلہ مکرم عبدالرشید اگبولہ صاحب مرحوم اور صدر لجنہ W.A.T.Kole کی قبروں پر دعا کی۔ اس کے بعد حضور جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ تین بج کر 55 منٹ پر نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔ اور چار بج کر دس منٹ پر جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

جلسہ کی کارروائی

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مولوی عبداللطیف الوری صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ معلم محمد جلیل، عبدالمجید صاحب نے ترنم سے نظم ''وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا'' پڑھی جس سے لوگ بہت محظوظ ہوئے۔

نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے حضور انور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔

حضور کا خطاب

حضور نے فرمایا کہ ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے حضور اکرم ﷺ کی پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھا اور ہمیں امام الزمان کی شناخت کی توفیق ملی جبکہ مختلف مذاہب کے لاکھوں پیروکار ابھی تک ایک ہادی کے منتظر ہیں۔ ہر احمدی کو سوچنا چاہئے کہ بیعت کے بعد اس میں کیا تبدیلی آئی ہے۔ اس سلسلہ میں پہلی بات خدا تعالیٰ کی شناخت، اس کی عبادت، اس کی تعلیمات کے مطابق پنج وقتہ نماز کا قیام ہے۔ نظام جماعت کی اطاعت اور خلیفہ وقت سے وفاداری کے تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی۔ اور کوئی بھی ہماری ترقی میں روک نہیں

بن سکے گا۔ انشاء اللہ

نظام جماعت کی اطاعت

حضور انور نے احادیث کی روشنی میں نظام جماعت کی اطاعت کی اہمیت واضح فرمائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

حضور نے فرمایا کہ امیر کی اطاعت ہر قسم کے حالات میں لازم ہے۔ اچھا نمونہ پیش کریں۔ کسی بھی حد سے تجاوز نہ کریں۔

عہدیداروں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ محنت سے کام کریں اور اپنے منصوبے سوچ سمجھ کر بنائیں اور پھر محنت سے ان پر عمل کریں۔ امیر اکیلے کام نہیں کر سکتا۔ ہر عہدیدار کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کام کرنا چاہئے۔ اور قواعد وضوابط کے مطابق کام کریں۔

لجنہ کو نصیحت

لجنہ اماء اللہ کو نصیحت کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اگر انہوں نے اپنے مقام کو نہ پہچانا تو نئی نسل کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں۔ اپنی اصلاح کریں اور دینی تعلیمات کے مطابق نئی نسل کی تربیت کریں۔ موجودہ معاشرے میں کئی اخلاقی خرابیاں ہیں۔ اپنے تحفظ کے ساتھ ساتھ نئی نسل کو بھی بچائیں۔ ایک حدیث مبارک کے مطابق جو عورت پنجگانہ نماز پر قائم ہو، رمضان میں روزے رکھے، اخلاقی برائیوں سے بچے، خاوند سے وفاداری کرے اسے جنت کے دروازہ سے داخلہ کی بشارت ہے۔

خدام کی اصلاح

حضور انور نے خدام الاحمدیہ کو ذاتی اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔ حضرت مصلح موعود کے قول کے مطابق ''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی'' احمدیت کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔ معاشرے کے برے اثرات سے بچیں اور اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کریں۔ تعلیمی میدان میں مقام پیدا کریں، اچھا سائنسدان، ڈاکٹر، انجینئر اور ماہر زراعت احمدی نوجوانوں سے ملنا چاہئے۔ سخت محنت کی عادت ڈالیں۔ سستیاں ترک کر دیں، جہاں بھی کام کریں اس روح سے کام کریں تو کوئی مقابلہ نہیں ہو سکے گا۔ نظام جماعت سے وفادار رہیں، اپنے عہد کے مطابق، جان و مال اور وقت کی قربانی کے لئے تیار رہیں۔ حضور انور نے مجلس خدام الاحمدیہ نائیجیریا کی کارکردگی پہ اظہار خوشنودی فرمایا۔

طلباء جامعہ کی ذمہ داری

طلباء جامعہ احمدیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ آپ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس مقصد کی وجہ سے آپ پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس ذمہ داری کو وفاداری اور محنت سے ادا کریں۔ اساتذہ کرام کا ادب واحترام کریں۔ جس سے ایک لفظ بھی سیکھا ہے اس کا احترام کریں۔ جو علم حاصل کریں وہ دوسروں تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر اور ہمیشہ مددگار ہو۔ آمین

آخر پر حضور انور نے دعا کروائی اور اس ایک روزہ جلسہ کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس جلسہ میں 12 سو کلومیٹر کے فاصلوں سے دور دراز کے سفر کر کے احباب جماعت شامل ہوئے۔ نائیجیریا کا اپنا جلسہ سالانہ دو ماہ قبل منعقد ہو چکا تھا۔ اب یہ لوگ صرف اور صرف اپنے پیارے امام کو دیکھنے کیلئے آئے تھے۔ آج کے اس اجلاس میں 30 ہزار سے زائد مرد و زن شامل ہوئے۔ T.V اور ریڈیو کے نمائندہ تشریف لائے تھے۔ جنہوں نے جلسہ کی کارروائی کو کوریج دی۔

لجنہ جلسہ گاہ میں

دعا کے بعد حضور انور لجنہ کی مارکی کی طرف تشریف لے گئے۔ جانے سے قبل فرمایا کہ آپ سب بیٹھے رہیں تمام احباب جماعت نے کامل اطاعت کا نمونہ دکھایا اور کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ اٹھا۔ جب حضور انور لجنہ کی جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تو 15 ہزار سے زائد خواتین اور بچیاں بڑے ترنم سے لا الہ الا اللہ کا ورد کر رہی تھیں۔ حضور انور کا سٹیج پر صدر صاحبہ لجنہ نائیجیریا نے استقبال کیا۔ خواتین نے والہانہ نعرے لگائے۔ حضور انور نے فرمایا میں نے اپنے خطاب میں لجنہ کو مخاطب ہو کر جو کہنا تھا کہہ دیا' اب یہاں آپ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ کہنے آیا ہوں۔ اس پر تمام خواتین نے یک زبان ہو کر اور اپنے ہاتھوں میں لئے سفید رومال لہرا کر وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔

ناصرات کا استقبال

ناصرات نے لوکل زبان میں استقبالیہ نظمیں پڑھیں۔ یہ بڑا روح پرور منظر تھا۔ ان بچیوں کے ساتھ پندرہ ہزار سے زائد خواتین یک زبان ہو کر ان نظموں کے بعض مصرعے اپنے رومال لہرا لہرا کر پڑھتی تھیں۔ ان کو خلافت سے جو محبت اور پیار اور اخلاص و وفا کا تعلق تھا وہ ان کی آنکھوں، زبان اور چہروں سے خوب عیاں تھا۔ حضور انور کی خدمت میں بچیوں نے پھول پیش کئے اور پھر ناصرات نائیجیریا نے اردو نظم ''بلبل کا بچہ کھاتا تھا کھچڑی، پیتا تھا پانی'' بڑے پیارے انداز میں پڑھی جس سے حضور انور بہت محظوظ ہوئے اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ لجنہ کی طرف سے حضور انور کے استقبال اور خوش آمدید کا نظارہ بڑا دلکش تھا۔ ہر کوئی خوشی سے جھوم رہا تھا۔ حضور انور نے واپس جاتے ہوئے پھر فرمایا کہ میں آپ کو سلام کہنے آیا تھا۔ السلام

علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جواب میں پھر سب نے یک زبان ہوکر علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔

اوجوکورو روانگی

اس کے بعد جامعہ احمدیہ کے سٹاف اور طلباء نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔ حافظ کلاس کے بچوں کی بھی تصویر ہوئی۔ اس کے بعد قافلہ کی روانگی جماعت کے نیشنل ہیڈ کوارٹر، اوجوکورو، کے لئے ہوئی۔ Ilaro سے Ojokoro کا فاصلہ 50 کلومیٹر ہے۔ پولیس کا اسکواڈ ہمراہ تھا۔ شام سات بجے جب حضور انور جماعت کے نیشنل ہیڈکوارٹر اوجوکورو پہنچے تو وہاں پر نائب امیر محترم الحاجی الحسن صاحب اور محترم ڈاکٹر مرزا طارق صاحب اور احباب جماعت کی کثیر تعداد نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور بچوں نے پھول پیش کئے۔ جماعت کے اس کمپلیکس میں تین گیسٹ ہاؤسز پر مشتمل ایک نیا کمپلیکس تعمیر کیا گیا ہے جس کا نام ''مسرور گیسٹ ہاؤس کمپلیکس'' رکھا گیا۔ حضور انور نے اس کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی۔ 9 بج کر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے نماز مغرب وعشا احمدیہ بیت الذکر اوجوکورو میں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔

12 اپریل 2004ء

اوجوکورو ہسپتال کا معائنہ

صبح پانچ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدیہ بیت الذکر اوجوکورو میں نماز فجر پڑھائی اس کے بعد ساڑھے نو بجے حضور انور احمدیہ ہسپتال اوجوکورو کا معائنہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ محترم ڈاکٹر مرزا طارق احمد صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال اوجوکورو اور عملہ کے افراد نے حضور انور کا استقبال کیا۔ ہسپتال کے عملہ کا تعارف کرایا گیا۔ ازراہ شفقت حضور انور نے سٹاف کے ممبران کو شرف مصافحہ بخشا۔ اس کے بعد ہسپتال کے مختلف شعبہ جات لیبارٹری ECG روم اور استقبالیہ (Reception) ڈاکٹر صاحب کے دفتر اور وارڈز کا معائنہ فرمایا۔ یہ ہسپتال وسیع وعریض اور خوبصورت ہے۔ اور دو منزلہ عمارت پر مشتمل ہے اس میں 60 بستروں کی گنجائش ہے۔ معائنہ کے بعد ڈاکٹر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں ہسپتال کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ ہسپتال میں مہمانوں کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

حضور انور نے ریمارکس بک پر تحریر فرمایا

ماشاء اللہ اوجوکورو ہسپتال کی کارکردگی بہت بہتر ہے۔ چند سالوں میں ترقی کا گراف بلند ہوا ہے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر طارق مرزا صاحب کو جزاء عطا فرمائے انہوں نے عمدہ کام کیا ہے اور وقف اور محنت سے خدمات سرانجام دی ہیں۔

اوجوکورو بیت الذکر کا افتتاح

ہسپتال کے معائنہ کے بعد نو بج کر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ بیت الذکر اوجوکورو کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی۔ یہ بیت الذکر محترم الحاجی الحسن صاحب نائب امیر اور ان کے خاندان نے مل کر بنوائی ہے۔ یہ بیت الذکر دو منزلہ ہے اور بہت خوبصورت اور وسیع وعریض ہے۔ اور اس پر سبز رنگ کا شاندار گنبد بنا ہوا ہے۔ اس بیت الذکر میں تقریباً ڈیڑھ ہزار سے زائد نمازیوں کی گنجائش ہے۔

مجلس عاملہ نائیجیریا سے میٹنگ

نو بج کر پچاس منٹ پر مجلس عاملہ نائیجیریا کے ساتھ میٹنگ دعا کے ساتھ شروع ہوئی۔ دعا کروانے کے بعد حضور انور نے باری باری تمام ممبران عاملہ سے تعارف حاصل کیا۔ اور ان کے کام کا تفصیلی جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ سیکرٹریان کو ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے ہر سیکرٹری کی رہنمائی فرمائی کہ آپ نے کس طرح اپنے شعبہ کو منظم کرنا ہے۔ اور کام کو آگے بڑھانا ہے۔ آخر پر تمام ممبران عاملہ کی تصویر حضور انور کے ساتھ ہوئی اور سبھی کو شرف مصافحہ بخشا۔ اس کے بعد ساڑھے گیارہ بجے لجنہ اماء اللہ نائیجیریا کی مجلس عاملہ کی میٹنگ حضور انور کے ساتھ ہوئی۔ حضور انور نے لجنہ کی عہدیداران کو تفصیلی ہدایات دیں۔ اور مختلف معاملات میں ان کی رہنمائی فرمائی۔

بارہ بج کر بیس منٹ پر مجلس عاملہ انصار اللہ نائیجیریا کی میٹنگ ہوئی۔ حضور انور نے تمام سیکرٹریان سے تعارف حاصل کیا۔ اور ہر سیکرٹری سے اس کے کام کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایات سے نوازا۔ بعد میں حضور انور نے کے ساتھ تمام ممبران کی تصویر ہوئی۔ حضور انور نے تمام ممبران کو شرف مصافحہ بخشا۔

ایاپا ہسپتال روانگی

ایک بج کر پانچ منٹ پر بعد دوپہر اوجوکورو سے ایاپا ہسپتال کے لئے روانگی ہوئی۔ وہاں پر قافلہ پولیس کی گاڑیوں اور موٹر سائیکل کے اسکواڈ کے ساتھ ایک بج کر پچیس منٹ پر پہنچا۔ یہاں پر ڈاکٹر سمیع اللہ طاہر صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال ایاپا اور ہسپتال کے سٹاف اور احباب جماعت نے حضور انور کا استقبال کیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی دو بیٹیوں عزیزہ درعدن اور عزیزہ قرۃ العین قدسیہ نے پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔

حضور انور نے احمدیہ ہسپتال کے نئے ونگ کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد عملہ کو ازراہ شفقت شرف مصافحہ بخشا اور بعد میں ہسپتال کا معائنہ

فرمایا۔ جس میں Scaning روم ۔ لیبارٹری ، ایکسرے روم، لیبر روم، پرائیویٹ رومز، میڈیکل سٹور ، ECG روم ۔ آپریشن تھیٹر اور آفسز شامل ہیں ۔ یہ خوبصورت ہسپتال لیگوس شہر کے کمرشل علاقہ اپاپا میں واقع ہے۔ ہسپتال 5 منزلہ ہے۔ تین منازل مکمل ہو چکی ہیں ۔اوپر والی دو منازل پر کام جاری ہے۔حضور انور نے ہسپتال کا ماڈل بھی ملاحظہ فرمایا۔اور ریمارکس بک پر حضور انور نے اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں تحریر فرمایا

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر سمیع اللہ طاہر صاحب،ان کے ساتھیوں اور سٹاف ممبرز کو ہر ممکن طریق پر انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ میں ہسپتال کی کارکردگی سے بہت متاثر ہوا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر صاحب نے اپنے گھر میں حضور انور اور قافلہ کے ممبران اور مہمانوں کیلئے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔کھانے کے بعد تین بج کر تیس منٹ بعد دوپہر اپاپا ہسپتال سے اوجوکورو کے لئے روانگی ہوئی اور سوا چار بجے واپس پہنچے۔الحمد للہ

پانچ بج کر بیس منٹ پر حضور انور نے احمدیہ بیت الذکر اوجوکورو میں نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں ۔ اس کے بعد حضور انور نے رقیم پریس کا معائنہ فرمایا۔کمپیوٹر سیکشن ڈارک روم مشینوں کے فنکشن دیکھے اور ہدایات سے نوازا اور بعض کتب کے نمونے دیکھے جو اس پریس میں طبع ہوئی ہیں۔آخر پر پریس کے کارکنان کا حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو ہوا اور حضور انور نے ان سب کو شرف مصافحہ بھی بخشا۔

پانچ بج کر پچپن منٹ پر احمدیہ بیت اوجوکورو میں مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ نائیجیریا کی میٹنگ ہوئی ۔ حضور انور نے عہدیداران سے ان کے کام کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ضروری ہدایات سے نوازا اور ہر عہدیدار کی فرداً فرداً رہنمائی فرمائی ۔ میٹنگ کے اختتام پر حضور انور نے مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کو شرف مصافحہ بخشا اس موقعہ پر تصاویر بھی کھینچی گئیں۔

دس بج کر بیس منٹ پر حضور انور نے نماز مغرب وعشا پڑھائیں ۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد بیت کے احاطہ میں عشائیہ کا انتظام تھا۔ جس میں مربیان کرام نیشنل ممبران مجلس عاملہ ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ اور دیگر جماعتی ممبران اور بعض مہمانان کرام شامل ہوئے۔ لیگوس میں ایرانی ایمبیسی کے کمرشل اتاشی بھی شامل ہوئے۔عشائیہ میں ریڈیو اور اخبارات کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی اور اس کے بعد رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

13/اپریل 2004ء

آج نائیجیریا میں قیام کا آخری دن تھا۔ پانچ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدیہ بیت الذکر اوجوکورو میں نماز فجر پڑھائی۔ 10 بجے صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ 10 بجکر پینتالیس منٹ پر امیر صاحب اور نائب امراء جماعت نائیجیریا کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی جو بارہ بج کر پندرہ منٹ پر ختم ہوئی۔ حضور انور نے مختلف امور کے جائزے لئے اور رہنمائی فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

مربیان نائیجیریا سے میٹنگ

بارہ بج کر پچیس منٹ پر مربیان نائیجیریا کی میٹنگ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہوئی ۔ جس میں حضور انور نے دعوت الی اللہ اور تربیتی پروگراموں کا جائزہ لیا اور تفصیل سے ہدایات دیں ۔ چار بج کر پینتیس منٹ پر حضور انور نے احمدیہ بیت الذکر اوجوکورو میں نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں ۔ چار بج کر پینتالیس منٹ پر حضور انور نے اوجوکورو بیت الذکر کے احاطہ میں پودا لگایا۔اور دعا کروائی ۔اس کے بعد خدام اور اطفال نے حضور انور کی موجودگی میں کراٹے شو پیش کیا۔

معلمین سے میٹنگ

پانچ بجے نائیجیریا کے معلمین کی میٹنگ بیت احمدیہ اوجوکورو میں حضور انور کے ساتھ ہوئی۔ جس میں حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے زندگی اللہ کی خاطر وقف کی ہے اللہ کا خوف دل میں رکھیں۔کتب کا مطالعہ کریں اور وقف کے تقاضوں کو پورا کریں اور قناعت اختیار کریں۔ یہ میٹنگ چھ بجے تک جاری رہی بعد میں حضور انور نے سب معلمین کو شرف مصافحہ بخشا اور تصاویر اتاری گئیں۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ دفتر میں تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں ہوئیں جو سوا سات بجے شام تک جاری رہیں۔ سات بج کر تیس منٹ پر حضور انور نے نماز مغرب وعشا احمدیہ بیت الذکر اوجوکورو میں جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی سے قبل حضور انور نے ڈیوٹی دینے والے خدام کو جن کی تعداد 200 سے زائد تھی شرف مصافحہ بخشا۔

لندن روانگی کی تیاریاں

حضور انور کی لندن واپسی کی تیاری نمازوں کے بعد شروع ہو گئی تھی۔ کثیر تعداد میں احباب جماعت' عہدیداران ہیڈ کوارٹر میں موجود تھے۔ بچے اور بچیاں الوداعی نغمات ترنم کے ساتھ پڑھ رہے تھے اور فضا نعروں سے گونج رہی تھی۔نو بج کر پانچ منٹ پر حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر آئے تو ہزاروں احباب مرد و خواتین کی نظریں حضور انور کے چہرہ پر مرکوز ہو گئیں۔ یہ عشاق ان آخری لمحات میں سے کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔حضور انور نے دعا کروائی اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ قافلہ پولیس، خدام کے اسکواڈ کے ہمراہ ایئر پورٹ لیگوس کیلئے روانہ ہوا۔لوگوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ہاتھ ہلا ہلا کر اپنے پیارے امام کو رخصت کر رہے تھے۔ان لوگوں میں خلافت سے محبت اور فدائیت ایسی تھی کہ گزشتہ دو دنوں سے بیت الذکر اور مشن کے احاطہ میں ہی دھونی رما کر بیٹھے ہوئے تھے چونکہ نائیجیریا میں حضور انور کا قیام محدود تھا اس لئے حضور انور جب بھی نمازوں کے لئے یا کسی پروگرام کی غرض سے اپنی رہائش گاہ سے یا دفتر سے باہر تشریف لاتے تو ان کے ہاتھ سلام کے لئے بلند ہو جاتے اور نعرے بلند کرتے۔ عورتیں اپنے بچوں کو ہاتھوں میں لئے ہوئے آگے بڑھاتیں تو حضور انور گزرتے ہوئے بچوں سے پیار کرتے۔ بعض بچے بھاگ کر حضور انور کے قریب آ جاتے۔ حضور انور ان سب بچوں سے پیار کرتے۔ اس کے بعد ان کی مائیں

ان بچوں کو اپنے سینہ سے لگاتیں اور چومنا شروع کر دیتیں۔ قدم قدم پر اخلاص، محبت اور فدائیت کے یہ نظارے نظر آتے ہیں۔

قافلہ نو بج کر پچپن منٹ پر ایئر پورٹ پہنچا۔ حضور انور جونہی گاڑی سے اترے وہاں موجود احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ حضور انور ایئر پورٹ کے اندر تشریف لے گئے۔ امیگریشن کے تمام انتظامات پہلے سے ہی مکمل ہو چکے تھے۔ امیر صاحب نائیجیریا اور مربی انچارج عبدالخاق نیر صاحب VIP لاؤنج تک حضور انور کو الوداع کہنے کیلئے ساتھ گئے۔

رات گیارہ بج کر پینتیس منٹ پر جہاز نائیجیریا کی سرزمین سے فضا میں بلند ہوا۔ اتنی دیر تک احباب جماعت ایئر پورٹ پر موجود رہے اور جہاز کے روانہ ہونے کے بعد واپس اپنے گھروں کی طرف گئے۔

14 / اپریل 2004ء

لندن واپسی

ہیتھرو ائیر پورٹ پر ورود

برٹش ائیر ویز کی یہ فلائٹ 14 / اپریل بروز بدھ صبح پانچ بج کر پچیس منٹ پر لندن کے ہیتھرو ائیر پورٹ پر اتری۔ امیگریشن اور سامان کے حصول کے بعد 6:30 بجے حضور انور ائیر پورٹ سے باہر تشریف لائے۔ جہاں امیر صاحب یو۔کے کے ساتھ دیگر جماعتی عہدیداران نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ مکرم آڈو صاحب (غانین احمدی دوست) نے حضور انور کے گلے میں سکارف پہنایا۔ صدر لجنہ اماء اللہ یو۔کے اور بعض ممبرات مجلس عاملہ لجنہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔

اس کے بعد حضور انور ائیر پورٹ سے بیت الفضل لندن کے لئے روانہ ہوئے۔ بیت الفضل لندن کو جھنڈیوں اور پھولوں سے خوب سجایا گیا تھا اور خوبصورت گیٹ بنائے گئے تھے۔ استقبالیہ بینرز لگائے ہوئے تھے۔

بیت الفضل میں خوش آمدید

صبح ساڑھے سات بجے حضور انور بیت الفضل لندن پہنچے جہاں پر موجود احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ احباب جماعت صبح سے ہی بیت الفضل لندن پر بچوں اور بچیوں نے استقبالیہ نغمات پڑھے۔ اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ بیت الفضل لندن میں استقبال کی یہ تقریب MTA پر Live نشر کی گئی۔

حضور انور کے قافلہ میں شامل ہونے والے افراد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مغربی افریقہ کے اس پہلے سفر میں جن افراد کو حضور انور ایدہ اللہ کے قافلہ میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

1۔ بیگم صاحبہ حضور انور ایدہ اللہ، حضرت سیدہ امتہ السبوح صاحبہ مدظلہا

2۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری

3۔ مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر

4۔ مکرم بشیر احمد صاحب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری

5۔ مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت) آپ حضور انور کے دورہ کے سلسلہ میں غانا، بورکینا فاسو اور بینن میں بعض ضروری انتظامات کرنے کیلئے 2 مارچ 2004ء کو گیارہ روز قبل لندن سے روانہ ہوئے تھے اور 13 مارچ 2004ء کو حضور انور کے گھانا پہنچنے پر حضور انور کے ساتھ شریک قافلہ ہوئے۔

6۔ مکرم ناصر سعید صاحب عملہ حفاظت

7۔ مکرم سخاوت احمد باجوہ صاحب عملہ حفاظت

8۔ مکرم منیر عودہ صاحب

9۔ مکرم خالد کرامت صاحب

10۔ مکرم عمر سفیر صاحب

مؤخر الذکر تین افراد MTA ٹیم کے ممبران ہیں یہ لندن سے اکرا غانا کے لئے 10۔ اپریل 2004ء کو روانہ ہوئے اور سارے دورہ افریقہ میں انہوں نے حضور انور کے دورہ کو MTA کے لئے ریکارڈ کیا اور بعض پروگرام وہاں سے Live نشر کرنے کے سلسلہ میں بہت محنت اور کوشش کی۔

11۔ قافلہ کے دو ممبرز مکرم ڈاکٹر تاثیر مجتبیٰ صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال اسوکورے غانا اور ان کی اہلیہ محترمہ امتہ الرؤف صاحبہ (جو حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی چھوٹی ہمشیرہ ہیں) پروگرام کے مطابق غانا سے قافلہ میں شامل ہوئے اور بورکینا فاسو، بینن اور نائیجیریا کے دورہ میں آخر وقت تک قافلہ کے ساتھ رہے۔

غانا میں امیر صاحب غانا کے علاوہ مکرم طاہر صاحب K.Tahir Hammond ڈپٹی منسٹر فار انرجی غانا سے تمام دورہ میں قافلہ کے ساتھ رہے اور غانا سے جو قافلہ حضور انور کو واگاڈوگو (بورکینا فاسو) تک چھوڑنے آیا تھا اس میں شمولیت کی آپ کو سعادت حاصل ہوئی۔

23 جولائی 1988ء کو جلسہ سالانہ انگلستان کے دوسرے دن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے تفصیلی خطاب کے دوران اپنے سفر افریقہ کا ذکر کرتے ہوئے اہل افریقہ کا محبت بھرا تذکرہ فرمایا۔ حضور کے خطاب کا متعلقہ حصہ پیش خدمت ہے۔

اہل افریقہ کی عظمت

افریقہ کے دورہ میں جو چند امور خصوصیت کے ساتھ میرے سامنے ابھرے وہ افریقی کردار سے متعلق ہیں۔ ایک بہت ہی عظیم الشان قوم ہے۔ افریقہ کے کسی ایک ملک کی میں بات نہیں کر رہا۔ سارے افریقہ کی بات کر رہا ہوں۔ بعض اتنی حسین عادتیں ہیں ان میں، بعض ایسی خوبیاں ہیں کہ ان کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان قوموں کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔ اور ان کی سعادت کو قبول فرمائے گا اور ان کو جلد ہدایت نصیب کرے گا۔ بلکہ ساری دنیا کے لئے ان کو ہدایت کا موجب بنائے گا۔ اس دورہ کے بعد میرا دل یقین سے بھر گیا ہے کہ جس براعظم کو دنیا

اہل افریقہ کے عظیم کردار کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشادات

دنیا کی نظروں میں تاریک براعظم تمام دنیا کے لئے روشنی کا مینار بننے والا ہے

خدا اہل افریقہ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا اور ساری دنیا کے لئے ان کو ہدایت کا موجب بنائے گا

ہم غریبوں کو خدا یہ توفیق بخشے گا کہ افریقہ کو تمام دنیا کی قید کی زنجیروں سے آزاد کرا سکیں

اپنی جہالت اور لاعلمی میں تاریک براعظم کہتی ہے وہ تمام دنیا کے لئے روشنی کا مینار بن کے ابھرنے والا ہے۔ وہیں سے روشنی کے سورج طلوع ہوں گے۔ اور تمام دنیا کی ہدایت کے سامان وہاں سے پیدا ہوں گے اور ساری دنیا میں پھیلیں گے۔ میں ان کے مزاج اور کردار میں یہ باتیں دیکھ کر آیا ہوں گویا لکھی ہوئی تقریریں ہیں جو میں پڑھ کے آیا ہوں۔ اس لئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر افریقہ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں گے تو تمام بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو آپ پیش کر رہے ہوں گے۔ آج اگر آپ افریقہ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں گے تو آپ دنیا کے کل کے مستقبل کے لئے اپنے آپ کو پیش کر رہے ہوں گے۔

افریقہ کی ایک بنیادی خوبی۔ تقویٰ

ان خوبیوں میں سے چند خوبیاں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ایک تو یہ کہ ان قوموں میں بنیادی تقویٰ پایا جاتا ہے۔ شدید سے شدید مخالف بھی ہو اگر اسے دلیل سے سمجھا دیا جاتا ہے فوراً اپنے آپ کو تبدیل کر لیتا ہے۔ ایک حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور اس میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔ میں نے دورہ کے عرصہ میں بعض مخالفین سے بھی گفتگو کی۔ بعض علماء استقبالیہ میں بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ مثلاً ایک عالم ایسے تھے کہ ان کے متعلق یہ کہا گیا کہ یہ تو شروع سے ہی جماعت کے سب سے بڑے مخالف ہیں اور یہ اپنے آپ کو تبدیل نہیں کرتے۔ جب استقبالیہ میں میں نے بات شروع کی تو انہوں نے سب سے پہلے اٹھ کر ایک دم سوال کیا کہ باقی باتیں چھوڑیئے ہمیں صرف ختم نبوت کے متعلق بتائیے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ وہ مضمون ہے جہاں ہم احمدیت پر حملہ کر سکتے ہیں اور سارے سننے والے احمدیت سے بدظن ہو جائیں گے۔ چنانچہ جتنا وقت تھا وہ سارا وقت میں نے اس سوال کے جواب میں لگا دیا۔ اور وہ جو تمام مخالفین کے سربراہ اور علاقے کے جو بڑے عالم تھے ان کا یہ حال تھا کہ چند منٹ کے بعد ان کا چہرہ پگھلنا شروع ہو گیا اور پھر بڑی زور سے انہوں نے تائید میں سر ہلانا شروع کیا۔ پھر ان کے چہرے میں محبت ظاہر ہوئی۔ پھر یہ حال ہوا کہ آخر پر جب یہ اعلان کیا گیا کہ کوئی مصافحہ نہیں ہو سکتا کیونکہ وقت نہیں ہے تو پیشتر اس کے کہ منتظمین ان کو روکتے وہ لپکتے ہوئے آگے بڑھے اور بڑی محبت سے اپنے دونوں ہاتھوں سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور چھوڑتے نہیں تھے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھیں اور یہ پیغام دے رہی تھیں کہ تم نے جو معرفت کی باتیں سمجھائی ہیں اس سے پہلے ہمیں اس کا علم نہیں تھا۔ یہی وہ حقیقی خیالات ہیں جس کو سن کر انسان ...... پر عاشق ہو جاتا ہے۔ یہ باتیں انہوں نے کہی نہیں مگر سارا وجود ان کا ان باتوں کا اظہار بن گیا۔

یہ ایک واقعہ نہیں سارے افریقہ کے دورے میں ایک بھی افریقن لیڈر یا غیر لیڈر ایسا نہیں ملا جو دلیل سے فوراً متاثر ہونے کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔

غریبوں کے ہمدرد لوگ

دوسری غیر معمولی خوبی جو اس قوم میں میں نے دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ یہ اپنے غریبوں کے ہمدرد اور ان کو ساتھ لے کر چلنے والے لوگ ہیں۔ ہندوستان پاکستان یا بعض دیگر ممالک میں آپ تصور ہی نہیں کر سکتے کہ کس طرح غریب رشتہ دار اور دور کے غریب رشتہ داروں کو سہارا دیتے ہیں اور برابر کے حق کے طور پر سہارا دیتے ہیں۔ کسی جگہ بھوک پڑے وہ ایک فرد یا خاندان کی بھوک نہیں رہتی بلکہ سارے علاقے کی بھوک بن جائے گی اور سارا علاقہ کھانا کھائے گا۔ کئی جگہوں پر مجھے گھروں میں جانے کا موقع ملا۔ بعض گھر ایسے تھے جو مختلف بچوں سے بھرے ہوئے تھے۔

میں نے ان سے حیرت سے سوال کیا کہ کیا یہ سب آپ کے بچے ہیں؟ تو انہوں نے کہا نہیں یہ میری بہن کا بچہ ہے یہ میرے بھائی کا بچہ ہے یہ فلاں وقت فوت ہو گئی تھی یہ فلاں وقت فوت ہو گیا تھا۔ یہ فلاں میرے عزیز کے بچے ہیں۔ یہ میرے گھر رہتے ہیں۔ اور برابر اپنے بچوں جیسا سلوک ان سے تھا یہ وہ خوبی ہے جس کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ یہ وہ خوبی ہے جس کے متعلق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ یا رسول اللہ! آپ میں یہ خوبی پائی جاتی ہے آپ کیوں خائف ہیں کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا۔ خدا کی قسم جس شخص میں یہ خوبی ہو اس کو خدا کبھی ضائع نہیں کیا کرتا۔ آپ جانتے ہیں کہ خدا نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو کس عظیم الشان مقام پر پہنچا دیا۔ وہ ساری خوبیاں نہ سہی ایک خوبی کا پرتو تو اس قوم میں موجود ہے۔ اور اس خوبی کے صدقے میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے عظیم الشان مستقبل ظاہر کرنے کے سامان پیدا فرمائے گا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کو بھی ایک تاریخی خدمت کی اس میں توفیق عطا ہوگی۔

اہل افریقہ کی انکساری

افریقہ میں تیسری بات جو ان میں خصوصیت سے دیکھی وہ انکساری ہے۔ ایسی قومیں جن پر سینکڑوں سال سے مظالم ہو رہے ہیں۔ جو پسماندہ ہوں اور جن کو سفید فام یا نیم سفید فام لوگوں نے اپنے پاؤں تلے روندا ہو جہاں ہندوستان اور پاکستان کے نسبتاً سفید لیکن کالے لوگ بھی جا کر سفید فام لوگوں کی طرح ان پر حکومت اور برتری جتاتے ہوں اور امتیازی سلوک کرتے ہوں۔ انسان ان سے توقع رکھتا ہے کہ ان کی طبیعت میں سخت ردعمل ہوگا اور ردعمل کے ساتھ Inferiority Complex (احساس کمتری) ہوگا۔ جس قوم میں احساس کمتری پیدا ہو جائے وہ قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ لیکن میں یہ بات دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان میں کوئی احساس کمتری نہیں ہے۔ کھلے دل کے لوگ ہیں صاف دل کے لوگ ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان میں عجز اور انکساری پائی جاتی ہے۔ ان کے بڑوں میں بھی عجز اور انکساری ہے، ان کے چھوٹوں میں بھی عجز اور انکساری ہے۔ جہاں جہاں میں گیا ہوں وہاں کے بیوروکریٹس میں بھی انکساری دیکھی ان کے پالیٹیشنز (Politicians) میں، ان کے حکومت کے سربراہوں میں بھی، ان کے عام کارندوں میں بھی، ٹیکسی کے ڈرائیوروں میں بھی، زمینداروں میں بھی سب ایک مزاج ہیں۔ اور یہ انکساری کی خوبی ایسی عظیم الشان خوبی ہے جو آئندہ قوموں کی ترقی کے لئے سرمایہ کا کام دیتی ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں لیکن میں بڑے غور کے بعد آپ کو بتا رہا ہوں کہ انکساری آئندہ عظمتوں کا نشان بن جایا کرتی ہے۔ اس لئے ماؤزے تنگ نے خصوصیت کے ساتھ چین میں کمیونزم نافذ کرتے وقت انکساری پر سب سے زیادہ زور دیا۔ حالانکہ مارکس کی فلاسفی میں انکساری کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ اس نے کنفیوشس سے یہ بات سیکھی تھی۔ مگر بہرحال یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انکساری میں عظیم الشان ترقی کی راہیں ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

بد تر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

کہ اگر خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو اور خدا کو پانا چاہتے ہو تو اپنے آپ کو عاجز بندہ بناؤ اور ہر ایک سے اپنے آپ کو بدتر سمجھو کیا پتہ اسی رستے سے وہ خدا تمہیں نصیب ہو جائے جو سب سے اعلیٰ اور سب سے افضل ہے۔

پس یہ وہ خوبی ہے جس نے میرے دل کو یقین سے بھر دیا ہے کہ اس قوم کا بہت ہی روشن مستقبل ہے۔ قوم سے مراد سارے افریقہ کی بات کر رہا ہوں۔

اہل افریقہ کا صبر

ایک اور خوبی ان میں ایسی ہے جو قومی ترقی کے لئے انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے وہ ہے صبر۔ جتنا صبر میں نے افریقہ کی قوموں میں دیکھا ہے ساری دنیا میں کہیں ایسا صبر آپ کو کسی قوم میں نظر نہیں آئے گا۔ نہایت خاموشی کے ساتھ اپنی تکلیف اپنی ذات تک رکھتے ہوئے گھنٹوں مصیبت میں پڑے بیٹھے رہیں گے، دنوں مصیبت میں بیٹھے رہیں گے۔ بعض دفعہ مہینوں اور سالوں مصیبت میں بیٹھے رہیں گے اور شکایت کا ایک لفظ زبان پر نہیں آئے گا۔ ان کے بچوں میں بھی صبر ہے ان کے بوڑھوں میں بھی صبر ہے۔ ایسے لوگ بھی میں نے دیکھے جو سرتاپا دکھ تھے، ان کی آنکھیں مجسم غم بن گئی تھیں۔ لیکن صبر کے ایسے نمونے تھے اور ایسا ان کے اندر وقار پایا جاتا تھا کہ میرا دل ان کی محبت میں اچھلنے لگا۔ اور دعاؤں میں میں نے ان کے لئے آنسو بہائے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو میں نے دھوپ میں مسلسل پانچ پانچ گھنٹے بیٹھے دیکھا ہے۔ ایک انگلی بھی انہوں نے نہیں ہلائی تھک کر نیند آ گئی تو آ گئی لیکن ہمارے بچوں کی طرح نہیں کہ تھوڑی سی تکلیف

دیکھی تو اٹھ کر دوڑنے لگے۔ اور شور مچانے لگے۔ نہایت خاموش اور نظم و ضبط کے ساتھ سارا دن بھوکے۔ دن میں صرف ایک دفعہ کھانا کھاتے لیکن کبھی بھوک کی شکایت نہیں کرتے۔ اتنی عظیم الشان خوبی ہے یہ کہ میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔ ان کے اندر وہ تمام بنیادی محرکات اور طاقتیں موجود ہیں جو آئندہ ان کے عظیم مستقبل کی خبر دیتے ہیں۔ مگر یہ اتنی مظلوم قومیں ہیں کہ سالہا سال نہیں بلکہ سینکڑوں سال سے دنیا کی عظیم اور طاقتور قومیں اور امیر قومیں ان کو لوٹتی چلی جارہی ہیں اور لوٹتی چلی جارہی ہیں اور کہیں وہ بس کا مقام نہیں آرہا جہاں پہنچ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اب انہوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا ہے۔ پیلے پڑ گئے ہیں جیسے مریض پیلے پڑ جایا کرتے ہیں۔ جیسے بعض انیمیا کے مریض ہوں ان میں خون کا قطرہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ بعض قوموں کی اقتصادی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ لیکن مسلسل ان کو اسی طرح لوٹا جارہا ہے اسی طرح تجارتوں کے یکطرفہ رستے ہیں کہ ساری دولتیں ان غریب ملکوں سے امیر ملکوں کی طرف منتقل ہورہی ہیں۔ اس طرح ان کی انڈسٹری کی وہ مارکیٹیں بنی ہوئی ہیں خواہ ان میں ان کے خریدنے کی طاقت ہو یا نہ ہو۔ کچھ قرض ان کو سود پر مہیا کردیئے جاتے ہیں اور وہ اور زیادہ امیر قوموں کے دست نگر ہوکر ان کی غلام ہوتی چلی جارہی ہیں۔ بالکل بے بس اور نہتے ہوچکے ہیں۔ کوئی راہ نہیں پاتے کہ کس طرح ہم ان سے آزاد ہوں۔ ان کے چھوٹے بھی اور بڑے بھی اپنے آپ کو اسی طرح بے بس پارہے ہیں۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے میں نے پانچ ملکوں کے سربراہوں سے ملاقاتیں کیں۔ ان کے نائبین سے ملاقاتیں کیں ان کے بیوروکریٹس میں سے چوٹی کے افسروں سے ملاقاتیں کیں۔ عوام الناس سے ملاقاتیں کیں، ان کے چیفس سے ملاقاتیں کیں۔ گلیوں میں پھرنے والے غریبوں سے ملاقاتیں کیں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں سے ملاقاتیں کیں۔ کوئی طبقہ ایسا نہیں جس کو میں نے قریب سے نہ دیکھا ہو اور محبت اور پیار کی نظر سے نہ دیکھا ہو۔ اور بڑے دیانتداری اور خلوص سے ان کے مسائل کو سمجھنے کی کوشش نہ کی ہو۔ اس لئے چند دنوں میں ہی خدا تعالیٰ نے مجھے افریقہ کے ان مسائل سے آگاہ کردیا جو خود افریقن لوگوں کے دلوں کو بھی حیرت میں ڈالنے کا موجب بنتے تھے۔

ایک سربراہ مملکت سے ملاقات

ایک پریذیڈنٹ صاحب سے جب میری ملاقات ہوئی جو چند منٹ کی تھی۔ جب میں نے ان کے ملک کے مسائل کی باتیں کہیں کہ آپ کے ملک کو یہ مسائل درپیش ہیں اور اس رنگ میں جماعت احمدیہ خدمت کے لئے تیار ہے تو ہمارے وفد کے ساتھی جو وہیں کے باشندہ تھے ان کو بازو میں ہاتھ ڈال کر روک لیا اور ہمارے جانے کے بعد ان سے پوچھا کہ مجھے یہ تو بتاؤ کہ اس شخص کو اتنی معلومات کہاں سے حاصل ہو گئیں۔ چند دن میں ہمارے ملک کے سارے مسائل سے آگاہ ہوگیا ہے اور اس کے علاوہ دیگر ممالک کے مسائل سے بھی آگاہ ہے۔ انہوں نے اس کو بہت اچھا جواب دیا اور پھر دعا کی طرف بھی ان کو متوجہ کیا۔

قید کی زنجیروں سے نجات دلانے کا عزم

اس لئے افریقہ کے مسائل کو میں گہری نظر سے دیکھ کر اور سمجھ کر آیا ہوں اور میں آپ کو ان کی مدد کی طرف بلاتا ہوں۔

نصرت جہانِ نو کی سکیم اس مضمون سے تعلق رکھنے والی سکیم ہے۔ اس سکیم کے تابع اب ہم صرف طبی یا تعلیمی دنیا میں افریقہ کی مدد نہیں کریں گے بلکہ غریب اور بے وسیلہ ہونے کے باوجود اقتصادی معاملات میں ٹریڈ میں اور انڈسٹری میں بھی ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان ملکوں کی ہر طرح مدد کریں گے اور کرتے چلے جائیں گے۔ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ چونکہ ہم خالصۃً للہ یہ کام کریں گے اس لئے بعید نہیں کہ ان قوموں کی آزادی جماعت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہوچکی ہو۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ ان کو ان سینکڑوں سال کی زنجیروں سے آزاد کرنے کی جماعت احمدیہ کو سعادت حاصل ہو۔ اس ضمن میں کئی اقدامات کئے جاچکے ہیں۔ لیکن عمومی اعلانات میں ان کی تفاصیل میں جانے کی ضرورت بھی نہیں۔ نہ وہ مناسب ہوگا۔ میں صرف یہ اعلان کرکے اس بات کو ختم کرتا ہوں کہ آپ میں جو بھی کسی بین الاقوامی تجارت کا تجربہ رکھتا ہو وہ اپنا نام پیش کرے۔ کسی قسم کی انڈسٹری قائم کرنے کا، کارخانہ قائم کرنے اور چلانے کا تجربہ رکھتا ہو وہ اپنا نام پیش کرے کسی قسم کے ایسے فن سے اس کا تعلق ہو جو افریقہ کی خدمت کے لئے استعمال ہو سکتا ہو وہ اپنا نام پیش کرے (زراعت اور ٹریڈ کا میں ذکر کرنا بھول گیا تھا) زراعت کے تعلق میں بھی اور انڈسٹری کے تعلق میں بھی شرط یہ ہوگی کہ وہ جماعت کی ہدایت اور جماعت کے پروگرام کے مطابق افریقہ کے بعض ملکوں کا دورہ کرے گا اور وہاں جائزہ لے کر جماعت کو مشورہ دے گا کہ کس طرح ہم ان امور میں افریقہ کی مدد کرسکتے ہیں۔ اور دوسری شرط یہ ہوگی کہ اپنی ذات کی منفعت اس کے پیش نظر نہیں ہوگی۔ اپنا سرمایہ وہ یہاں نہیں لگائے گا۔ ان رابطوں کو وہ اپنے کام میں نہیں لائے گا۔ اس لئے کہ میرا تجربہ یہ ہے کہ تاجر تاجر ہی ہوتا ہے۔ انڈسٹریلسٹ انڈسٹریلسٹ ہی ہوتا ہے۔ کہتے ہیں بچہ بچہ ہی ہوتا ہے خواہ نبی ہی ہو۔ اگر یہ بات سچ ہے تو وہ بات اس سے بھی زیادہ سچی ہے کہ تاجر تاجر ہی ہوتا ہے خواہ احمدی ہی ہو۔ آخر وہ کوئی داؤ لگا جائے گا، آخر وہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کرے گا کہ افریقہ کی دولت میں سے کچھ مَیں بھی تو حصہ پالوں۔ اس لئے جماعت احمدیہ اس کام کی نگران ہوگی۔ اور یہ دیکھے گی کہ جو بھی نئے روابط پیدا ہوتے ہیں ان میں سے کوئی بھی افریقہ کو لوٹنے کے لئے نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم دولتوں کے رخ پلٹانے کی کوشش کریں گے۔ ان زمانوں کو تبدیل کردیں گے جب افریقہ سے دولتیں باہر کی طرف بہا کرتی تھیں۔ اب ہمارا مقصود اور ہماری کوشش یہ ہے، دعا یہ ہے اور ہماری ساری تمنائیں یہ ہیں کہ باہر کی دنیا کی طرف سے دولتیں افریقہ کی طرف بہنے لگیں اور سینکڑوں سال سے افریقہ جو اپنے حقوق سے محروم کیا گیا ہے وہ دوبارہ اپنے حقوق کو حاصل کرلے۔ یہ وہ عزم ہے اور بہت بڑی بات ہے اور ارب ہا ارب کے معاملات ہیں جن کی بات میں کررہا ہوں۔

ہمارے پاس تو جماعتی لحاظ سے چند لاکھ بھی نہیں ہیں اس معاملے میں پیش کرنے کے لئے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ دل جو خدا کی محبت کے نتیجہ میں فیصلے کرتے ہیں، خدا کی قسم خدا کبھی ان کو ضائع نہیں کیا کرتا۔ ان کی آرزوئیں آسمان پر پوری کی جاتی ہیں اور زمین پر بھی ان کے پورے ہونے کے سامان پیدا کئے جاتے ہیں۔ اس لئے آپ کامل یقین رکھیں کہ بظاہر یہ انہونی باتیں ہیں، بظاہر ناممکن باتیں ہیں مگر ہم غریبوں اور ادنیٰ غلاموں کو خدا یہ توفیق بخشے گا کہ افریقہ کو تمام دنیا کی قید کی زنجیروں سے ہم آزاد کرنے کا موجب بنیں گے۔ (نعرے لگنے پر فرمایا) بلالؓ حبشی کا نعرہ بھی لگائیں جس کے ذریعہ افریقہ کے لئے نور پھوٹا ہے۔

(ضمیمہ ماہنامہ خالد ستمبر 1988ء)

☆......☆......☆

سکولز

جماعت احمدیہ غانا کے تحت ملک بھر میں 68 کنڈرگارٹن، 124 پرائمری سکول، 46 جونیئر سیکنڈری سکول، 7 سینئر سیکنڈری سکول، ایک مشنری ٹریننگ کالج ہے۔ بعض اداروں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:۔

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول۔ پوٹسن

تاریخ آغاز: ستمبر 1972ء

تعداد طلباء: 978

پہلے ہیڈ ماسٹر: مکرم شریف احمد صاحب

موجودہ ہیڈ ماسٹر:

Mr. Muhammed Kwesi Ackonu

اکمفی ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول۔ ایسارچر

تاریخ آغاز: ستمبر 1972ء

پہلے ہیڈ ماسٹر: مکرم نصیر احمد صاحب

بقیہ صفحہ 95

پہلے پرنسپل: مولوی محمد صدیق شاہد صاحب گورداسپوری

موجودہ پرنسپل: مکرم حمید اللہ ظفر صاحب

(آج تک یہاں سے 201 طلباء فارغ ہوکر مختلف ممالک میں مربیان کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں)

نصرت جہاں ٹیچرز ٹریننگ کالج۔ وا (اپرویسٹ ریجن)

آغاز: 1970ء (ابتداء میں اس کا نام نصرت جہاں گرلز اکیڈمی کے طور پر ہوا)

پہلی ہیڈ مسٹرس: نعیمہ شکیل صاحبہ

پھر جب یہ ادارہ اکیڈمی سے کالج بنا تو پہلے پرنسپل مکرم مسعود احمد شمس صاحب بنے۔

موجودہ پرنسپل: مکرم خالد محمود صاحب

تربیتی سنٹر

بواڈی اور کماسی کے مقام پر نو مبائع، ائمہ اور عیسائیوں سے احمدی ہونے والے احباب کی تربیت اور ٹریننگ کے لئے تربیتی سنٹر بنایا گیا۔ جہاں ائمہ کے لئے 2 ہفتہ اور دیگر نومبائعین کے لئے چھ ماہ کا کورس کروایا جاتا ہے۔ تربیتی سنٹر 1992ء کو بنا جبکہ دعوت الی اللہ سنٹر 1997ء میں بنایا گیا۔ چھ ماہ کا کورس کرنے والوں کی تعداد 300 اور دو ہفتہ کا کورس کرنے والے نومبائعین ائمہ کی تعداد 580 ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 13 راگست 2004ء)

غانا میں جماعت احمدیہ کے بعض ادارے

(اگست 2004ء کے ریکارڈ کے مطابق)

موجودہ ہیڈ ماسٹر:
Mr. Dimbie Mumuni Issah

نوٹ:
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس سکول میں 11 ستمبر 1979ء تا مارچ 1983ء ہیڈ ماسٹر رہے۔

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول۔فومینا

تاریخ آغاز: اکتوبر 1968ء
پہلے ہیڈ ماسٹر: مکرم کمال الدین احمد صاحب
موجودہ ہیڈ ماسٹر: Mr. Nasir Ahmad Keelson

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول۔آسوکورے

تاریخ آغاز: 1971ء
پہلے ہیڈ ماسٹر: مکرم مبارک احمد صاحب
موجودہ ہیڈ ماسٹر: Mr. Yeboah Druye

ٹی آئی احمدیہ سکول۔وا

تاریخ آغاز: 15 اکتوبر 2001ء
پہلے اور موجودہ ہیڈ ماسٹر: Mr. Moomen Alhassan Sarihabilu

ٹی آئی احمدیہ سکول۔کماسی

تاریخ آغاز: 30 جنوری 1950ء
پہلے ہیڈ ماسٹر: مکرم ڈاکٹر سفیر الدین صاحب۔ (Ph.D.)
موجودہ ہیڈ ماسٹر: Mr. Yusuf Kobena Agyare

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول۔سلاگا

تاریخ آغاز: ستمبر 1971ء
پہلے ہیڈ ماسٹر: چوہدری محمد اشرف صاحب
موجودہ ہیڈ ماسٹر: مکرم ابوبکر بن یعقوب صاحب

نوٹ:
حضور انور ایدہ اللہ اس سکول میں اگست 1977ء تا اگست 1979ء ہیڈ ماسٹر رہے۔

ہسپتال

ملک بھر میں جماعت احمدیہ کے تحت 6 ہسپتالز اور 4 ہومیو کلینکس کام کر رہے ہیں۔ان میں:

احمدیہ ہسپتال۔سویڈرو سنٹرل ریجن

تاریخ آغاز: 16 اپریل 1971ء
پہلے ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب
موجودہ ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر محمد نصر اللہ صاحب

احمدیہ ہسپتال۔ڈابو آسی ویسٹرن ریجن

تاریخ آغاز: 1974ء
پہلے ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب اور ڈاکٹر تمنا خان صاحب (ان کا تعلق بنگلہ دیش سے تھا)۔
موجودہ ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب۔ مکرمہ ڈاکٹر شائلہ ابراہیم صاحبہ

احمدیہ ہسپتال۔کوکوفو اشانٹی ریجن

تاریخ آغاز: یکم نومبر 1970ء
پہلے ڈاکٹر: ڈاکٹر بریگیڈیئر غلام احمد صاحب
موجودہ ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب

احمدیہ ہسپتال۔آسوکورے اشانٹی ریجن

تاریخ آغاز: 28 فروری 1971ء
پہلے ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب
موجودہ ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ صاحب

احمدیہ ہسپتال۔ٹیچی مان برنگ اہافو ریجن

تاریخ آغاز: 26 ستمبر 1971ء
پہلے ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب
موجودہ ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر رشید احمد بھٹی صاحب

احمدیہ ہسپتال۔کالیو اپرویسٹ ریجن

پہلے ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر شیخ نصیر احمد صاحب
موجودہ ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر نصر اللہ حمید صاحب

ہومیو کلینکس

احمدیہ ہومیو کلینک۔منقسم سنٹرل ریجن

آغاز: 15 ستمبر 2000ء
پہلے/موجودہ ڈاکٹر انچارج: Dr. Mustapha Mohammed Kobina Appiah

احمدیہ ہومیو کلینک۔کوفوروڈوا ایسٹرن ریجن

آغاز: 5 دسمبر 1998ء
ڈاکٹرز انچارج: مکرم ڈاکٹر شبیر حسین صاحب، مکرمہ ڈاکٹر عظمیٰ خلیل صاحبہ

احمدیہ ہومیو کلینک ساچرے ایڈوماسی

آغاز: 1996ء
پہلے ڈاکٹر انچارج: مکرم مبارک احمد آدم صاحب

احمدیہ ہومیو کلینک۔بواڈی، کماسی، اشانٹی

پہلے اور موجودہ ڈاکٹرز: مکرم ڈاکٹر ظفر اللہ صاحب، مکرمہ ڈاکٹر مبشرہ نسیم صاحبہ

یہ کلینک اکرا (Accra) میں دسمبر 1991ء میں شروع ہوا پھر 1993ء میں کماسی شفٹ ہوا۔ 9 ماہ کماسی مشن ہاؤس میں عارضی طور پر رہا، پھر بواڈی کے مقام پر موجودہ کلینک والی جگہ پر 1994ء میں کام شروع ہوا۔ کلینک کے ساتھ ساتھ طاہر ہومیو کمپلیکس بھی کام کر رہا ہے۔

آغاز میں مقامی طور پر گلوبیولز اور پلاسٹک کی شیشیاں بنانے والی مشینیں تیار کی گئیں۔ پھر 1999ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی اجازت سے بائیو کیمک ادویہ بنانے والی مشینیں پاکستان سے منگوائی گئیں۔اب خدا کے فضل سے یہاں گلوبیولز، پلاسٹک کی شیشیاں، بائیو کیمک ادویہ بنا کر افریقہ کے ممالک حتیٰ کہ جرمنی اور لندن تک بھی بھجوائی جاتی ہیں۔

احمدیہ ہومیو کلینک۔کماسی، اشانٹی ریجن

ڈاکٹر انچارج: Dr. Ahmad Abeka

دیگر تعلیمی اداروں کا تعارف

احمدیہ ووکیشنل سکول۔اکرا

آغاز: جنوری 1995ء
پہلی پرنسپل: Miss Mariam Acheampong
موجودہ پرنسپل: حاجیہ رحمت مسلم صاحبہ

احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج اکرافو۔سنٹرل ریجن

آغاز: 21 اپریل 1996ء
(سالٹ پانڈ میں آغاز ہوا)

باقی صفحہ 94 پر

اہم نوٹ:

خالی جگہ پر اشتہارات ہیں۔